SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday, June 10, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Muhammadmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والذین ینفقون اموالھم رئآء الناس ولا یومنون باللہ و لا بالیوم الاٰخر ومن یکن الشیطٰن لہ قرینًا فسآء قرینًا۔ وماذا علیھم لو اٰمنوا باللہ والیوم الاٰخر و انفقوا مما رزقھم اللہ و کان اللہ بھم علیمًا۔ انّ اللہ لا یظلم مثقال ذرّۃ و ان تک حسنۃ یضٰعفھا ویوت من لدنہ اجرًا عظیمًا۔

ترجمہ: اور وہ لوگ بھی اللہ کو ناپسند ہیں جو اپنے مال محض لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور درحقیقت نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ روز آخر پر۔ سچ یہ ہے کہ شیطان جس کا رفیق ہو اسے بہت ہی بری رفاقت میسر آئی۔ آخر ان لوگوں پر کیا آفت آ جاتی اگر یہ اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے۔ اگر یہ ایسا کرتے تو اللہ سے ان کی نیکی کا حال چھپا نہ رہ جاتا۔ اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اگر کوئی ایک نیکی کرے

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Saturday, June 10, 2006

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty five minutes past ten in the morning with Mr. Chairman (Mr. Muhammadmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والذین ینفقون اموالھم رئآء الناس ولا یومنون باللہ و لا بالیوم الاٰخر ومن یکن الشیطٰن لہ قرینًا فسآء قرینًا۔ وماذا علیھم لو اٰمنوا باللہ والیوم الاٰخر و انفقوا مما رزقھم اللہ و کان اللہ بھم علیمًا۔ انّ اللہ لا یظلم مثقال ذرّۃ و ان تک حسنۃ یضٰعفھا ویوت من لدنہ اجرًا عظیمًا۔

ترجمہ: اور وہ لوگ بھی اللہ کو ناپسند ہیں جو اپنے مال محض لوگوں کو دکھانے کے لیے خرچ کرتے ہیں اور درحقیقت نہ اللہ پر ایمان رکھتے ہیں نہ روز آخر پر۔ سچ یہ ہے کہ شیطان جس کا رفیق ہو اسے بہت ہی بری رفاقت میسر آئی۔ آخر ان لوگوں پر کیا آفت آ جاتی اگر یہ اللہ اور روز آخر پر ایمان رکھتے اور جو کچھ اللہ نے دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے۔ اگر یہ ایسا کرتے تو اللہ سے ان کی نیکی کا حال چھپا نہ رہ جاتا۔ اللہ کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہیں کرتا۔ اگر کوئی ایک نیکی کرے

تو اللہ اسے دو چند کرتا ہے اور پھر اپنی طرف سے بڑا اجر عطا فرماتا ہے۔

سورۃ النساء (آیات ۳۸۔۴۰)

جناب چیئرمین، جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

LEAVE OF ABSENCE

Mr. Chairman: Now, I will read out the single leave application.

جناب چیئرمین، سید جاوید علی شاہ نے بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر آج مورخہ 10 جون کے لئے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

DISCUSSION ON BUDGET 2006-2007

Mr . Chairman: Now , we will continue discussion on the Finance Bill , 2006-07 and Annual Buget Statement . I would request the speakers , please strictly abide by the time . The first speaker today is Maulana Rahat Hussain. He is not here. Maulana Saleh Shah.

سینیٹر وسیم سجاد (قائم ایوان)، میرے خیال میں اب یہ طریقہ اپنایا جائے کہ جو speakers حاضر نہ ہوں' انہیں موقع نہیں ملنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، مولانا محمد صالح شاہ۔ جو ممبران Standing Committee on Finance میں مصروف ہیں' ان کا نام میں یہاں نہیں لے رہا ہوں because they are already busy and are pending and I am taking others names. جیسے پروفیسر خورشید صاحب ہیں' عباسی صاحب ہیں۔

سینیٹر کامل علی آغا(وزیر مملکت برائے پارلیمانی امور) ، میرا خیال ہے کہ آپ جنرز ارکان کے نام بول دیں اور اگروہ حاضر نہ ہوں تو انہیں دوبارہ باری نہیں ملنی چاہیے۔ Otherwise تو speakers ختم نہیں ہوں گے۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔میں اسی طرح کر رہا ہوں۔ میں ان اراکین کا ذکر کر رہا تھا جو کمیٹی میں مصروف ہیں، وہ اس سے مستثنیٰ ہیں

because they are already working. I think, this is the norm always and this was an early reference.

جی صالح صاحب۔

سینیٹر مولانا صالح شاہ قریشی، اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے اس بجٹ پر بات کرنے کا موقع دیا ہے۔ بجٹ کے حوالے سے اپوزیشن کے اراکین اور حزب اقتدار کے اراکین نے تفصیلی تقاریر کی ہیں۔ میں ویسے تو اپوزیشن میں ہوں لیکن ایسی اپوزیشن کا حامی ہوں کہ جس میں صرف تنقید برائے تنقید اور ضد برائے ضد نہ ہو البتہ تنقید برائے تعمیر، ایک اسلامی اور جمہوری حق ہے جو ہر کسی کو اللہ تعالیٰ نے دیا ہے۔ مجھے وہ اپوزیشن بھی یاد ہے جس میں مفتی محمود مرحوم قائد اپوزیشن تھے تاہم اس وقت کی اپوزیشن اور صاحب اقتدار آج کی اپوزیشن اور صاحب اقتدار کے متوازی نہیں ہو سکتے ہیں۔ میں اس میں فرق محسوس کر رہا ہوں۔ ذوالفقار علی بھٹو مرحوم سے لے کر ضیاء الحق مرحوم تک کا دور موجودہ دور سے بدرجہا بہتر تھا۔ جناب والا! آج کی سیاست ایک نظریاتی سیاست کا دور نہیں رہی ہے بلکہ سیاست برائے مفادات کا دور ہے۔ بذات خود میں تنگ نظر ہوں اور تنگ نظروں کا حامی ہوں۔ میں صرف اتنا کہہ سکتا ہوں کہ باز اور شاہین جب درخت کی خشک ٹہنی پر بیٹھتا ہے تو آخر وقت تک بیٹھا رہتا ہے جب کہ چھوٹی چھوٹی چڑیاں درخت کی سبز ٹہنیوں پر بیٹھتی ہیں۔

جناب چیئرمین! حضرت شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک شعر مجھے یاد آیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔ایسے محبوب سے دل لگانا اور عشق کرنا مناسب نہیں ہے کہ ہر صبح اس کا شوہر اور اس کی زوج دوسری ہو۔ جناب چیئرمین! یہاں پر موجودہ سب اراکین ایک نظریہ پر قائم ہیں۔ جناب چیئرمین! بجٹ پر بحث کرنے سے پہلے بھی تمہید باندھنا پڑتی ہے۔ میں یہاں پورے بجٹ کی

مخالفت نہیں کرتا اور نہ یہ میرے بس میں ہے کہ میں پورے بجٹ کی مخالفت کروں ۔ ہم اور آپ، حزب اقتدار اور حزب اختلاف دونوں مسلمان ہیں۔ اس بجٹ کو ہم گپ نہ سمجھیں۔ یہ بجٹ جیسے ہم پر یہاں اثر انداز ہے، ویسے ہی یہ بجٹ ہماری آخرت اور قبر پر بھی ضرور اثر انداز ہوگا۔ اس حوالے سے ہم غریبوں کا نام لیتے ہیں اور معیشت کا نام لیتے ہیں،

جناب چیئرمین! صاحب اقتدار کو رب العزت امر اور حکم دے دیتا ہے۔

(حربی)

کہ صاحب اقتدار امانتوں کو اہل اور مستحقین تک فراہم کریں۔ میرے خیال کے مطابق 23 دسمبر 1989 میں سپریم کورٹ نے جو فیصلہ سود کے متعلق کیا تھا، وہ اچھا فیصلہ تھا جو کہ ہماری عدالت عظمیٰ ہے لیکن تاحال ہم سود کی لعنت میں پڑے ہوئے ہیں اور موجودہ دور میں کوئی بندہ بھی سود کے اثرات سے محفوظ نہیں ہوگا خواہ وہ سفید پوش ہو یا نہ ہو۔

جناب چیئرمین! اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے لیکن ہر چیز پر ٹیکس لگانا، غیر اسلامی اور جمہوری ظلم ہے۔ اگرچہ پچھلی حکومتوں میں بھی یہی ٹیکس ہوتے تھے ۔ قرضے معاف کروانا، یہ ایک عوام اور رعایا کا حق ہے لیکن بڑے لوگوں کے قرضے معاف کرنا جیسے اس حکومت میں ظلم شمار ہوتا ہے، اسی طرح پچھلی حکومتوں نے جو قرضے معاف کئے ہیں، وہ بھی ظلم میں شمار ہوتے ہیں۔ پہلے پٹرول چوبیس روپے فی لیٹر تھا۔ جیسے کہ ہم دیکھ رہے ہیں اور سن رہے ہیں کہ جب پٹرول اور ڈیزل مہنگا ہوتا ہے تو دال، مولی اور گاجر بھی ضرور مہنگی ہوتی ہے۔ ان کے اثرات ہمارے تمام معاشی امور پر ضرور پڑتے ہے۔ جناب چیئرمین! 9/11 کے بعد 22 billion dollar--- یہ بھی کوئی پیاز، ٹماٹر نہیں ہیں لیکن جناب وزیر خزانہ کے بیان کے مطابق، جسے میں قدر اور احترام کی نظر سے دیکھتا ہوں کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے، کا مطلب اور ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ بڑا کشکول توڑ دیا ہے۔ ہمارے پاس اپنے خزانے کے علاوہ 22 billion dollar بھی تھے۔ ہمارے ایک مولانا بجلی گھر فرما رہے تھے کہ حکومت کہتی ہے VCR بند ہیں لیکن VCR بند ہونے کا مطلب اور ہے اور ہم اور مطلب لیتے ہیں۔VCR بند ہونے کا مطلب مولانا بجلی گھر صاحب یہ بتاتے تھے کہ کہ "یہ پیٹی میں بند آتا ہے"۔

جناب چیئرمین! بجٹ کے حوالے سے اگرموجودہ حکومت کا پچھلی حکومتوں سے موازنہ

کیا جائے تو چند امور ایسے ہیں جو میرے ذہن میں ہیں' وہ ایک اہم امتیازی وجوہ کی بناء پر ماضی کی حکومتوں سے امتیاز رکھتے ہیں۔ جناب چیئرمین ! پچھلے 56-50 سالوں میں سے کسی حکومت نے قبائلیوں پر اتنے مظالم نہیں ڈھائے ہیں' جتنے موجودہ حکومت نے ڈھائے ہیں۔ ہمارے تمام قبائل خصوصاً جنوبی وزیرستان کے قبائل موجودہ حکومت سے مایوس ہیں اور ہر روز اسی خطرے میں مبتلا رہتے ہیں کہ آج پھر ہم پر بمباری ہوگی اور آج پھر operations ہوں گے۔ پچھلی حکومتیں قبائلیوں کو مراعات دیتی تھیں لیکن جناب چیئرمین موجودہ حکومت مراعات کی بجائے بے گناہوں کو بمباری اور operations سے شہید کر رہی ہے۔ خون کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ جناب چیئرمین! میں بحث سے متعلق عرض کرتا ہوں کہ پچھلے حکومتوں میں سے کسی نے بھی فوج کو اپنے پاکستانیوں کے ہاتھوں نہیں مروایا ہے لیکن موجودہ حکومت نے ہماری اپنی پاک فوج کو اپنے ہی پاکستانیوں کے ہاتھ سے مروا چکی ہے۔ماضی کی حکومتوں میں فوج سے محبت اور پیار کا شیوہ تھا اور موجودہ حکومت میں نفرت۔ قبائل کی طرف سے یہ معروضات جو میں پیش کر رہا ہوں قبائلیوں کی طرف سے نفرت اور دل آزاری کا شیوہ دیا ہے۔ جناب چیئرمین! ماضی کی حکومتوں میں اور پچھلی حکومتوں میں ریٹائرڈ شدہ حضرات جتنے تھے وہ اپنے بال بچے وطن واپس بھجواتے تھے آج کی حکومت میں ریٹائرڈ فوجی گواہی عہدوں پر مسلط کئے گئے ہیں اور جناب چیئرمین صاحب! ان ریٹائرڈ فوجی افسران کو جو مراعات میسر ہیں وہ کسی کو نہیں۔ جناب چیئرمین! اسی ریٹائرڈ شدہ افراد کے مشورے کی وجہ سے اور ان کی رائے کی وجہ سے ہماری سٹیل ملز' حبیب بنک' واپڈا' پی ٹی سی ایل جو ہمارے پاکستان کے اہم اور مرکزی وسائل تھے وہ فروخت ہوئے۔ جناب چیئرمین صاحب! گومل ڈیم کا افتتاح صدر محترم نے اپنے ہاتھ سے کیا ہے اور ہم گومل ڈیم کے قریب ہیں اور گومل ڈیم ہمارے وزیرستان خصوصاً محسود قبیلے کے قریب ہے اور رقبہ محسود قبیلے کا ہے۔ اور ہمارے محسود قبیلے نے یہی رقبہ جو گومل ڈیم کے احاطے میں آیا ہے وہ تمام رقبہ ہمارے صدر محترم کو قوم محسود کی طرف سے تحفے کے طور پر' مہمان نوازی کے طور پر بغیر معاوضہ اور بغیر مراعات کے دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! گومل ڈیم کا حاصل وہی ہے جو پچھلے دنوں ہمارے سینیٹر صاحب رضا محمد رضا نے بیان کیا جس پر میں آگے گفتگو میں نہیں کرنا چاہتا۔ کراچی جو ہمارا مرکزی اور تجارتی شہر ہے اور اس کے شہری کبھی بھی بجلی کی معطلی کی وجہ سے اندھیرے

میں نہیں رہے ہیں جو آج کل ہیں۔ لیکن موازنے کے طور پر میں عرض کر رہا تھا کہ موجودہ حکومت کا موازنہ اگر پچھلی حکومتوں سے کیا جائے تو چند امور ایسے ہیں جو امتیازی صفات رکھتے ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! میں الحمدللہ جنوبی وزیرستان سے تعلق رکھتا ہوں۔ وزیرستان میں جو قتل و غارت' operation اور جو قہر الہیٰ نازل ہوا ہے میں اس کا ذکر نہیں کرنا چاہتا ہوں وہ ایک international موضوع ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! افسوس کی بات یہ ہے کہ بجٹ میں جو پانچ ارب پچھلے سال اور چھ ارب اس سال قبائلیوں کے بارے میں مخصوص کئے گئے ہیں یہ تو پچھلے سال نہ کسی نے مطمئن کیا تھا اور نہ تاحال مطمئن کیا ہے کہ پانچ ارب قبائلوں میں صرف کیا گیا اس کے مصارف کہاں ہیں اور تاحال ہمیں معلوم نہیں ہوا ہے اور میرے خیال سے جو یہ قبائلوں کے لئے چھ ارب مختص کیا گیا ہے اس کا حال بھی یہ ہی ہو گا جیسا کہ پچھلے سال پانچ ارب کا حشر ہوا ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میری گزارش یہ ہے کہ جتنے فنڈز قبائلوں کے لئے یا پاکستان کے جس شعبے کے لئے بھی ہوں فنڈز کا تعین کرنا اور مقرر کرنا یہ ایک اور مسئلہ ہے فنڈز کو اصلی جگہ پر خرچ کرنا اور مصارف کو حق کی نظر کی دیکھنا یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! جنوبی وزیرستان میں ترقیاتی امور نیست و نابود کی مانند ہیں۔ ترقیاتی امور درکنار پاکستان میں اشیائے خورد و نوش پر جو ٹیکس لگائے گئے ہیں' یہی اشیائے خورد و نوش جب ہمارے قبائلی علاقوں میں جاتی ہیں تو وہاں ان پر دوبارہ ٹیکس لگایا جاتا یعنی خورد و نوش کی اشیا کے علاوہ میں نے خود دیکھا ہے وہی بھوس جو ہم اپنی زمینوں سے حاصل کر رہے ہیں اور اپنی زمینوں سے حاصل کرکے وزیرستان لے جاتے ہیں تو اس بھوس پر بھی وہ ٹیکس لگا دیتے ہیں۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے' وقت ہو گیا۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی، کشمیر کے حوالے سے ہمارے قبائلیوں کو پاکستان کی محبت' شجاعت' دلیری وغیرہ' اس کی اسناد موجود ہیں۔ ہمارے قبائلیوں کو اسناد دی گئی ہیں۔ مغربی حصے کی سرحد کو بغیر تنخواہ اور بغیر معاوضہ ہمارے قبائل نے محفوظ رکھا تھا لیکن فوج کے آنے سے ہمارا مغربی حصہ غیر محفوظ رہا۔ میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر آپ مغربی

حصہ محفوظ رکھنا چاہتے ہیں تو حکومت کو چاہیے کہ وہ فوج کو قبائلی علاقے سے واپس بلائے تاکہ قبائلی اپنی روایات اور عقائد کے مطابق مغربی پٹی کو محفوظ رکھیں ۔ جیسا کہ ہم نے پچھلے پچھلے سال محفوظ رکھا تھا۔ اسی طرح آئندہ کے لیے بھی ہم اس پٹی کو محفوظ رکھیں گے۔

جناب والا! ہم ٹیلیفون کی سہولت سے محروم ہیں۔ موبائل فون پر فوج نے پابندی لگائی ہوئی ہے۔ میں نے سنا ہے کہ موبائل، وائرلیس وغیرہ پر پابندی ہے اور پی ٹی سی ایل کے Exchange کی عمارت موجود ہے لیکن پی ٹی سی ایل کو اجازت نہیں دی جاتی۔ موبائل فون کے لیے اجازت نہیں دی جاتی ہے۔

جناب والا! تعاون پھولنے ڈیموں کا کوئی بندوبست نہیں ہے۔ تعلیم اور صحت کی حالت ناگفتہ بہ ہے سڑکیں وغیرہ نیست کے برابر ہیں ۔ زراعت کے بارے میں یہ ہے کہ جنوبی وزیرستان میں جو پھل کی پیداوار ہے وہ میرے اندازے کے مطابق کسی اور علاقے میں اتنا زیادہ پھل پیدا نہیں ہوتا جتنا کہ جنوبی وزیرستان میں پیدا ہوتا ہے لیکن زراعت پر تعاون حکومت نے اتنی توجہ نہیں دی جتنی اس کو دینی چاہیے تھی۔

جناب والا! پچھلے اپریشن میں بمباری سے جو نقصان زراعت، باغات اور پھل وغیرہ کا ہوا ہے اور جو نقصانات ہوا اس کا کچھ معاوضہ نہیں دیا گیا۔ حالانکہ میراں شاہ بازار میں بہت زیادہ تباہی ہوئی، مکانات اور دکانات وغیرہ کی، اسی طرح وانا میں تباہی ہوئی ۔ سین کیرہ مارکیٹ لٹ چکی ہے تعاون ان دکانداروں اور مارکیٹ والوں کو کوئی معاوضہ دیا گیا۔ حکومت کا یہ فرض بنتا ہے کہ بےقصور پاکستانیوں کو معاوضہ دے ۔ قتل و غارت کے علاوہ گوانتاناموبے اور ابوغریب جیل وغیرہ کا ہم تذکرہ کرتے ہیں، شبقدر جیل کے ہم تذکرے کرتے ہیں، جناب چیئرمین! ہمارے قبائلیوں کے لیے خود پاکستان میں گوانتاناموبے جیسی جیل بنائی گئی ہے ۔ ہمارے قبائلیوں کو ایسا پابند سلاسل رکھا گیا ہے کہ آٹھ، آٹھ، نو، نو، دس، دس مہینوں تک ان کی اولاد اور ان کے رشتہ دار ان سے مل نہیں سکتے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ آخر وہ بھی انسان ہیں، وہی قبائل جن پر بمباری بھی ہوتی ہے اور ان پر حملے ہوتے رہتے ہیں اور جب ان جیل دی جاتی تو جیل بھی ایسی ہوتی ہے کہ جس کو ہم گوانتاناموبے کی تشبیہ دے سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین، مولانا صاحب! بیس منٹ ہو گئے ہیں، ختم کریں۔ دوسروں نے بھی بات کرنی ہے۔

سینیٹر مولانا محمد صالح شاہ قریشی، جناب چیئرمین صاحب، بجٹ کے لحاظ سے ہر فرد غریب کا تذکرہ کرتا ہے اور غریب کا نام آج کل ایک سیاست ہے اور غریب کے نام پر سیاست بنی ہے۔ میرے لیے تو یہ مناسب نہیں کہ میں اس کو نظر انداز کروں، اللہ اس کا اپنا بندوبست کرے۔ میں تو اتنا عرض کر سکتا کہ غریبوں کو جو رزق دیا جاتا ہے وہ اللہ جل جلالہ خود عطا کر دیتا ہے۔ صرف میری اتنی سی درخواست ہے کہ ارکان اسمبلی سے لے کر وزیروں تک اور تحصیلدار تک، ان سے غریبوں کو ملنے کے لیے کچھ ایسے اصول وضع کیے جائیں تاکہ غریبوں کی حوصلہ افزائی ہو جائے اور ان حضرات سے با آسانی ملاقات کر سکیں اور ان کے مسائل حل ہو سکیں۔ اس کے علاوہ جو غریبوں کو رزق دیا جاتا ہے وہ اللہ جل جلالہ خود عطا کرتا ہے اور ہمارے بجٹ سے غریبوں کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ نہ وزیر خزانہ والے غریبوں کو رزق دے سکتے ہیں اور نہ ہی آج تک دیا گیا ہے۔ اللہ غریبوں کو قیامت تک رزق دے دیتا ہے اور جو دیا گیا ہے وہ اللہ رب العزت نے ہی دیا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ نواب محمد ایاز خان جوگیزئی، جناب اسفند یار ولی، جناب ثناء اللہ بلوچ، ربانی صاحب آپ بعد میں بات کرنا چاہیں گے، سردار محمود خان، رزینہ عالم۔

سینیٹر رزینہ عالم خان، شکریہ جناب چیئرمین صاحب! اللہ کے فضل و کرم سے ہمارا بجٹ announce ہو چکا ہے۔ اس سے پہلے کہ میں بجٹ کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کروں میں قائداعظم محمد علی جناح کا یہ فرمان پڑھنا چاہوں گی۔

ہم چاہتے ہیں کہ آپ خود دار لوگوں کی طرح اپنے پیروں پر کھڑے ہو جائیں، اپنے ملکی وسائل کو ترقی دیں اور اپنی خوبیوں کو اجاگر کریں۔"

جناب والا! یہ بجٹ قائداعظم کی اس سوچ کے مطابق یہ ایک پہلا قدم ہے اور میں سمجھتی ہوں کہ جن حالات میں یہ بجٹ تیار ہوا اور جو کچھ اس میں رکھا گیا وہ غریبوں کے لیے اور عوام کے لیے ہے، یہ سب کچھ ہماری معیشت کو استحکام حاصل ہونے کی وجہ سے ہے۔ جناب

والا! اس بجٹ کو غریب، عوام دوست بجٹ کہا گیا ہے۔ یہ ہمارے صدر محترم نے، چوہدری شجاعت صاحب صدر پاکستان مسلم لیگ اور وزیر اعظم صاحب نے کہا ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ بالکل درست ہے اور انشاء اللہ میں ثابت کرنے کی بھی کوشش کروں گی کہ اس سے غریب عوام کو بہت فائدہ پہنچا ہے۔

جناب والا! زلزلے کے بعد اور بیرونی دنیا میں تیل کی قیمتوں کے اضافے کی وجہ سے جو حالات تھے اس کو دیکھتے ہوئے جو ہمارا growth rate ہے اس کا اگرچہ target 7% تھا وہ ہم achieve نہیں کر سکے لیکن 6.6% بھی ہماری معیشت کے استحکام کا symbol ہے۔ ماہرین معیشت یہ جانتے ہیں کہ growth rate اگر 6% سے زیادہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ economy مستحکم ہے اور ہماری currency اللہ کا شکر ہے مستحکم ہے اور اسی وجہ سے کوئی extra taxes وغیرہ نہیں لگائے گئے۔

جناب والا! یہ بجٹ کسی ایک طبقے کا نہیں ہے، یہ پورے ملک کا بجٹ ہے، یہ ہر پارٹی کا بجٹ ہے، یہ پوری عوام کا بجٹ ہے اور میری یہ اس معزز ایوان سے درخواست ہے کہ اس کو سیاسی جھگڑوں کی نظر نہ کریں بلکہ جو رقم مختص کی گئی ہے اس کو result oriented بنانے کے لیے ہماری جو صلاحیتیں ہیں ان کو بروے کار لائیں۔ اپنے اختیارات کو استعمال کریں۔ جن مقاصد کے لیے جو رقم مختص کی گئی ہے کوشش کریں کہ وہ تمام مقاصد حاصل ہو جائیں۔ اور یہی طریقہ ہے کہ ہم اس بجٹ کو کامیاب بنا سکتے ہیں۔

جناب والا! میں مبارکباد دوں گی Finance Minister کو، ڈاکٹر سلمان صاحب کو اور عمر ایوب کو جنہوں نے دن رات کی محنت کے بعد اتنا جامع اور بہتر بجٹ ان حالات میں تیار کیا۔ جہاں تک ان کے اعداد و شمار کا تعلق ہے جناب والا! میں اس کے بارے میں کچھ نہیں کہوں گی کیونکہ ہم سب کے پاس دستاویزات موجود ہیں اور اس کے بارے میں بہت کچھ کہا گیا ہے۔

میں اپنے دائیں جانب بیٹھے ہوئے بھائیوں کی کچھ باتیں جو انہوں نے اپنی تقاریر میں کہی ہیں، ان کے جوابات دینا چاہوں گی۔ سب سے پہلے میں یہ کہوں گی کہ کشکول کی بہت بات ہوئی۔ آج میں نے فیروز اللغات میں کشکول کے معنی دیکھے، ویسے بھی مجھے اس کا مطلب پتا تھا لیکن اس کے لغتی معنی دیکھے اور اس کے لغتی معنی ہیں فقیروں کا پیالہ یا بھیک کا ٹھیکرا۔

جناب والا! کشکول ٹوٹ گیا۔ ہمارے ایک بھائینے کہا کہ اس پر اتنا زیادہ وزن پڑا کہ کشکول ٹوٹ گیا۔ میرے خیال میں انہوں نے درست فرمایا' ماضی میں اتنا زیادہ وزن پڑا کہ وہ کشکول ٹوٹ گیا لیکن کشکول ٹرے نہیں بنا کیونکہ کبھی کسی نے کسی بھکاری کو کشکول لے کر قرض مانگتے دیکھا ہے۔

جناب والا! آپ بنکر ہیں' میں بھی معاشیات کی ایک طالبہ ہوں۔ قرض تمام ترقی پذیر ممالک لیتے ہیں' تمام developing countries اپنے projects کو چلانے کے لیے قرض لیتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ وہ بھیک مانگتے ہیں۔ میرا خیال ہے اس وضاحت کے بعد کشکول کا لفظ نہیں استعمال ہونا چاہیے کیونکہ بھیک نہیں مانگی گئی۔ اگر قرض لیا ہے تو بقول وزیراعظم کوئی infrastructure بنانے کے لیے لیا گیا ہے اور قرض لے کر اس کو صحیح طور پر خرچ کرنے کے لیے ہم نے Fiscal Responsibility Debt Limitation Act بھی پاس کیا ہے یعنی ایک میعاد سے زیادہ قرض نہیں لیا جائے گا۔ یہ پابندی اس پارلیمنٹ نے خود پاس کی ہے۔ لہذا میں نہیں سمجھتی کہ ہم اتنے غیر ذمہ دار ہیں جو اس طرح کشکول لے کر جائیں گے اور جیسا کہ قائداعظم نے فرمایا کہ خوددار لوگوں کی طرح---- تو یہ خوددار قوم ہے اور خوددار قوم بھیک نہیں مانگتی۔

دوسری بات جو کہی گئی وہ Defence Budget کے بارے میں ہے۔ جناب والا! 27 ارب روپے کا اضافہ جو Defence budget میں ہوا ہے اور یہ بھی کہا گیا کہ ہمیں کسی قسم کا external threat نہیں ہے۔ جناب والا! external threat ہے' یہ ہر کوئی جانتا ہے۔ اگر external threat نہ ہوتا تو کئی سالوں پہلے آمنے سامنے دو افواج سال بھر تک نہ بیٹھی رہتیں۔ جناب والا! بھارت جو ہمارا پڑوسی ملک ہے اس کا بجٹ 830 billion ہے اور انہوں نے 7.8% بڑھانے کا بھی اعلان کیا ہے۔ یہاں بھی میں اپنے قائداعظم کا ایک فرمان پڑھنا چاہوں گی' " اس مشینی دور میں آپ کو زمانے کے ساتھ چلنا پڑے گا۔ اپنے علم' ساز و سامان اور اسلحہ کو جدید تقاضوں کے مطابق بنانا پڑے گا' اس لیے نہیں کہ ہم اپنے کسی پڑوسی کے خلاف برے عزائم رکھتے ہیں بلکہ اس لیے کہ ہماری سلامتی کا تقاضا ہے کہ ہم کمزور نہ رہیں' کوئی ہم پر اچانک حملہ نہ کردے۔" تو جناب والا! ہمیں اپنی سلامتی برقرار رکھنی ہے اور ہر وقت کے لیے تیار رہنا ہے اور

میں سمجھتی ہوں کہ جو 27 ارب روپے کا اضافہ ہوا ہے وہ بہت مناسب ہے۔ ہمیں اپنی افواج کو جدید اسلحے سے لیس رکھنا اور جدید تربیت دینا ہے اور یہی ہمارے ملک کی سلامتی کا تقاضا ہے۔

جناب والا! minimum deterrence کو برقرار رکھنا میں سمجھتی ہوں ہر زندہ قوم کا فرض ہے' اس کا حق ہے اور ہم یہ حق استعمال کر رہے ہیں۔ دائیں جانب سے ہمارے ایک بھائی صاحب نے یہ بھی فرمایا PSDP کی تفصیل بتاتے وقت کہ 7 projects بند ہوگئے ہیں اور خدانخواستہ nuclear programme roll back ہو رہا ہے۔ جناب والا! میں آپ کے سامنے ایک اخبار کا تراشا پیش کرتی ہوں جس میں پچھلے سال اپریل میں ایک Ballistic Missile Abdali کا کامیاب تجربے کی تفصیل بیان کی گئی ہے اور اس سال 22 مارچ کو میزائل بابر کا دوسرا کامیاب تجربہ ہوا ہے اور اس کی پوری تفصیل ہے ۔ اس میں ہمارے سائنسدانوں اور انجینئرز کو صدر صاحب نے خراج تحسین پیش کیا ہے ۔ تو "آفتاب آمد دلیل آفتاب" یہ کہنا جو ہمارا atomic programme ہے اس کو rollback کیا جا رہا ہے ۔ یہ الزام تراشی ہے اور ہمیں اپنے ملک کی سکیورٹی کی خاطر الزام تراشی سے باز رہنا چاہیے۔

جناب والا! خواتین کے حوالے سے یہ کہا گیا کہ وہ ۵۲ فیصد ہیں اور ان کے لئے باون الفاظ بھی ادا نہیں کئے گئے ۔ جناب والا! میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ اللہ کے فضل وکرم سے خواتین لاشعور ہیں' نہ بے وقوف ہیں اور نہ ہی ہم اتنی جذباتی ہیں کہ ایسی باتوں سے اثر لیں۔ ہر کوئی جانتا ہے کہ بجٹ میں اتنے بہتری کے پروگرام ہوئے ہیں کہ اس میں جتنا مردوں کا حق ہے اتنا ہی ہم خواتین کا بھی ہے۔ کہیں یہ تخصیص نہیں کی گئی کہ ان تمام projects کا فائدہ صرف مردوں کو پہنچے گا خواتین اور اقلیت کو نہیں پہنچے گا ۔ اقلیت یا خواتین کو میں نہیں سمجھتی ہوں کہ اس قسم کی باتوں سے کوئی اثر لینا چاہیے اور میں یہ بڑی ذمہ داری کے ساتھ کہنا چاہتی ہوں کہ اس حکومت نے ہم خواتین کی ترقی اور empowerment کے لئے جو اقدامات اٹھائے ہیں وہ پہلے کبھی بھی نہیں اٹھائے گئے۔ ہمیں اس پر فخر ہے۔ اب ضرورت اس چیز کی ہے کہ ہم ان مراعات کا جو کہ ہمیں اس بجٹ میں خصوصی طور پر دی گئی ہیں خاص کر اس بجٹ میں انکم ٹیکس دو لاکھ تک صرف خواتین کے لئے رکھا گیا ہے بلکہ جہیز فنڈ میں اضافہ کیا گیا ہے ۔ اس طرح خواتین کے لئے women centre کا اضافہ کیا گیا ہے۔۔ میں سمجھتی ہوں

کہ جو کچھ خواتین کی بہتری کے لئے ہوا ہے اس سے ہم کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانا چاہیے۔ ان خواتین کے لئے کام کرنا چاہیے جو ان پڑھ ہیں میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں ان خواتین کے لئے بہت کچھ کرنے کی ضرورت ہے جو ترقی کی راہ میں ہم لوگوں کے ہم قدم نہیں ہیں ۔ تو اب ہم لوگوں کا فرض ہے کہ ہم ان خواتین کے لئے کام کریں اور اس قسم کی باتیں جو بھی ہوں کہ ان کے لئے یہ نہیں ہوا ، وہ نہیں ہوا ، باشعور خواتین سمجھتی ہیں کہ ان کے لئے بجٹ میں کیا کچھ ہے۔

جناب والا ! یوٹیلٹی سٹورز کے لئے کہا گیا کہ ان سے لوگوں کو زیادہ سے زیادہ فائدہ نہیں پہنچے گا ۔ بے شک ، آج ہی میں پڑھ رہی تھی کہ وزیر اعظم صاحب نے اعلان کیا کہ پورے ملک میں سو رہ سو یوٹیلٹی سٹورز کھولے جائیں گے۔ میں سمجھتی ہوں یہ بھی ناکافی ہیں لیکن اس کے ساتھ یوٹیلٹی سٹور کے موبائل یونٹ بھی ہوں گے جو ان کم قیمت کی اشیاء کو تمام عوام تک پہنچائیں گے ۔ ہمارے وزیر اعظم صاحب خود یوٹیلٹی سٹور میں گئے اور انہوں نے جاکر وہاں چیزیں دیکھیں ، وہاں قیمتیں زیادہ تو charge نہیں کی جا رہیں۔ اس کے لئے میں سمجھتی ہوں کہ یہ یوٹیلٹی سٹورز کی سہولت جہاں کم قیمتوں پر دالیں اور دیگر اشیاء موجود ہیں اس سے غریب عوام کو فائدہ پہنچانے کا ascertain کرنا چاہیے کہ ان کو فائدہ پہنچ رہا ہے یا نہیں ۔ اس میں ہم Parliamentarians کو اپنا کردار ادا کرنے کی ضرورت ہے بجائے اس کے کہ ہم یہ کہیں کہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ چونکہ یوٹیلٹی سٹورز جو ہیں وہ غریب عوام کی دسترس میں ہونے چاہیے یہ ہر کوئی سمجھتا ہے۔

جناب والا! میں کچھ تجاویز بھی یہاں پر دینا چاہوں گی اس لئے کہ بہت کچھ کہا گیا ہے اس کا جواب میں دینا چاہتی تھی لیکن میں سمجھتی ہوں کہ کچھ چیزیں ایسی ہوتی ہیں جو سیاسی نکتہ نظر سے کہی جاتی ہیں اور لوگ خود بھی اس کو سمجھتے ہیں کہ وہ جو کہہ رہے ہیں اتنا درست نہیں ہے۔ میری تجاویز میں سب سے پہلے جو دالوں پر سبسڈی دی گئی ہے اور ان کی جو قیمتیں announce کی گئی ہیں۔ جناب والا! میری تجویز ہے کہ وہ قیمتیں cease کر دی جائیں یعنی وہ قیمتیں منجمد ہوں اور سال بھر ان قیمتوں میں اضافہ نہ ہو تا کہ غریب عوام کو انہی قیمتوں پر دالیں ملتی رہیں۔ آٹا کی قیمت پہلے بھی fix ہے ، اس میں استحکام ہے ، میں چاہتی ہوں کہ غریب جو کہ دال روٹی ہی کھاتا ہے اس کے لئے دالوں کی قیمت میں بھی استحکام ہو اور ساتھ ساتھ یہ کہ اس

کی رسد میں کمی نہ ہو' اس کے لئے معقول انتظامات کئے جائیں۔

دوسری میری تجویز یہ ہے کہ جو بچت کی سکیموں میں منافع کی شرح 0.5% سے 1.5% رکھی گئی ہے ' اگر ممکن ہو تو اس میں تھوڑا سا اضافہ کیا جائے کیونکہ پہلے pensioners' غریب عوام اور جو چھوٹے investors ہوتے ہیں وہ ان بچت سکیموں میں اپنا پیسہ لگاتے ہیں اور وہی ان کی آمدنی ہوتی ہے۔ میرا یہ کہنا ہے کہ اگر ہو سکے تو وہ ایک سے دو فیصد کے درمیان ہو اور اس اضافہ کا اطلاق ان investments پر بھی ہو جو کہ پہلے کی گئی ہوں تاکہ جو پرانے investers ہیں ان کو بھی اس سے فائدہ پہنچے۔

زراعت کے سلسلے میں بہت کچھ کہا جا چکا ہے' میں صرف اتنا کہنا چاہوں گی کہ yield per acre کم ہوئی ہے اور اسی کی وجہ سے جو ہمارا growth rate کا target ہے وہ ہم achieve نہیں کر پائے۔ جناب والا! agriculture کے لئے میں یہ چاہوں گی کہ yield per acre بڑھانے کے لئے جو research work ہو رہا ہے اس کا جو feed back آتا ہے اس کو عام کسان تک آسان طریقے سے پہنچایا جائے تاکہ ہر کسان کو سمجھ آئے کہ ہم اپنی پیداوار کو کس طرح بڑھا سکتے ہیں اور اپنی seeds کو اس کے manoeuvre کو اور جو بھی اس میں pesticide ہے اس کو استعمال کرنے کا صحیح طریقے عام کسان تک پہنچانے کا بندوبست ہونا چاہیے' میں سمجھتی ہوں کہ اس میں media بھی ایک بہت بڑا کردار ادا کر سکتا ہے۔

اب یہ وہ تین fields ہیں کہ جس کمیٹی کی Higher Education Commission میں Chairperson ہوں تو اس کے بارے میں یہ کہوں گی کہ بہت سے ہمارے ممبران نے کہا کہ Higher Education Commission کا بجٹ زیادہ ہے۔ جناب والا! میں یہاں پر یہ کہنا چاہتی ہوں کہ Federal Education Ministry کا جو بجٹ ہے وہ صرف federal area کے لئے ہے اور یا اس میں کچھ ایسے departments ہیں جو کہ صوبوں میں واقع ہیں لیکن Higher Education Commission پورے ملک کی universities کو finance کرتا ہے' وہاں کے colleges کو' وہاں کے higher education کو وہ دیکھتا ہے تو اس وجہ سے اس کا بجٹ لامحالہ زیادہ ہوتا ہے۔ اس بارے میں میں یہ کہنا چاہوں گی کہ اس کا جو recurring بجٹ ہے اس میں 15.7billion کی demand تھی جس میں سے ان کو 11.28 billion دیا گیا جبکہ صرف تنخواہیں

13 billion سے زیادہ ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ Higher Education Commission کا بجٹ جو کہ recurring ہے' میں development budget کی بات نہیں کر رہی ہوں' وہ ان کو اتنا ہی دیا جائے جتنا کہ انہوں نے demand کی ہے کیونکہ اس طرح پھر faculty کی تنخواہیں نہیں دی جا سکیں گی۔ ہماری کمیٹی نے بھی ایک resolution pass کیا ہے کہ جس میں Higher Education Commission کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ private universities کو بھی دیکھیں اور ان کی بھی financially مدد کریں کیونکہ private schools, universities and colleges میں بھی ہمارے ہی ملک کے بچے پڑھتے ہیں' وہاں کوئی باہر کے بچے نہیں پڑھتے۔ ہمیں ان کی بھی سہولیات دیکھنی ہیں' جبکہ ہم نے Higher Education Commission کو private universities کی بھی ذمہ داری دی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ اس کا جو recurring budget ہے اس کو کم کرنے کا کوئی جواز نہیں ہے۔

جناب والا ! Education Sector Reform اس کے تحت جو federal government نے رقم 5 billion مانگی تھی اس کے بجائے 1.75 billion allocate ہوئی ہے' اس کی justification یہ ہے کہ education sector reforms سے پورے پاکستان کے سکولوں میں جو missing facilities ہیں ان کے لئے رقوم دی جاتی ہیں اور ان کو صحیح کیا جاتا ہے۔

آپ جانتے ہیں' معزز ایوان کے تمام ارکان جانتے ہیں کہ ہمارے اسکولوں کی حالت کافی خراب ہے۔ کہیں ٹاٹ ہیں کہیں وہ بھی نہیں ہیں۔ کہیں چھتیں ہیں لیکن کہیں چھتوں کے بغیر درختوں کے نیچے بچے اور بچیاں پڑھ رہے ہیں' میں نے خود جا کر ایسے سکول دیکھیں ہیں۔ جو missing facilities ہیں سکولوں کی ان کو ضرور پورا ہونا چاہیے۔ اس کے لیے ایک time frame ہوتا ہے کہ دو سال کے اندر یا جو بھی ہے تو اس کے لیے جو رقم demanded ہے میری suggestion ہے کہ وہ دی جائے۔

اس کے علاوہ Science and Technology کے بارے میں 'میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ Science and Technology ہر ملک کی ترقی کے لیے اور خاص طور ہمیں اگر ترقی یافتہ ممالک کی صف میں کھڑا ہونا ہے تو اپنی Science and Technology کو ضرور فروغ دینے

کی ضرورت ہے اور میں ایران میں ایک کانفرنس میں گئی تھی وہاں زیادہ تر ممالک ایسے تھے جہاں GDP کا 1% سے زیادہ Science and Technology پر خرچ ہوتا تھا جبکہ ہمارے پاس 04% ہے جو Science and Technolgy میں خرچ ہوتا تھا لیکن اب اللہ کے فضل و کرم سے اس حکومت نے اس رقم کو double کر دیا ہے اور جو نئے سیکریٹری آئے ہیں پرویز بٹ صاحب وہ چونکہ سائنس دان ہیں اور اس وجہ سے مجھے امید ہے اس Ministry کے تمام ترقیاتی کاموں میں ایک مثبت تبدیلی آئے گی۔

میں سمجھتی ہوں کہ ہمیں Science and Technology کا future میں جو ایک vision بنانا ہے اس میں یہ چیز شامل ہونی چاہیے کہ اس کا بجٹ GDP کا 1% تک ہو۔

جناب چیئرمین، جی وقت کا خیال رکھئے۔

سینیٹر رزینہ عالم خان، شکریہ جناب۔ بس مجھے صرف دو تین چیزیں اور کہنی ہیں۔ ایک تو یہ جناب والا! کہ ایک authority قائم کی جائے جیسا کہ جمال لغاری صاحب نے کہا کہ ایک ایسی authority ہو جو Ministry کی working کو field میں monitor کرے۔ چونکہ توانا پاکستان project کے بارے میں ہم نے دیکھا کہ جو reports تھیں field کی feedback ان سے مختلف تھی۔ اس لیے ایک ایسی authority میں تجویز کرتی ہوں جو Ministry کی working کو اس کے projects کو field میں monitor کرے اور اس کی رپورٹ وزیر اعظم صاحب کو دے۔

ایک آخری نقطہ جو میں نے پچھلے بجٹ میں بھی میں نے کہا تھا کہ میری تجویز یہ ہے کہ austerity drive یعنی کفایت شعاری کی مہم شروع ہو اور ہر department, اس پر عمل کرے سرکاری طور بھی اور ذاتی طور پر بھی۔ اس کے بعد میں صرف یہ کہوں گی جناب والا! کہ عوام کے لیے اس بجٹ میں بہت کچھ ہے جو کم سے کم تنخواہ تین ہزار سے چار ہزار کردی ہے اس سے بھی عوام کو عملی فائدہ ہوگا۔ بات عمل کی ہے ۔ جو لوگ عوام کی بات کرتے ہیں صرف slogan کے طور پر وہ یہ دیکھیں کہ اس بجٹ میں عوام کے لیے کیا کچھ ہے اور اگر عمل نہیں ہوگا تو میں سمجھتی ہوں اس کا کوئی فائدہ نہیں کہ اگر ہم کوئی خیالات اچھے رکھیں یا دھواں

دھار تقریر کریں۔ ہاں اس بجٹ نے یہ ثابت کر دیا کہ اس حکومت نے غریبوں کے لیے عملاً کچھ کیا ہے اور یہاں میں یہ کہوں گی کہ

بے عمل دل ہو تو جذبات سے کیا ہوتا ہے
دھرتی بنجر ہو تو برسات سے کیا ہوتا ہے
ہے عمل لازمی تکمیل تمنا کے لیے
ورنہ رنگین خیالات سے کیا ہوتا ہے۔

شکریہ۔

جناب چیئرمین، مولانا سمیع الحق۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب! ایک عرض کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ڈرائیور صبح دس سے لے کر ایک بجے تک بھوکے پیاسے گرمی میں بیٹھے رہتے ہیں۔ شام کو تو چلیں پھر بھی سایہ ہو جاتا ہے۔ آپ کی میں نے توجہ دلائی تھی کہ آپ اپنی سرپرستی میں اور کچھ نہیں تو ٹینٹ ہی لگوا دیں۔ آپ تو بڑا نرم دل رکھتے ہیں، بڑا نرم گوشہ رکھتے ہیں پتہ نہیں اس معاملے میں آپ نے کیوں take up نہیں کیا۔

جناب چیئرمین، میں عرض کروں میں نے پہلے ہی take up کیا ہوا ہے۔ پیچھے shade بھی بنے ہوئے ہیں لیکن آگے سکیورٹی اور دوسری وجوہات کی وجہ سے یہ نہیں بنائے جاتے۔ گاڑیوں کو یہاں پارک کر کے پیچھے شیڈ اور واٹر کولر لگے ہوئے ہیں site پر۔

سینیٹر کلثوم پروین، جناب! ابھی تو National Assembly کا بھی اجلاس ہو رہا ہے اور سینیٹ کا بھی۔ گاڑیاں بہت زیادہ ہیں۔ پہلے تو کم تھیں۔ کافی دھوپ ہے وہاں کوئی ٹینٹ نہیں ہے۔ اور نہ پانی کا انتظام ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں site پر شیڈ ہے باقاعدہ۔ سیکریٹری صاحب یہ ذرا آپ دیکھ لیں کہ اگر تعداد زیادہ ہے تو کچھ اور جو ہو سکتا ہے وہ کر دیں کیونکہ آگے کچھ security کی وجوہات ہیں National Assembly سے بھی coordination ہوا ہے۔ کولر اور ٹینٹ سائڈ پر ہیں۔ بہرحال اور جو بھی کچھ ہو سکتا ہے، ممکن ہے بالکل دیکھیں گے۔ احساس کیوں نہیں ہے۔

Senator Kulsoom Parveen: Thank you sir.

جناب چیئرمین، کولر اور tent site پر ہیں۔ بہرحال اور بھی جو ہو سکتا ہے ممکن ہے بالکل دیکھیں گے، احساس کیوں نہیں ہے۔ سیکرٹری صاحب یہ دیکھ لیجئے۔

سینیٹر انجینئر رخسانہ زبیری، میں شیڈ کی اور نیچے cafeteria کی بھی بات کرنا چاہتی ہوں، جناب ایک شعر لگا ہوا ہے ہمارے پارلیمنٹ کی entrance کے آگے، جس کے پیچھے ذوالفقار علی بھٹو صاحب کے inaugural کا بورڈ لگا ہوا ہے اور بڑا برا لگتا ہے جب ہم آتے ہیں کہاں کے سامنے ایک کونپی لگی ہوئی ہے اس کو kindly ہٹا دیجئے please ! ورنہ یہ نہ ہو کہ ہم لوگوں کو ہٹا دیں۔

Mr. Chairman: We are getting carried away from the scope.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, just I will take one second جناب ! TV کے اوپر رات کو normally proceedings of Senate and National Assembly جب دکھاتے ہیں تو they show the members speaking جب سے یہ بجٹ سیشن شروع ہوا ہے اور جب سے heavy criticism آنا شروع ہوا ہے۔ on the budget from the opposition benches, it is not being shown the way it is normally shown, they just pick up couple of points and there the and they just show the picture. I would وہ بولتا ہے gentlemen and narrator like to request you to kindly direct the PTV that the people of Pakistan, they need to know the good part of the budget and the bad part of the اس وقت budget good ہی good پاکستان کے غریب عوام کو دکھا رہے ہیں۔

So I would like to request you through the chair, that the PTV is directed to please show exactly what the member says this is the normal I mean they have to stop۔ جب سے یہ بجٹ سیشن شروع ہوا ہے practice of PTV.

this practice. Sir, this I just want to bring to your-----

(Interruption)

Mr. Chairman: I think to some extent they are giving, general comments are comming اگر time ہوتا تو they pick up few things, however

Senator Muhammad Enver Baig: It is a very important session, so you may appreciate ایک آدمی دیکھتا ہے اور they would like to see what their representatives are saying in the Senate or the National Assembly, that I appreciate sir, if you could kindly direct the Information Minister.

سینیٹر کامل علی آغا، میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ایک بات تو تسلیم کی کہ انہیں Ptv پر دکھایا جا رہا ہے کر دیتے ہیں انشاء اللہ اس پر بھی عملدرآمد ہوگا۔ انہوں نے آج کرتا بھی بہت خوبصورت پہنا ہوا ہے انشاء اللہ آج ان کو ضرور بولتے ہوئے دکھائیں گے۔ He is replacing Senator Sami-ul-Haq, how can I think آج کامران آپ کو بولنے نہیں دینا چاہتے ۔وہ چاہتے ہیں کہ چلے جائیں۔

(قہقہے)

سینیٹر کامران مرتضیٰ، یہ چاہتے ہیں کہ میں نہ ہوں۔

جناب چیئرمین، کامران مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، بسم اللہ الرحمن الرحیم جناب! جب ہاؤس میں بجٹ آتا ہے اور ہر دفعہ ہم یہاں پر بجٹ پر speechs سنتے ہیں تو ہر دفعہ یہی کہا گیا کہ اس سے اچھا بجٹ اس سے اچھا عوام دوست' اس سے اچھا غریب دوست بجٹ پیش نہیں کیا جا سکتا تھا اور اس کے بعد جب سال ختم ہو جاتا ہے اور اگلے بجٹ کے لیے ہم اکٹھے ہوتے ہیں تو لوگوں کے وہی حالات ہوتے ہیں بلکہ شاید اس سے بدتر حالات ہوتے ہیں۔ حالت اس وقت یہ ہے کہ خود کشیوں کے ریٹ بڑھ رہے ہیں۔ ایک سال میں صرف بھوک کی وجہ سے خود کشی کرنے والوں کی تعداد دو

ہزار تک پہنچ گئی ہے جو کہ کسی ملک میں بھی alarming situation ہے بالکل بھوک کی وجہ سے لوگ جا کر اپنے آپ کو مار لیتے ہیں اگر یہ rate کم ہو رہا ہوتا تو ہم کہتے کہ جی ٹھیک ہے بجٹ اچھے آ رہے ہیں مگر یہ rate بڑھ رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ بجٹ اچھے نہیں پیش کیے جا رہے ہیں۔ جناب! اکتوبر ۱۹۹۹ء ہے آج جون ۲۰۰۶ء تک یہ سات سال ہو گئے ہیں جنرل صاحب کو اس اقتدار میں، کوئی اور حکومت ہوتی، کسی normal حکومت میں Constitution کے مطابق اس کے لیے پانچ سال کی مدت تھی ۔ ان کے اپنے مطابق دو دفعہ، دو term سے زیادہ نہیں لے سکتے۔ دس سال، دس سال اگر کوئی زیادہ سے زیادہ مدت ہوتی تو اس میں وہ سات سال consume کر چکے ہیں کسی کو کوئی پروگرام دینا ہوتا تو وہ آج پروگرام دیا جا چکا ہوتا۔ major وقت اور major پورشن اپنے اقتدار کا دوسری دفعہ بھی اگر elect ہو جائے آئین کے تحت آتے تو آج بھی دوسری دفعہ اپنے mid میں ہوتے اور اپنے دور اقتدار کے درمیان میں ہوتے۔

عام طور پر politicians کے لئے اور political parties کے لئے تین سال یا ساڑھے تین کا پیمانہ ہے اس کے بعد ان کے اوپر تنقید شروع ہو جاتی ہے، ان کی برائیاں شروع ہو جاتی ہیں اور ان کو واپس گھر بھیجنے یا گھر سے بھی باہر بھیجنے کے بہانے تلاش کرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ جناب چیئرمین! ہمارے ہاں تو زیادہ سے زیادہ مدت ۱۰ سال ہے۔ ہم نے دس سال میں زیادہ سے زیادہ اپنا پروگرام دینا ہوتا ہے۔ امریکہ میں کسی بھی صدر کے لئے زیادہ سے زیادہ مدت ۸ سال ہوتی ہے۔ تقریباً ۸ سال کا عرصہ ہمارے صدر صاحب گزار چکے ہیں۔ جو کچھ کرنا تھا وہ اب تک کر لینا چاہیے تھا مگر آج تک کچھ بھی نہیں ہوا۔ لوگوں کی حالت سدھری نہیں ہے بلکہ بگڑی ہے۔ آپ بھی feel کر رہے ہوں گے، میں بھی feel کر رہا ہوں۔ اخبار دیکھ لیجیئے، میڈیا کو دیکھ لیجیئے اور TV کو دیکھ لیجیئے۔

جناب! میں اس بجٹ کے آنے سے پہلے یہ feel کر رہا تھا کہ یہ بجٹ نسبتاً بہتر ہوگا۔ اس کی دو وجوہات تھیں۔ ایک وجہ تو میں بیان کر چکا کہ جنرل صاحب اپنی مدت کے ۷ سات سال گزار چکے ہیں اور اب ان کو کچھ نہ کچھ لوگوں کو دینا ہوگا۔ دوسری میری feeling یہ تھی کہ چونکہ اگلا سال الیکشن کا سال ہوگا تو اس حوالے سے ان کو سیاسی طور پر ایسی چیزیں لوگوں کو دینی

ہوں گی جس کے بارے میں یہ سوچا جا سکے گا کہ جس Government نے پچھلے سال پروگرام دیا تھا اس کے مطابق لوگوں کی حالت کچھ بہتر ہوئی مگر میں یہ یقین سے کہتا ہوں کہ اور میں ایمانداری سے سمجھتا ہوں کہ یا تو یہ بجٹ بنانے والے بے وقوف ہیں یا پھر ان کو اپنی حکومت کی پرواہ نہیں ہے۔ جان بوجھ کر اس طرح کا بجٹ دیا گیا ہے کہ جس میں لوگوں تک کوئی relief نہیں پہنچی۔ جو relief بتائی جا رہی ہے وہ اونٹ کے منہ میں زیرے کے مترادف ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت جو اہم ترین ضرورت تھی وہ صوبوں کو provincial autonomy دینی تھی۔ یہ بات ان کی ان نکات کا حصہ تھا جو جنرل صاحب نے power capture کے بعد کی تھی۔ میں یہ سمجھ رہا تھا کہ ان ۷ سال کے بعد کم از کم صوبوں کو کسی حد تک provincial autonomy دے دی جائے گی مگر اس کے بارے میں اس بجٹ میں ایک لفظ بھی نہیں کہا گیا۔ جناب چیئرمین! کل آپ نے بھی دیکھا تھا اور میں نے بھی دیکھا تھا کہ اس visitors' gallery میں بنگلہ دیش کا ایک delegation آکر بیٹھا تھا۔ اگر آپ صوبوں کو provincial autonomy نہیں دیں گے۔ اللہ نہ کرے کل کوئی اور بھی، کل کسی اور صوبے کے لوگ بھی اس visitors' gallery میں اس طرح کا بجٹ دیکھیں گے۔ یہ وقت آنے والا ہے اس کو روکنے کے لئے کوشش کریں۔

(اس موقع پر ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر کامران مرتضیٰ، یہ وقت بہت نزدیک نظر آ رہا ہے اور اگر اس کو نہ روکا گیا تو اسی طرح ہوتا رہے گا۔ کل بنگلہ دیش کے لوگ بھی اسی اسلام آباد میں آکر کہتے تھے کہ ہمیں پٹسن کی بو آتی ہے۔ آج دوسرے لوگ آکر رو رہے ہیں کہ ہمیں یہاں سے گیس کی بو آتی ہے۔ ہمیں یہاں سے دیگر معدنیات کی بو آ رہی ہے۔ ہم ۱۴ سال میں یہ سمجھ رہے تھے کہ بلوچستان issue پر اس House میں جتنی بات ہوئی ہے، autonomy پر جتنی بات کی گئی ہے اس کے نتائج کے طور پر کچھ نہ کچھ autonomy دی جائے گی مگر میں سمجھتا ہوں کہ یہ جان بوجھ کر ایسا کیا گیا ہے اپنی حکومت کو گرانے کے لئے یا پھر ان کو لوگوں کی پرواہ نہیں ہے۔ ان کے پاس اگلے الیکشن کے نتائج تیار ہیں۔

جناب چیئرمین! اس ملک میں ایک چیز پر ہمیشہ' ایک شعبے پر ہمیشہ بجٹ میں اضافہ ہوتا رہا ہے۔ آپ اس شعبے کو جانتے ہیں اور میں بھی جانتا ہوں۔ جناب! آپ بھی ایک ادارے کے سربراہ ہیں۔ آپ نے یہ staff کیوں رکھا ہے؟ اگر یہ staff کام کرنا بند کر دے' اگر یہ لوگ کام کرنا بند کر دیں۔ ان سے کوئی output نہ نکلے۔ ان سے کوئی results نہ ملے تو آپ کیا کریں گے؟ ان پر مزید اخراجات کریں گے؟ ان کے لئے مزید چیزیں خریدتے جائیں گے' ان کے لئے گاڑیاں اور دوسری چیزیں مزید خریدتے جائیں گے؟ جناب! ایک شعبہ ایسا ہے جس نے پاکستان بننے کے بعد آج تک کوئی نتائج نہیں دیئے۔ اس کے باوجود اس کے لئے ہر دفعہ اور ہر بجٹ میں ان کے لئے amount بڑھا دی جاتی ہے۔ وہ اس cause کے اوپر کہ ہمارے پاس پینے کے لئے صاف پانی میسر نہیں' تعلیم کے لئے ہمارے پاس رقم میسر نہیں' صحت اور بنیادی ضروریات کے لئے ہمارے پاس رقم میسر نہیں مگر ایک خصوصی شعبے کے لئے آپ کے پاس رقم بھی ہے۔اور آپ کے پاس بجٹ بھی ہے' آپ اس کے لئے قرضے بھی لیتے ہیں' آپ اس کے لئے ہر کام کرتے ہیں۔ جناب! ہماری کس ملک کے ساتھ دشمنی ہے' ہماری افغانستان کے ساتھ دشمنی نہیں ہے' ہماری ایران کے ساتھ دشمنی نہیں ہے' ہماری چین کے ساتھ دشمنی نہیں ہے۔ آج کل India کے ساتھ آپ کا affair چل رہا ہے' اس کے باوجود ہر سال اربوں روپے کے حساب سے ان کے لئے budget میں اضافہ کر دیا جاتا ہے۔ Budget میں ایک اضافہ تو ظاہراً نظر آتا ہے' دوسرا اضافہ جس کو conceal کیا جاتا ہے' pension کو civil budget میں ڈال دیں' Frontier Corps کو civil budget میں ڈال دیں اور سات' آٹھ مدات ایسی ہیں جن کو آپ civil budget میں ڈال کر conceal کرتے ہیں۔ جناب! ایسا شعبہ جس نے آج تک کوئی result نہیں دیا' جو آج تک کسی جگہ پر' کسی میدان میں سرخرو نہیں ہوئے' جس نے آج تک ہمیں فتح کیا' آپ اس کے لئے amount بڑھاتے جاتے ہیں۔ ان شعبوں کے لئے جو میری بنیادی ضرورت ہیں' جناب! پینے کے لئے پانی نہیں ہے' ایک تو جناب! لوگ نہر کا پانی پیتے ہیں' جوہڑ کا پانی پیتے ہیں' ہمارے ہاں تو پانی میسر بھی نہیں ہے۔ جناب! نلکے کا پانی' جہاں record ہے کہ 2000 لوگ اکٹھے مر گئے' جناب! 30000 لوگ affect ہوئے ہیں' اس ملک میں پینے کا پانی میسر نہیں ہے۔ آپ ایک طرف لوگوں کو پینے کا پانی مہیا نہیں کر رہے ہیں اور دوسرے طرف

ایک ادارے کے لئے آپ اربوں روپے بڑھاتے جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ جی یہ مقدس گائے ہے، آپ اس کو اس ایوان میں discuss بھی نہیں کر سکتے۔ جناب! discuss نہ کریں، اس کو discuss نہ کریں، آج discuss نہیں کریں گے تو کل اسی طرح سے بنگلہ دیش والا حال ہو گا، لوگ آئیں گے اور ادھر visitors gallery میں بیٹھیں گے۔

جناب! ایک اور بہت بڑی زیادتی جو اس ملک میں صوبوں کے ساتھ ہو رہی ہے، میرا خیال تھا کہ اس کے لئے بھی، گوکہ اس بات کا شاید budget سے direct تعلق نہیں ہے، مگر indirect تعلق ہے۔ اس ایوان کو آپ، میں ایوان بالا کہتے ہیں اور دوسرے ایوان کو ایوان زیریں کہتے ہیں، مگر آپ اور میں اس budget پر بات کرتے ہوئے، زیادہ سے زیادہ اپنی سفارشات پیش کر سکتے ہیں۔ یہ دستور کے وفاقی ڈھانچے کے خلاف بات ہے کہ ایک ایوان جو دوسرے ایوان سے نسبتاً بڑا ہے یا آپ اس کو تصوراتی طور پر بڑا تصور کرتے ہیں، وہ چھوٹے ایوان کو صرف سفارشات پیش کرے کہ جناب آپ چاہیں تو budget میں یہ تبدیلیاں لے آئیں اور اگر نہ چاہیں، آپ کا دل نہ چاہے تو آپ یہ تبدیلیاں نہ لائیں۔ گوکہ جو relevant article ہے، وہ اس وقت موجودہ relevant article یہی کہتا ہے، مگر دستور کا جو وفاقی ڈھانچہ تھا۔ اس کے مطابق یہ بات مناسب نہیں ہے، اس کے مطابق اس ایوان میں بھی budget کو اسی طرح سے pass کیا جانا چاہیے، اس ایوان میں بھی اسی طرح سے discuss کیا جانا چاہیے، جس طرح اس ایوان کا حق ہے۔ یہ بات انتہائی نامناسب ہے یا اس ڈھانچے کے اپنے خلاف ہے جو وفاق پر مشتمل ہے، جو وفاق کے صورت میں ہے کہ یہ ایوان جوکہ چار صوبوں کی نمائندگی کرتا ہے، جوکہ صوبوں کو represent کرتا ہے۔ وہ صرف اپنی سفارشات پیش کریں اور اس ایوان میں بیٹھے ہوئے، ایک صوبے کے لوگ چاہیں تو ہماری ان سفارشات کو رد کر دیں، چاہیں تو ہماری سفارشات میں سے کوئی ایک آدھ قبول کر لیں۔

جناب! اس کے ساتھ ساتھ Budget کو بہتر بنانے کے لئے ہم نے کچھ تجاویز in writing دی ہیں۔ Government کا کہنا یہ تھا کہ ہم مہنگائی ختم کرنا چاہتے ہیں، مگر اس کا کوئی طریقہ کار ہمارے پاس میسر نہیں ہے۔ ہم لوگوں کو relief دینا چاہتے ہیں اور جس حد تک relief دے سکے، ہم نے اس Budget میں ان کو relief دیا۔ جناب! اس میں کچھ تجاویز تھیں۔ جناب!

میری جو first suggestion ہے' وہ یہ ہے کہ GST اس وقت اس میں جو charge کیا جا رہا ہے' جناب! 15% ہے' اگر اس میں immediately, کا 25% اس میں اس کو reduce کر دیا جائے تو پھر بھی 11% رہ جائے گا۔ لوگوں کو جو benefit ملے گا' وہ 4% کی حد تک ملے گا' Government پر اس بات کا کوئی زیادہ اثر بھی نہیں پڑے گا اور لوگوں کو immediate relief مل جائے گا۔ یکم جولائی سے آپ اس کو implement کروائیں گے اور 2nd July سے لوگوں کے لئے relief available ہو گا۔

جناب! اس میں 2nd suggestion جو تھی' اس میں تھا reduction in duties and taxes on petroleum products. اس وقت Government کو direct or indirect 24 rupees per liter مل رہا ہے' جناب! ان چوبیس روپوں میں سے صرف چھ روپے' صرف 25% کم کر دیا جائے تو لوگوں کو یہ immediat relief بھی ملے گا اور لوگ بہتر feel کریں گے۔

تیسری تجویز جناب! میں نے یہ تجویز پچھلے سال بھی دی تھی مگر اس پر کوئی عمل نہیں ہوا تھا کیونکہ وہی recommendations کی بات ہے' یہاں سے recommendations carry ہوں یا نہ ہوں۔ جناب! ہمارے 75% لوگ agriculture پر depend کرتے ہیں' دنیا بھر' India آپ کے آس پاس ہر جگہ agriculture کو ہمیشہ بجلی کی قیمت' ڈیزل اور باقی taxes کے سلسلے میں relief ملتا ہے۔ ہم نے پچھلی دفعہ بھی suggest کیا تھا کہ agriculture type of diesel, green diesel introduce کروائیے ' tax free diesel intorduce کروائیے' اس کا result یہ نکلے گا کہ جو پیداوار ہے اس کی cost میں کمی آئے گی' آپ کا کسان خوشحال ہو گا' Government کو زیادہ فرق نہیں پڑے گا۔ اس میں آپ کو ان تین' چار چیزوں کو پورا کرنے کے لیے صرف ایک کام کرنا ہو گا کہ اپنے defence budget کو صرف پچھلے سال کی جگہ پر freeze کر دیجئے اور اس کو پانچ سال تک برقرار رکھیے' آپ کے لوگوں کے حالات بھی اچھے ہو جائیں گے' لوگوں کو پینے کا صاف پانی میسر ہو جائے گا' دالیں سستی ملیں گی' sugar کا بحران اور یہ دوسرے مسائل نہیں پیدا ہوں گے۔

جناب! میری next suggestion یہ تھی' دنیا بھر میں یہ ہوتا ہے کہ industries کو

electricity میں rebate دیتے ہیں۔ چین دے رہا ہے' اس وقت چین کی مصنوعات جناب! آپ کی پوری industry کا بیڑہ غرق کر رہی ہیں۔ آپ کی industry اس قابل نہیں ہے کہ چین کے ساتھ مقابلہ کر سکے۔ آپ بازار سے پاکستان کا بنا ہوا بوٹ دو ہزار روپے میں خریدتے ہیں' چین کا بوٹ دو سو روپے میں بک رہا ہے۔ آپ کو industry کو بھی relief دینے کی ضرورت تھی' اس relief میں سے پہلی relief صرف اس صورت میں دے سکتے ہیں کہ ان کے لیے بجلی industrial connections جو ہیں' ان پر electricity کو سستا کر دیں۔ اس electricity کو بھی آپ کو green, yellow, white, black کوئی نام دے سکتے ہیں اور اس کے لیے مخصوص connections ہو سکتے ہیں اور ان کے rates نسبتاً کم ہوں گے۔ جناب! بظاہر تو ایسا لگتا ہے کہ یہ سب تمام relief دینے سے بجٹ میں بہت بڑا shortfall آ جائے گا۔ جناب! ایسا نہیں ہو گا' ایک طرف تو آپ کی equity بڑھے گی اور دوسری طرف آپ اس amount کو cover کرنے کے لیے صرف Defence Budget freeze کیجیے' صرف پانچ سال کے لیے۔ اس سال آپ freeze کریں گے' آپ کو اس سے کئی ارب روپے مل جائیں گے اور اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ لوگوں کو direct relief ملے گا اور لوگ اس قابل ہوں گے کہ اپنی زندگی کو نسبتاً بہتر طریقے سے گزار سکیں۔

جناب! میری اگلی suggestion تھی' یہ بہت اچھا اقدام ہے' میں اس بات پر تنقید نہیں کرتا جو 15 % cost of living allowance Government نے بڑھایا ہے مگر جناب! سب لوگوں کا cost of living allowance بڑھا دینا کہ ایک آدمی کو پانچ ہزار روپے ملتے ہوں تو اس کو بھی اسی 15% میں اسی طرح treat کرنا اور ایک آدمی کو اگر پچاس ہزار روپے ملتے ہوں تو اس کو بھی وہی 15% increase دینا غیر مناسب ہے۔ جناب! ہمارے ہمسایہ ملک ہندوستان میں پچھلے چند سالوں میں اس پر بڑا کام ہوا ہے' انہوں نے جو salaries difference تھا' اس کو کم کر دیا ہے۔ اس salary difference کو کم کرنے کے لیے آپ نے جو مہنگائی الاؤنس دینا ہے وہ آپ ان لوگوں کو دیں جن کو مہنگائی نے براہ راست متاثر کیا ہے۔ وہ لوگ grade ایک تا پندرہ تک کے لوگ ہیں' آپ ان کو پندرہ کی بجائے 25% دیجیئے اور جو اوپر کے لوگ ہیں بھلے ان کا کم کر دیں۔ جب تک ان کے درمیان تفاوت کم نہیں ہو گا' اس وقت تک

ہمارے ہاں یہ مسائل رہیں گے اور لوگ یہ feel کرتے رہیں گے کہ ہم کم تر درجے کے ملازم ہیں۔ آپ کم از کم ان کو زندہ رہنے کا حق دیجیئے اور زندہ رہنے کا حق' مہنگائی الاؤنس جیسا کہ نام سے ظاہر ہے صرف ان لوگوں کا حق ہے جن کو مہنگائی direct affect کر رہی ہے' تو grade ایک' grade 5, grade 10 کے لوگوں کو مہنگائی direct affect کر رہی ہے نہ کہ ان grade 22 کے لوگوں کو۔ آپ grade 22 کے لوگوں کو بھی اسی طرح treat کرتے ہیں' جس طرح سے grade ایک کے لوگوں کو کرتے ہیں تو یہ next suggestion تھی کہ grade 1 to 15 کے لیے instead of 15% sir, آپ ان کو 25% مہنگائی الاؤنس دیں۔

جناب والا! اگلی بات یہ تھی کہ Defence Budget میں پنشن کے لئے 42 ارب روپے کی amount کو civil sight سے conceal کر دیا جاتا ہے' adjust کر دیا جاتا ہے۔ جب ایک چیز Defence سے ہی متعلق ہے' جب کہ وہ Defence کے ہی Pensioners ہیں تو اس کو civil budget میں لا کر صرف یہ بتانا کہ ہم تو اتنی رقم consume نہیں کرتے یہ بہت بڑی زیادتی ہے۔ Defence سے متعلق لوگوں کا بجٹ Defence ہی میں ظاہر ہونا چاہیے۔ یہ 42 ارب روپے یہاں سے نکالیے اس رقم کو لوگوں پر adjust کیجئے یہ رقم یہاں گریڈ ۱ سے گریڈ پندرہ کے لوگوں کو یہ relief دینے کے کام آئے گی اور دیگر جگہ پر بھی کام آئے گی۔

جناب! میری اگلی suggestion یہ تھی کہ ہم اپنے GDP کا 2% صرف تعلیم پر خرچ کر رہے ہیں۔ جو کہ ہمارے آس پاس کے ملکوں سے کم ہے۔ گو کہ اس کو بہت زیادہ ہونا چاہیے مگر اپنے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو 4% immediately کر دیا جائے تو بھی کچھ نہ کچھ education sector میں relief پیدا ہو سکتا ہے۔ کل میرے ایک دوست جناب سلیم سیف اللہ خان صاحب تقریر کر رہے تھے' بحث میں حصہ لے رہے تھے انہوں نے کہا کہ اگر آپ نے سو سال کے لئے planning کرنی ہے تو پھر آپ تعلیم پر خرچ کریں نہ آپ چاول لگائیے' نہ آپ درخت لگائیے بلکہ تعلیم پر لگائیے۔ میری suggestion بھی یہ ہے کہ تعلیم پر لگائیے اگر آپ چاہتے ہیں' اگر آپ نے اس ملک کے لئے کچھ کرنا ہے تو کم از کم تعلیم پر اتنی رقم اپنے ملک میں خرچ کیجئے جس سے لوگوں کا کچھ بھلا ہو سکے اور ملک کو کوئی output مل سکے۔

جناب چیئرمین! ایک چیز جو ان سے رہ گئی تھی یا جان بوجھ کر چھوڑ دی گئی تھی۔ یہ

جو luxury cars ہیں یا باقی جو تعیشات کی چیزیں ہیں ان پر taxation میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ جو اضافہ کیا جانا چاہیے تھا جو لوگ afford کرسکتے تھے ۔ اصول یہ ہوتا ہے کہ کوئی tax impose کیا جاتا ہے کوئی amount levy کی جاتی ہے تو ان لوگوں پر کی جاتی ہے جو afford کرسکتے ہیں ۔ جناب! مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں 70% سے زیادہ indirect taxes ہیں وہ تو آپ سے، مجھ سے اور Peon سے برابر لے لیے جاتے ہیں ۔ آپ بھی 70% میں اتنا ہی دیتے ہیں جتنا میں، اور وہ peon دیتا ہے۔ 70% تو اس طرح سے نکل جاتے ہیں باقی رہ جاتے ہیں 30% ان پر بھی ہم ان لوگوں کو relief دیتے ہیں، ان طبقات کو relief دیتے ہیں جو طبقات طاقتور ہوتے ہیں ۔ میں نے اس بجٹ میں جو پایا ہے، جو میں نے اس بجٹ میں دیکھا ہے کہ ان طبقات کو again اس میں relief دیا گیا ہے اور ان پر کوئی taxation نہیں کی گئی ۔ اگر taxation کرنی ہے تو ان لوگوں سے کیجئے جو luxury cars منگواتے ہیں جو باقی تعیشات کی چیزیں منگواتے ہیں تاکہ جو بوجھ عوام پر پڑ رہا ہے اس کو کم کیا جاسکے اور اس کو وہاں پر adjust کیا جاسکے۔

جناب والا! خسارہ اگر کم کرنا ہے تو اپنے ایک اور رویے کو ٹھیک کرنا ہوگا۔ آپ بھی جانتے ہیں، ہم بھی جانتے ہیں کہ پچھلے سال بھی BMW کاریں منگوائی گئیں۔ جہاز منگوائے گئے۔ مرسڈیز کاریں منگوائی گئیں۔ ہم نے کمیٹی میں بیٹھ کر یہ فیصلہ کیا کہ جہاز نہیں آنا چاہیے۔ اس کے باوجود اس کمیٹی کی جو کارروائی تھی اس کو سبوتاژ کرکے دوسرے یا تیسرے دن پھر کمیٹی کا اجلاس بلوا لیا گیا اور جو کچھ ہم نے پہلے طے کیا تھا اس کو ختم کرکے انہوں نے کہا جی یہ اس طرح ہو ۔ اگر اس رویے کو ترک نہ کیا گیا ۔ اگر 242 litres دودھ روزانہ وزیراعظم ہاؤس کے لئے آتا رہا، اگر پندرہ لاکھ روپے روزانہ وزیراعظم ہاؤس پر خرچ ہوتے رہے اور ان پندرہ لاکھ سے زیادہ روزانہ ایوان صدر میں خرچ ہوتے رہے تو پھر یہ معاملات نہیں سدھریں گے ۔ پھر آپ خود لوگوں کو invite کررہے ہیں کہ وہ ان اداروں کے اوپر اعتماد چھوڑ دیں اور وہ خود قانون کو ہاتھ میں لےلیں اور بزور بازو انقلاب کا راستہ آپ ان کو خود دے رہے ہیں۔ انقلاب کا راستہ اگر اس وقت رکا ہوا ہے تو اس کی دو تین وجوہات ہیں ۔ اس میں ایک وجہ یہ ہے کہ صوبوں کا آپس میں جو clash ہے ۔ اگر صوبوں کا آپس کا یہ clash ختم ہو جائے اور صوبے یہ سوچنا شروع کردیں

کہ ہمیں کسی قومیت نے نہیں مارا بلکہ ہمیں ایک مخصوص طبقے نے مارا ہے اور جس دن لوگ اس نتیجے پر پہنچ گئے تو پھر آپ کے پاس انقلاب کا راستہ روکنے کا کوئی طریقہ نہیں ہوگا۔ جناب! یہ بہت بڑا ظلم ہے کہ پندرہ لاکھ روپے صرف وزیراعظم ہاؤس کا روزانہ کا خرچ اور 242 litres دودھ روزانہ کا خرچ ہے اور باقی پتا نہیں کیا کچھ آتا ہے!

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے گا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، Sir, میں وقت کا خیال رکھتا ہوں۔ اسی طرح ایوان صدر کا خرچ۔ یہ ہم انقلاب کے لئے لوگوں کو دعوت دے رہے ہیں۔ یہ کہ آپ routine کے معاملات کو ختم کردیجئے اور آئیے اقتدار چھین لیجئے۔

جناب! وقت کا آپ نے مجھے احساس دلایا ہے۔ اس کے علاوہ اس بات کو میں پھر remind کروانا چاہ رہا ہوں جو کہ سب سے زیادہ یہاں پر discuss ہوتی ہے، وہ بلوچستان کا issue ہوتا ہے۔ بلوچستان کے حوالے سے ابھی تک کوئی positive steps نہیں لئے گئے۔ ابھی تک اسی طرح سے دھماکے ہو رہے ہیں اور اسی طرح سے آرمی ایکشن کہہ لیں یا اس کو new army action کہہ لیں، اسی طرح سے action جاری ہے اور بہت سارے مہینے ہو گئے ہیں۔ جناب! گورنمنٹ کا اس میں رول ایک ماں یا باپ کی طرح ہوتا ہے۔ اس کو ماں باپ کی طرح اپنے بچوں کے ساتھ سلوک کرنا ہوتا ہے۔ ہم یہ سوچ رہے تھے کہ چلو جو کچھ ہوگیا سو ہو گیا، اب پدرانہ یا مادرانہ سلوک صوبے کے ساتھ شروع ہو گا۔ مگر آج تک کوئی پدرانہ مادرانہ سلوک شروع نہیں ہوا اور بلوچستان کے حالات اسی طرح ہیں۔ مالی حالات بھی اسی طرح سے ہیں اور امن و امان کے حالات بھی اسی طرح سے ہیں۔ تو اس حوالے سے یہ suggest کر رہا ہوں کہ گورنمنٹ اس میں کوئی step لے اور معاملات کو سدھارنے کی کوشش کرے۔ جہاں تک بجٹ کی بات رہی بجٹ میں دوسرے ساتھیوں کی بھی زیادہ بہتر تجاویز سامنے آئیں اور وہ اس معاملے میں expert تھے۔ میری موٹی موٹی باتیں یہ تھیں کہ ہم پچھلے چار سال سے دیکھ رہے ہیں کہ لوگوں کی حالت اسی طرح ہے یا اس سے بھی بدتر ہے، اب مزید بہتر ہونے کی امید نہیں ہے۔ اور اگر گورنمنٹ یہ چاہتی ہے تو جو suggestions میری طرف سے تھیں ان کو consider کیا جائے۔

بہت شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، شکریہ۔ جناب چیئرمین۔ جناب آج ہم پچھلے تین دن سے تقریباً وفاقی بجٹ 2006-07 پر بات کر رہے ہیں اور بہت سے دوستوں نے اس side اور اس side سے بھی اپنی دانش کے مطابق اس بجت پر تبصرے کئے ہیں اور باتیں ان کی ریکارڈ ہوئی ہیں۔ جناب چیئرمین! میں تقریباً 1994 سے اس ہاؤس میں اور اس سے پہلے اس ہاؤس سے باہر اس ملک کے بننے والے بجٹ کو کچھ نہ کچھ follow کرتا رہا ہوں اور جناب چیئرمین! مجھے یہ محسوس ہو رہا ہے کہ over the years ہمارے جو بجٹ کے تخمینے ہیں وہ کتابی صورت میں تو بڑی glossy appearance کے ساتھ سامنے آتے ہیں جیسے یہ آپ کے سامنے ہیں۔ اگر کوئی دنیا میں ان کو جا کے دکھائے تو میں سمجھتا ہوں کہ بڑے بڑے یورپی اور امریکی ممالک بھی اس سے مرعوب ہو جائیں گے۔ جتنی بھی یہ کتابیں ہیں یہ glossy تو ضرور ہو رہی ہیں بڑے اچھے اچھے کاغذات میں print ہو رہی ہیں' بڑے اچھے اچھے اس کے cover بنائے جا رہے ہیں لیکن جناب! حقیقتاً میں محسوس کرتا ہوں' میں گزشتہ چھ سالوں کی بات نہیں کروں گا میں اس سے بھی پیچھے جانے کو تیار ہوں' حقیقت میں ہمارے جتنے بجٹ ہیں' جتنے ہمارے تخمینے ہیں' جتنے ہمارے figures ہیں وہ پاکستان کی reality سے دور ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ حقیقی پاکستان مختلف ہے اور ہم جو یہاں باتیں کرتے ہیں یا ہم جو بجٹ کے figures لے کر آتے ہیں وہ بالکل اس سے مختلف ہیں۔ حقیقی پاکستان آج غربت کے نیچے' بے روزگاری کے نیچے ہے اور غریب عوام اپنا سر چھپانے کے لئے ادھر سے ادھر دوڑ رہے ہیں اور انہیں سمجھ نہیں آ رہی کہ وہ کیا کریں۔ یہاں پر ہم لے کر آتے ہیں GDP کے نام پر' GNP کے نام پر' مختلف expenditures کے نام پر' resource allocations کے نام پر' مختلف طریقوں سے مختلف بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس بجٹ میں اگر آپ اس کو analyse کریں تو تین چار چیزیں بڑے واضح انداز سے سامنے آتی ہیں۔ نمبر ایک کہ آج اس ملک کو جو بجٹ deficit کا [illegible] جو تفاوت ہے ہمارے اخراجات اور ہمارے resources کے اندر وہ

ریکارڈ شدہ حد تک پہنچ چکی ہے۔ یہ بجٹ 373 billion کے خسارے کا بجٹ ہے ۔ اگر آپ دیکھیں تو 1500 ارب روپے ہمارا بجٹ تخمینہ ہے '373 کا خسارہ ہے ۔ پچیس فیصد خسارے کا بجٹ ہم نے پیش کیا ہے ۔ اور یقیناً جب 373 ارب روپے ہم لینے جائیں گے چاہے ہم بیرونی resources سے لیں' چاہے ہم اندرونی resources سے لیں' چاہے ہم domestic borrowing کریں' چاہے ہم سٹیٹ بنک سے لیں' چاہے ہم bank borrowing کریں یا چاہے ہم privatization proceeds کو استعمال کریں' جب ہم یہ کریں گے تو یقیناً ہم پیسہ مارکیٹ سے اٹھا کر اپنے قرضوں میں مزید اضافہ کریں گے۔

جب ہم بات کرتے ہیں کہ یہ جو خسارہ ہے یہ بڑھتا ہوا خسارہ' اس ملک کو کہاں لے کر جائے گا تو ہمیں بتایا یہ جاتا ہے کہ ملک کا جی ڈی پی بہت بڑھ گیا ہے اور جی ڈی پی کے حساب سے اپنا خسارہ بڑھا رہے ہیں۔ جناب والا! میں نے کم از کم اس Economic Survey کے اندر یہ دیکھنے کی کوشش کی کہ پاکستان کا جی ڈی پی کہاں ہے ' جو مجھے یہاں figures نظر آتی ہیں' ان کا پاکستان کے حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ ہمیں اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ہمارا جی ڈی پی 63 ارب ڈالر سے بڑھ کر 129 ارب ڈالر تک پہنچ گیا ہے ۔ جناب والا! میں آپ کو حقیقتاً بتاتا ہوں کہ مجھے کہیں نظر نہیں آتا پاکستان کے اندر کہ ہمارا جی ڈی پی کہاں سے بڑھا' کدھر سے یہ figures آئیں' اس کو کون بنا رہا ہے ' اس کو کون مرتب کر رہا ہے ۔ پچھلے پانچ سال کے اندر' ماسوائے ایک سال کے ہمارے کسی large sector میں کوئی اضافہ نہیں ہوا ۔ زراعت آج بھی' اگر آپ دیکھیں تو ہماری گندم وہی بیس ملین ٹن ہے' کاٹن وہی دس ملین گانٹھیں' چاول کی وہی پیداوار' ہم نے کوئی chemical plants نہیں لگائے' کوئی متل سپیڈ نکل کر پاکستان نہیں آیا' ہم نے کوئی ایف 16 بنانے شروع نہیں کیے ۔ ہم نے کوئی بڑی بڑی آبدوزیں بنانی شروع نہیں کیں۔ یہ کہاں سے آپ جی ڈی پی 63 billion dollar سے بڑھا کر 129 billion dollar تک لے کر گئے ہیں کتابوں کے اندر یقیناً' اور میں یہی بات کر رہا ہوں کہ پاکستان کا بجٹ پاکستان کی reality سے الگ ہوگیا ہے ۔ اور اس میں آپ 4.2% کا سہارا ہمیں یہ بتا رہے ہیں کہ ہم 373 ارب روپے کا مزید قرضے کا بوجھ اس ملک کے عوام پر ڈالنے کے تیار ہیں ۔ جناب والا! لوگ اس خسارے کو afford نہیں کر سکتے ۔

آپ قرضوں کی بات کرتے ہیں کہ ہم نے قرضے کم کر لیے ہیں۔ اس اکنامک سروے کے اندر آپ نے 829 ارب روپے اضافی domestic debt پچھلے پانچ سال میں اس ملک کا بنا دیا۔829 ارب روپے کا آپ نے debt add کیا جو تقریباً چودہ ارب ڈالر بنتا ہے۔ آپ اس ملک کو اس طرف لے کر جا رہے ہیں جہاں سے کوئی return نہیں ہے۔

ہمارا دوسرا current account ہے اس کے اندر اس ملک کی تاریخ کا record trade deficit ہے۔ آج دس ارب ڈالر کا فرق ہے ۔ آپ نے پاکستان کو بین الاقوامی منڈی بنا کر رکھ دیا ہے۔ لوگوں کو جو چیز بھی پھینکنی ہوتی ہے آپ ان کو پاکستان میں آ کر پھینکواتے ہیں۔ آپ کہتے ہیں کہ 29 ارب ڈالرز کی ہماری imports ہیں جبکہ 18 ارب ڈالر آپ کی exports یہ گیارہ ارب ڈالر کا جو تفاوت ہے اس کو کون meet کرے گا۔ آج آپ claim کر سکتے ہیں کہ ہمیں بڑی remittances آ رہی ہیں۔ پاکستان بڑے لوگ پیسہ بھیج رہے ہیں لیکن جناب والا! remittance کا ایک وقتی phenomenon ہے اور آپ کو کس نے اس بات کا حق دیا ہے کہ آپ آنے والی remittances ہیں یا جو بیرونی اٹھائے گئے قرضے ہیں وہ اپنے trade deficit کو finance کرنے کے لیے استعمال کریں۔ کس نے آپ کو حق دیا ہے کہ آپ ان کو استعمال کر کے آنے والی generation کو رہن رکھیں ۔ آپ fiscal responsibility کی بات کرتے ہیں۔ جناب ! یہ GDP glossary figures ہیں ۔ میں آپ کو یہ ثابت کر سکتا ہوں لیکن میرے پاس وقت کم ہے ۔ میں آپ کو ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ جو GDP and GNP کی جو figures ہیں یہ بالکل غلط ہیں اور ان کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ پاکستان کے عوام کو بے وقوف بنانے کے لیے لائی گئی ہیں۔ جناب 129 billion Dollars, 8 trillion rupees بنتے ہیں۔ یہ پاکستان کے عوام کہاں سے پیدا کر رہے ہیں۔ آج آپ کسی sector کو دیکھیں، اسی economic survey میں دیکھیں، agriculture میں کوئی کمی نہیں آئی اور یہ کیا social sector services GDP بناتا ہے۔ آپ کہتے ہیں کہ ہر فرد کے پاس mobile phone ہے۔ جناب! ہر فرد کے پاس mobile phone نہیں ہے۔ امیر گھروں میں اگر پانچ بچے ہیں تو ان کے پاس 15 Mobile phones ہیں، اگر ان کے پاس دس نوکر ہیں تو ان کے پاس 20 mobile phones ہیں۔ کیا mobile phones سے آپ ملک کے future کو بنانے کی کوشش

کر رہے ہیں؛ وزیر صاحب نے دو گھنٹے تقریر کی اور وہ بڑے مزیدار تقریر تھی اور challenge کر رہے تھے کہ سامنے آؤ' سامنے آؤ' پتا نہیں وہ کس کو کہہ رہے تھے کہ سامنے آؤ۔ مجھے ایک بات یاد آئی اور آپ کو بھی یاد ہو گی کہ ایک بہت اچھا گانا ہوا کرتا تھا کہ "ہم سا ہو تو سامنے آئے"۔ میں ان کی توجہ International rating کی طرف دلاتا ہوں جو ابھی Stranded and Poors کی جو تازہ ترین report آئی ہے اور انہوں نے آپ کے خسارے کے بارے میں کیا بات کی ہے کہ یہ unsustainable ہے this cannot be sustained. آپ پچھلے پانچ سال 373 ارب کا خسارہ سے دعوے کرتے تھے کہ ہم بہت سی تبدیلیاں لے آئے ہیں۔ آپ کونسی تبدیلیاں لائے ہیں؟ آج بھی جب اپنے اخراجات کا تخمینہ لگاتے ہیں تو کہتے ہیں کہ اڑھائی سو ارب روپیہ دفاع پر ہے لیکن میرے نزدیک ساڑھے تین سو ارب روپیہ آپ دفاع پر خرچ کر رہے ہیں۔ آپ اس کتاب کے مطابق بات کرتے ہیں کہ ہم نے debt retire کر دیا ہے۔ آج بھی اس کتاب کے مطابق 300 ارب روپے آپ debt servicing پر خرچ کر رہے ہیں اور اسی طرح تین سو ارب روپیہ آپ کا civilian expenditure ہو گا۔ جناب! آپ نے 900 ارب روپیہ اکٹھا کیا۔ یہ تو سارے کے سارے خرچ ہو گئے۔یہی طریقہ کار پچھلے 15, 20 سال سے رہا ہے کہ تین مدوں یعنی دفاع' debt servicing اور current expenditure پر ہمارا سارا revenue خرچ ہو جاتا ہے۔ اس کے علاوہ PSDP پر جس طرح آپ بات کر رہے ہیں کہ 400 ارب روپے PSDP کو دے دیے ہیں' یہ تو ساری بیرونی borrowing ہے' یہی کچھ پہلے ہو رہا تھا پھر آپ نے کونسی تبدیلی کی۔ کوئی تبدیلی نہیں ہوئی۔ یہ پہلے والے بجٹ ہی کو repeat کر دیا ہے۔ یہ تین مدات آ گئی ہیں اور PSDP کے لیے آپ نے borrowing کر لی۔ آپ کا بجٹ کا خسارہ ---

PSDP کے لیے آپ نے borrowing کر لی۔ پھر جناب آج کا سب سے بڑا problem جو ہے جناب! وہ یہ تین key areas ہیں میرے نزدیک، آپ کا بجٹ کا خسارہ' آپ کا تجارت کا خسارہ and sir, you are going to elite. آپ کا یہ جو debt cycle ہے یہ vicious cycle ہے اور اس vicious cycle میں کوئی کمی نہیں آئی۔ آپ بات کرتے ہیں foreign exchange reserves کی۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں وزیر خزانہ صاحب سے جو یہاں موجود نہیں لیکن جب بھی وہ آئیں وہ یہ بتائیں کہ کیا آپ یہ foreign exchange reserve کبھی بھی استعمال کر سکتے

ہیں؛ جناب! وہی بات ہوتی ہے کہ جی پچھلی حکومتیں IMF اور World Bank کے شکنجے میں تھیں۔ One tranche Governments ہوتی تھیں۔ IMF کے لوگ چڑھے بیٹھے تھے لیکن جناب چیئرمین! میں بالکل مانتا ہوں کہ اس وقت IMF کے لوگ چڑھے بیٹھے تھے لیکن اس وقت وہ سارا کا سارا IMF اور World Bank Ministry of Finance میں بیٹھا ہوا ہے تو جب وہ خود یہاں آکر بیٹھ گئے ہیں تو ان کو کیا ضرورت ہے آپ کی monitoring کی۔ جب ان کا ایجنڈا پورا ہو رہا ہے' اس ملک کو خام منڈی بنا رہے ہیں تمام international imports کی' جب آپ خود ان کی مرضی پوری کر رہے ہیں تو ان کو یہاں آنے کی ضرورت کیا ہے۔ جناب! آپ کو ایک opportunity ضرور ملی تھی میں یہ concede کروں گا۔ 11 ستمبر 2001 کو' ایک opportunity ضرور ملی تھی۔ آپ کو ایک fiscal space ضرور ملا لیکن میں جناب معذرت کے ساتھ کہتا ہوں کہ پانچ سال بعد ہم وہیں کے وہیں کھڑے ہیں۔ کوئی اس میں تبدیلی نہیں آئی۔ اس space کو آپ استعمال نہیں کر سکے اور آئندہ کے لیے آپ کی opportunity ختم ہو چکی ہے۔ آئندہ آپ کے پاس کوئی opportunity نہیں ہے۔

جناب چیئرمین! ہمیں بنیادی فیصلے کرنے ہوں گے۔ ہمیں بنیادی فیصلے یہ کرنے ہوں گے۔ آپ کے دو areas ہمیشہ سے ہیں جہاں آپ cut کر سکتے ہیں۔ آپ نہ اپنا current expenditure کم کر سکتے ہیں نہ آپ PSDP میں کمی کر سکتے ہیں۔ آپ کے پاس دو areas ہیں' آپ choose کر لیں۔ ایک ہے آپ کا Defence اور ایک ہے آپ کی debt servicing. آپ یا Defence کم کر لیں یا اپنی debt servicing کم کر لیں۔ اس کے علاوہ آپ کے پاس کوئی fiscal space نہیں ہے۔ یہ جو ڈھکوسلے ہیں per capita income کے' آپ دعوے کرتے ہیں کہ 847 dollars آپ کا per capita income ہے۔ میں نے اس دن calculation کی تو یہ تقریباً 50000 روپے بنتا ہے۔ میں اس میں آگے نہیں جانا چاہتا کہیے per capita raise کیسے کیا آپ نے۔ اپنی GDP کو بڑھا کر' جعلی انداز میں بڑھا کر کہ پچاس ہزار روپے سالانہ تقریباً ملتے ہیں 847 dollar. اگر ایک فیملی کو لوں جو پانچ افراد پر مشتمل ہو تو یہ 847 dollar پچاس ہزار کے حساب سے تقریباً چار ہزار روپے مہینہ بن جاتا ہے۔ اگر پانچ افراد ہوں تو 20 ہزار بن جاتا ہے لیکن جناب! پاکستان میں حقیقت مختلف ہے۔ پاکستان کی حقیقت یہ ہے کہ ایک واحد کمانے والا

ہے اور اس نے پانچ آدمیوں کو کھلانا ہے on an average شاید زیادہ اور وہ جب آتا ہے تو صرف پانچ ہزار روپے مہینے کے لے کر آتا ہے اور آج آپ اس بجٹ میں اس کو guarantee کر رہے ہیں یعنی یہ مذاق کر رہے ہیں' آپ یہ guarantee serve کر رہے ہیں کہ جی چار ہزار ہم بنیادی تنخواہ مقرر کرتے ہیں۔ تو کیا آپ عام آدمی کے ساتھ مذاق نہیں کر رہے ہیں۔ چار ہزار روپے میں وہ پانچ آدمیوں کو کس طرح کھلا سکتا ہے' مجھے یہاں کوئی calculation یہاں بتا دے۔ بہت بڑے بڑے Finance Ministry میں جو لوگ بیٹھے ہیں' آپ کے وزیر اعظم بھی Finance Minister ہیں اور بھی بہت بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہیں وہ مجھے بتا دیں کہ چار ہزار میں کس طرح وہ بجٹ بناتے ہیں۔ کہاں گئی یہ per capita income 875 dollar کی۔ ہو سکتا ہے 875 dollar per capita income ہوگئی لیکن یہاں پاکستان میں ایسے لوگ ہیں جن کی شاید ایک لاکھ ڈالر per capita income ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جو شاید وہی 100, 200 dollar پر ہوں گے ہوسکتا ہے آپ کی یہ 875 dollar per capita income ہوگی لیکن یہاں پاکستان کے اندر ایسے لوگ ہیں جن کی شاید ایک لاکھ ڈالر per capita income ہوگی اور بعض لوگ وہ ہوں گے جو شاید وہی سو' دو ڈالر پر کھڑے ہوں گے۔

جناب چیئرمین! یہ figures جو ہیں یہ پاکستان کی بنیادی سیاسی جو حقیقت ہے اور معاشی حقیقت ہے اس کو تبدیل نہیں کرتے۔

جناب! دوسری بات جو آپ کا جو taxation ہے اور جہاں سے آپ resources پیدا کرتے ہیں آٹھ سو ارب روپے کا آپ کا دعویٰ ہے۔ revenue generation کے نام پر' یہ کچھ نہیں ہوتا ہم نے صرف نام دیا ہوا ہے' بنیادی طور پر یہ ایک ٹیکس ہے۔ میں بڑے واضح انداز میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ ٹیکس وہ ہوتا ہے جو حقیقی income پر لگایا جائے۔ یہاں آپ نے indirect taxation کا سیلاب کھڑا کیا ہوا ہے۔ آج آپ کی اس کتاب کے مطابق آٹھ سو ارب میں سے تقریباً دو سو ارب direct taxation ہے' تقریباً ساڑھے پانچ سو یا چھ سو ارب روپے آپ کا indirect taxation ہے۔ جو کہ عوام کے اوپر لگتا ہے۔ وہ اگر ٹوتھ برش لیں گے' پٹرول خریدنے جائیں گے یا اور کوئی چیز لیں گے تو GST ادا کریں گے' آپ کی امپورٹ ہوگی تو کسٹم ڈیوٹی ادا کریں گے۔ یہ وہ taxes ہیں جو کوئی سرمایہ دار ادا نہیں کرتا' وہ کیا کرتا ہے کہ اپنی

cost fix کرتا ہے اور GST add کرتا ہے اور آگے جا کر بیچ دیتا ہے ۔ وہ collector ضرور ہے لیکن پیسہ ان سے نکالا گیا ہے جن کے پاس دینے کے لئے کچھ نہیں ہے۔ میں یہ بھی آپ کو یقین سے بتاتا ہوں کہ آپ کا دعویٰ تھا کہ پچھلے سال آپ نے آٹھ سو collect کیا اور اس دفعہ آپ نے شاید ساڑھے آٹھ سو کا target رکھا ہے۔ لیکن یہ سب cost of taxation ہے یہ عوام اپنی مرضی سے نہیں دے رہے آپ زبردستی ان سے لے رہے ہیں۔ اب میں آپ کو یقین سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ پاکستان کے عوام یہ سکت نہیں رہی کہ آپ کو یہ ساری ٹیکسیشن دے سکیں۔ پاکستان کے عوام کے اندر یہ سکت نہیں رہی کہ وہ ساڑھے آٹھ سو ارب آپ کو collect کر کے دیں ۔ ان کی قوت خرید ، قوت گویائی اور قوت سماعت آہستہ آہستہ ان کا ساتھ نہیں دے پا رہی۔

جناب والا! ایک اور ٹیکسیشن ہے اور میں نے پہلے بھی یہاں کہا تھا کہ دنیا کے اندر ایک زمانہ ہوتا تھا کہ بڑی بڑی اچھی فلمیں آتی تھیں۔ اس میں بادشاہوں اور ان کے مفتوحہ علاقوں کی باتیں ہوتی تھیں۔ اگر آپ تاریخ پر جائیں تو جتنی بڑی بڑی بغاوتیں ہوئی ہیں وہ اس بنیاد پر ہوئی ہیں کہ کوتوال گھوڑوں پر چڑھ کر خبر ان کے ہاتھ میں ہوتے تھے اور وہ عام آدمی سے ٹیکس جمع کرتے تھے۔ اگر ان سے ٹیکس نہیں ملتا تھا تو ان کا غلہ اٹھا لیا جاتا تھا ۔ اگر وہ نہیں ملتا تھا تو ان کے بچے اٹھا لئے جاتے تھے، ان کے گھر والوں کو اٹھا لیا جاتا تھا۔ جناب! بغاوتیں جنم لیتی ہیں جب یہ coercive taxation ہو اور پاکستان آج اس نہج پر پہنچ چکا ہے۔ میں اس بات پر کامران صاحب سے بالکل متفق ہوں کہ انقلاب دروازے پر دستک دے رہا ہے۔ یہ میں بالکل مانتا ہوں کہ شاید آپ کو بالکل سکون نظر آ رہا ہو۔ لیکن جناب چیئرمین! میں warn کرتا ہوں آپ کے توسط سے حکومت کو کہ this is a lull before the storm. آندھی آنی ہے اور بہت زور کی آنی ہے۔ جناب! مجھے اس کے تین نتائج نظر آ رہے ہیں، پہلا نتیجہ جس کی کہ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ کرے وہ نہ آئے، وہ نتیجہ ہے اس ملک کی federation پر وار، کہیں یہ نہ ہو کہ اس انقلاب کے نتیجے میں ہم اس جغرافیائی حقیقت کو بگاڑ بیٹھیں دوسرے انقلاب کے بارے میں، میں ابھی گو مگو کا شکار ہوں کہ اس کا نتیجہ کیا ہو گا، وہ انقلاب جو آپ نے ایران میں دیکھا۔ تیسرا انقلاب جس کی میں دعا کرتا ہوں، جس کی میں آرزو کرتا ہوں، جس کی میں توقع کرتا ہوں کہ اس ملک کے

عوام اٹھیں گے اور اپنے مستقبل کو اپنے ہاتھ میں لیں گے' پاکستان قائم رہے گا' حکمرانوں پر وار ہو گا اور یہ تمام چیزیں عوام کے سامنے تہس نہس ہو جائیں گی' ختم ہو جائیں گی' عوام مطمئن ہوں گے' پاکستان پُرامن ہو گا' عوام اپنے مستقبل کا فیصلہ خود کریں گے۔ بڑی مہربانی' بہت شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ سردار محمود خان۔

سینیٹر سردار محمود خان، جناب چیئرمین! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے بجٹ 2006-07 پر بات کرنے کا موقع دیا۔ جناب والا! پچھلے تین دنوں سے بجٹ پر اس ہاؤس کے دونوں اطراف سے بے شمار باتیں سامنے آ چکی ہیں' بجٹ کے puls اور minus points پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی جا چکی ہے۔ میں کہی ہوئی باتوں کو دوبارہ کہہ کر وقت ضائع نہیں کروں گا۔ صرف اتنی گزارش کرنی ہے کہ پچھلے سال تیل کی بے پناہ قیمتیں بڑھیں' اس کے علاوہ 8 اکتوبر کا زلزلہ آیا' اس سے پاکستانی معیشت کو جو نقصان پہنچا اس کے بعد میں سمجھتا ہوں کہ جو بجٹ پیش کیا گیا ہے اس سے بہتر بجٹ پیش کرنا شاید ممکن ہی نہ ہوتا۔ اس کے لئے میں وزیر اعظم صاحب اور ان کی معاشی ٹیم کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ حضور والا! ایک غلطی ہوئی تھی اور مجھے خوشی ہے کہ بجٹ کی تجاویز میں اس غلطی کا ازالہ کر دیا گیا ہے' میرا اشارہ مجسٹریٹی نظام کے متعلق ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ اس سے پہلے ایک حکومت آئی جسے تاجروں کی ت بھی کہا جاتا ہے' یہ ہمارے معاشرے کے لئے افسوس ناک بات ہے لیکن یہ حقیقت ، کہ ہمارا معاشرہ اخلاقی اقدار کے حوالے سے روبہ زوال ہے۔ جناب والا! اس دور میں تاجروں کی تنظیمیں بے پناہ مظبوط ہوئیں' انہیں مراعات دی گئیں' result یہ نکلا کہ اس وقت ہر بڑے شہر اور قصبے میں تاجروں نے اپنی تنظیمیں بنا رکھی ہیں اور بدنصیبی سے ان میں ذخیرہ اندوزی اور منافع کا رجحان بہت زیادہ ہے۔ جناب چیئرمین! یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ ہم سیاسی لوگ خواہ کتنے ہی مظبوط کیوں نہ ہوں ہم کچھ حوالوں سے بے حد کمزور ہوتے ہیں۔ ہمیں چار سال بعد لوگوں کے پاس جانا پڑتا ہے' votes لینے پڑتے ہیں۔ اس کے لئے ضروری تھا کہ ایک independent نظام ہو جو کہ قیمتوں کو control کرے۔ میری حکومت سے یہ گزارش ہو گی کہ

جب نیا price control ordinance بنایا جائے تو ان مجسٹریٹوں کا تعلق district government سے نہ ہو۔ میں خود بلدیات میں رہا ہوں اور اب تک میرا تعلق بلدیات سے ہے لیکن میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ مجسٹریٹ direct صوبائی گورنمنٹ کو جواب دہ ہوں اور ان پر سیاسی اثرو رسوخ نہ ہو۔

جناب والا! دوسری اہم بات جس پر آج میں بات کروں گا کہ ہمارے بہت سے بھائی اور خاص طور پر سندھ اور بلوچستان کے بھائیوں کو لاعلمی کی بنیاد پر پنجاب کے متعلق بہت سی misgivings ہیں' انہوں نے غالباً لاہور' اسلام آباد اور فیصل آباد وغیرہ کو پنجاب سمجھ رکھا ہے۔

آج میں جس پنجاب کی بات کر رہا ہوں یہ وہ پنجاب ہے جو دریائے جہلم سے شروع ہو کر دریائے سندھ تک اور پھر جنوب اور جنوب مغرب میں بھکر' خوشاب' میانوالی' لیہ' ڈیرہ غازی خان اور راجن پور تک پھیلا ہوا ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے جناب! اور میرے بہت سارے بھائیوں کے لیے یہ ایک نئی بات ہوگی کہ یہ پنجاب یعنی بارانی پنجاب آبادی کے لحاظ سے صوبہ بلوچستان کے برابر ہے حضور اور رقبے کے لحاظ سے ان دس گیارہ اضلاع کا رقبہ باقی پنجاب کے بائیس تیئس اضلاع کے برابر ہے۔

مجھے بلوچی بھائیوں کی جائز باتیں سن کر بڑا دکھ ہوتا ہے۔ وہ فریاد کرتے ہیں کہ پچھلے پچاس پچپن سال سے بلوچستان کی ترقی کے لیے کچھ نہیں کیا گیا ہے۔ جناب میرا رونا یہ ہے کہ ہمیں تو انگریز کے دور سے لے کر اب تک neglect کیا گیا ہے۔ ایک پالیسی کے طور پر پوٹھوہار کا علاقہ اور ہمارا بارانی علاقہ فوج کی بھرتی کے لیے مخصوص تھا۔ نہ یہاں کوئی نہریں ہیں اور نہ کارخانے لگے۔ اس علاقے کی اسی فیصد آبادی کا تعلق بھی زراعت کے پیشے سے ہے۔ ہمارے کسان جب فصل کاشت کرتے ہیں تو اس کے بعد سارا سال آسمان کی طرف دیکھتے رہتے ہیں۔ اگر قدرت نے مہربانی کی اور بروقت بارش ہو جائے تو بے پناہ فصلیں ہوتی ہیں لیکن اکثر اوقات یہ ہوتا ہے کہ وقت پر بارش نہ ہونے سے ہمارے کسان کو اس کا بیج بھی واپس نہیں ملتا۔ نتیجہ کے طور پر بنکوں سے جو قرضہ بیج اور کھاد کے لیے لیا ہوتا ہے اسے واپس کرنے کے لیے اسے اپنے مال مویشی بیچنے پڑتے ہیں یا پھر زمین بیچنی پڑتی ہے۔

جناب! میری چند گزارشات ہیں۔ مجھے افسوس ہے مجھے Treasury benches پر کوئی

ذمہ دار آدمی نظر نہیں آ رہا لیکن آپ کی وساطت سے میں یہ گزارشات پیش کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں، ہیں، بہت ہیں۔

سینیٹر سردار محمود خان، میرا دعویٰ ہے جناب چیئرمین! کہ اگر ان تجاویز پر عمل کیا جائے تو جس طرح مشرقی پنجاب جو رقبے میں ہم سے بہت کم ہے اور وہ سارے ہندوستان کو غلہ سپلائی کرتا ہے میں دعوے سے کہتا ہوں کہ ہمارا پنجاب بھی نہ صرف پورے پاکستان کے لیے کافی اناج پیدا کرے گا بلکہ ہم export کرنے کی position میں آ جائیں گے۔

میری پہلی تجویز یہ ہے جناب! کہ ہمارا لاکھوں ایکٹر رقبہ ہے جو بنجر پڑا ہوا ہے اس کی اصلاح کے لیے ہمیں بلڈوزر فراہم کیے جائیں۔ اس وقت حالت یہ ہے، میرا اپنا تعلق بھی پنجاب کے پسماندہ ضلع اٹک سے ہے۔ مجھے پتا ہے کہ ایک ایک سال سے زمینداروں نے متعلقہ محکموں میں پیسے جمع کرائے ہوئے ہیں لیکن انہیں بلڈوزر نہیں مل رہے۔ جو بلڈوزر موجود ہیں وہ اتنے پرانے ہو چکے ہیں کہ اگر وہ ایک ہفتہ کام کرتے ہیں تو ایک مہینہ خراب رہتے ہیں۔ میری یہ تجویز ہے کہ کم از کم دو سو بلڈوزر فوری طور پر خریدے جائیں اور ہر بارانی ضلع کو کم از کم بیس بلڈوزر دیئے جائیں۔ اس طریقے سے لاکھوں ایکڑ زمین قابل کاشت ہو گی۔ ایک بہت اچھا منصوبہ شروع کیا گیا تھا، موجودہ ڈپٹی وزیر خزانہ عمر ایوب خان کے عظیم دادا فیلڈ مارشل ایوب خان نے شروع کیا تھا اور مجھے یقین ہے کہ اگر انہیں وقت ملتا تو وہ پورے بارانی علاقے میں اس منصوبے پر عمل کرتے۔ وہ یہ تھا کہ سرکاری خرچ پر جہاں جہاں زیر زمین پانی ہے وہاں ٹیوب ویل لگائیں گئے اور زمینداروں سے آبیانہ لے کر انہیں پانی دیا گیا۔ یہ تجربہ ہری پور اور ہماری تحصیل حسن ابدال میں آج تک بڑی کامیابی سے چل رہا ہے۔ ہمارے علاقے میں پانی کے تین sources ہیں۔ نمبر ایک، بہت سارے علاقوں میں زیر زمین پانی موجود ہے۔ نمبر ۲، بارانی علاقوں میں مختلف ندی نالے ہیں جن میں سارا سال پانی ہوتا ہے اور کچھ میں بارش کا پانی ہوتا ہے۔ تیسرا یہ ہے کہ پہاڑوں کے دامن میں mini dam بن سکتے ہیں تو اگر ہمیں فنڈز دیئے جائیں جو اس وقت بہت تھوڑے دیئے جا رہے ہیں اور جہاں بھی زیر زمین پانی ہے وہاں پر سرکاری طور پر ٹیوب ویل لگائے جائیں اور زمینداروں سے آبیانہ وصول کیا جائے۔ جس جس جگہ small Dam or Mini Dam بن سکتے ہیں

وہاں small dam or mini dam بنائے جائیں۔ اس کے علاوہ اس وقت ڈیزل کی قیمتیں جو ہیں بارانی علاقے کا زمیندار ان کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ میری تجویز یہ ہے کہ جہاں بھی ٹیوب ویل لگے ہوئے ہیں وہاں پر بجلی subsidized rate پر فراہم کی جائے۔ پچھلے دو تین سالوں سے ایک بہت اچھا پروگرام شروع کیا گیا تھا جسے ہم ڈیرہ پروگرام کہتے ہیں جس کے تحت بارانی علاقوں میں چھوٹی ٹربائنیں لفٹ اور water management کے کام کھالے بنانے کے کام ہوئے تھے۔ مجھے اپنے ضلع کا پتا ہے کہ پچھلے سال ہمیں بارہ کروڑ روپے اس مد میں دیئے گئے۔ جناب چیئرمین صاحب! ہم نے اس سے وہاں بیشمار چھوٹی چھوٹی ٹربائنیں لفٹ وغیرہ بنائیں لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ اس سال وہ رقم بارہ کروڑ سے کم کرکے تین کروڑ کر دی گئی ہے۔ جناب! میرا مطالبہ یہ ہے کہ اس رقم کو دگنا کرکے کم از کم ہر بارانی ضلع کو ۲۰ کروڑ فنڈز دیئے جائیں۔ جناب چیئرمین! میں دعوے سے یہ بات عرض کرتا ہوں کہ اگر ان تجاویز پر عمل کیا جائے تو تین چار سال میں پاکستان اناج کے معاملے میں خود کفیل ہو جائے گا۔ آپ کا پھر شکریہ۔

جناب چیئرمین، شکریہ، مولانا سمیع الحق صاحب۔

سینیٹر مولانا سمیع الحق، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، بسم اللہ الرحمن الرحیم، نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! میں شکر گزار ہوں کہ مجھے موقع دیا۔ میں گزارش کروں گا کہ میں تفصیل میں زیادہ وقت نہیں لوں گا کیونکہ تمام اقتصادی اور معاشی پہلوؤں پر اچھے انداز میں دونوں طرف سے بات کر لی گئی ہے اور یہ موضوع بھی ان کا ہے۔ بنیادی طور پر یہ بات بالکل حقیقت ہے کہ عوام کی معاشی حالت، اقتصادی حالت، عوام کی مشکلات، مہنگائی، بے روزگاری انتہا پر پہنچ چکی ہے۔ ہم لوگ جو دیہات میں رہتے ہیں وہاں آس پاس جو صورت حال ہوتی ہے، صبح سے شام تک جس طرح بعض مصیبت زدگان دروازوں پر آ کر روتے پیٹتے ہیں تو میرے خیال میں زندگی اجیرن ہو گئی ہے۔ ہم ان بہت بڑی بڑی اقتصادی کتابیں کو سمجھتے نہیں ہیں، میں کبھی انہیں لے کر نہیں جاتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ 30/40 بجٹ کی کتابوں سے سے الماری بھر چکی ہوتی ہے۔ قرآن میں ہے۔ اس سے کوئی مسئلہ حل نہیں ہوتا، حقائق کی دنیا

میں ہمیں جانا چاہیے۔ دنیاوی طور پر ایک مساوی اقتصادی اور پھر معاشی اور ہر قسم کی ترقی اس پر موقوف ہے کہ ہماری پالیسیاں آزاد ہوں۔ اگر کسی ملک کی پالیسیاں آزاد ہیں تو وہ سب کچھ کر سکتے ہیں لیکن ہماری پالیسیاں تو حقیقت میں World bank, IMF اور مغربی ممالک کے پاس گروی ہیں اور ان کو بیچ دی گئی ہیں یا ان کے شکنجے میں ہیں جو ہمارے ملک کے آٹو اور پیاز کا ریٹ بھی متعین کریں ہم کیسے اس ملک میں خوشحالی اور کوئی تبدیلی لا سکتے ہیں۔ یہی حال آج ہے۔ بجٹ کی تقریر میں ہمارے لئے یہ ایک اچھا موقع ہوتا ہے کہ ہر قسم کے امور اور قوم کے متعلق اس پر بحث کی جا سکتی ہے اور لوگوں کو انتظار ہوتا ہے کہ بجٹ کے موقع پر وہ بات بھی ہو جاتی ہے جو نہیں ہو سکتی۔ تو میں اتنی گزارش کروں گا کہ ہمیں اس بجٹ کا جائزہ لینا چاہیے کہ ملک کا اساس کیا تھی اور کیوں بنا تھا' کس مقصد کے لیے بنا تھا؟ اور ملک کی سالمیت اور sovereignty آزادی اور خودمختاری کس جگہ پر پہنچ چکی ہے۔

دونوں پہلوؤں سے ہمیں انتہائی مایوسی ہے۔ ہمارے ملک کی سالمیت اور خودمختاری مکمل طور پر غیروں کے رحم و کرم پر ہے۔ ہم حقیقتاً غلام ہو چکے ہیں۔ ڈیڑھ سو برس کے بعد جو آزادی ہمیں ملی تھی' ایک سامراج سے ہم نے حاصل کی اور آج ایک اور بہت بڑے سامراج کو ہم نے اپنے ملک کے اوپر مسلط کیا ہے' اپنے ملک کے دروازے اس کے لئے کھول دیئے ہیں۔ وہ جن مذموم مقاصد کے لئے دہشت گردی کے نام جو جنگ لڑ رہا ہے' ہم اس جنگ کو اپنے ملک میں لے آئے ہیں۔ ہم نے سارے مغربی سرحدات ان کے حوالے کر دیئے ہیں۔ ہم نے بھارت کو وہاں پر بٹھا دیا۔ بھارت' امریکہ اور اتحادی مل کر پاکستان کے اندر انتشار پیدا کر رہے ہیں اور سازشیں کر رہے ہیں۔ جو کچھ ہمارے سامنے ہے وہ وزیرستان کی شکل میں موجود ہے۔ بلوچستان کی شکل میں موجود ہے۔

آج بھی ہم نے ۲۰' ۲۵ بے گناہ انسان قتل کئے ہیں۔ جب بش آتا ہے تو ہم ۳۰' ۴۰ افراد کو قتل کر کے اس کو پیش کرتے ہیں۔ لوگ دُنبہ ذبح کر کے مہمان کو پیش کرتے ہیں جبکہ ہم بے گناہ انسانوں کو ذبح کر کے پیش کرتے ہیں۔ جب بش آ رہا تھا کہ تو ہم نے ۴۰ بے گناہ افراد کو قتل کیا۔ بلوچستان میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ وہ پالیسیاں جو ہماری نہیں ہیں' وہ باہر بیٹھے ہوئے ہیں اور پورے بلوچستان کو خطرے میں ڈالا ہوا ہے۔ بھارت' امریکہ

اور کرزئی جو چاہ رہے ہیں وہاں کر رہے ہیں۔ ہم دوسروں کی جنگ کو اپنے گھر میں لے آئے ہیں۔ ہم نے سب کچھ ان کی قدموں میں ڈھیر کر دیا ہے۔ ہم surrender ہو گئے ہیں۔ ہم نے U-turn لے لیا اور تقریباً ۶۰۰ افراد کو پکڑ کر ان کے حوالے کر دیا جو گوانتاناموبے اور ابوغریب میں قید ہیں اور اذیتوں سے گزر رہے ہیں۔ انہوں نے ہمیں کیا صلہ دیا؟ انہوں نے ہمیں صلہ یہ دیا کہ بھارت کو اندرجی کے لئے کھلی آزادی دے دی گئی ہے لیکن ہمیں کہا گیا کہ آپ دہشت گردی کی پوری قلع قمع نہیں کر رہے ہیں۔ ہم پر امریکہ اور افغانستان کی طرف سے الزام لگایا جا رہا ہے کہ ہم دہشت گردی کو ختم نہیں کر رہے ہیں بلکہ دہشت گردوں کو یہاں بھیجتے ہیں۔ گویا شرپسندوں کو پاکستان بھیج رہا ہے جبکہ یہ سراسر حقیقت کے خلاف ہے۔ اس نام نہاد دہشت گردی کے لئے ہم نے اپنے ملک کی ساری خود مختاری ختم کر دی ہے۔ یہاں تک کہ ان کے دباؤ پر ہم نے اپنے دینی اقتدار اور اخلاقی قدروں کو بھی قلع قمع کرنے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہ کی۔

آپ کے سامنے ہے کہ یہاں پر بیرونی دباؤ پر اسلام اور اسلامائزیشن کے ساتھ جو کچھ ہو رہا ہے، یہاں تک کہ سکولوں میں بچوں کے نصاب سے اسلامیات کو نکالا جا رہا ہے۔ اب لازماً بات عبادات پر پہنچے گی۔ اتنی جرأت بجائے اس کے کہ ہم کالجوں اور یونیورسٹیوں کے نظام تعلیم کی اصلاح کرتے، دین اور دنیا دونوں جمع کر لیتے، لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ یہاں پر الف ب ت پڑھنے والے بچوں کو بھی اسلام سے دور رکھا جا رہا ہے۔ اس سے اختلاف پھیلے گا اور اس سے انتشار پھیلے گا۔ وہ کہیں مسلمان نہ بن جائیں۔ ہمارے وفاقی وزیر تعلیم ایک بے لگام گھوڑے کی طرح دندناتا پھر رہا ہے اور روزانہ جو کچھ اس کے منہ میں آتا ہے وہ بکتا رہتا ہے۔ کل اس نے کہا ہے کہ ہماری ثقافت ہندو والی ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور محمد ابن قاسم کی ثقافت نہیں ہے۔ علی الاعلان وہ جو کچھ چاہتا ہے وہ بول دیتا ہے۔ اس کو اپنی نوکری پکی کرنے کے لئے مسلمانوں کے زخموں پر نمک پاشی کرنے کا شوق ہے۔ مدارس کے پیچھے اس نے کیا طوفان کھڑا کیا ہے؟ ہر وہ معصوم بچہ، امن پرست، دیندار، صوفی یا امت مسلمہ کا ہر وہ فرد جو عزت النفس کے ساتھ زندہ رہنا چاہتا ہے اور خود داری کے ساتھ غلامی کو مسترد کرتا ہے آج اس کا جوڑ القاعدہ اور طالبان کے ساتھ لگایا جاتا ہے۔ تمام دینی مدارس پر پابندی لگائی گئی ہے کہ باہر ملکوں سے طلباء یہاں پر اسلام سیکھنے کے لئے نہ آئیں۔ ہم نے طلباء کو نکال دیا اور ان پر پابندی لگائی کہ

امریکہ خوش ہو جائے۔ حالانکہ دنیا کے تمام تعلیمی ادارے ہر قوم کے لئے کھلے رہتے ہیں۔

خود یورپی ممالک اور امریکی ممالک بھی تمام دنیا کو تعلیم سے نہیں روکتے لیکن ہم نے America کو خوش کرنے کے لئے ان ہزاروں طلباء پر دروازہ بند کیا جو پاکستان کے سفیر بنتے تھے۔ بھارت نے اعلان کیا کہ ہمارے ہوائی اڈوں پر ان کا ویزہ لگایا جائے گا۔ ہم اپنے ایک مظلوم ناموس رسالت پر شہید ہونے والے شخص عامر چیمہ کا استقبال نہیں کر سکے جس نے ملت مسلمہ میں نام اونچا کر دیا۔ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کے حق بنتے تھے' ہم نے اس کی لاش کے ساتھ جو کچھ کیا کیونکہ اس سے ...America مجھے بڑا دکھ ہے کہ کل ہمارے Speaker نے ابومصعب الزرقاوی کے لئے دعائے مغفرت کیاجازت نہیں دی' جو شخص ساری ملت مسلمہ کی آبرو تھا' جو عراق میں آزادی کی جنگ لڑ رہا تھا' مزاحمت کی علامت تھا۔ وہ پوری مسلمہ کا خسارہ ہے' نقصان ہے' ہمارے Speaker کہتے ہیں کہ ہم یہاں دعا نہیں کر سکتے' اس پر عرش بھی لرز اٹھا ہو گا۔ یہاں میراثیوں کی' ایکٹروں کی' ایکٹرسوں کی ایک تاریخ ہے' ہر ایک کے لئے دعا ہوئی ہے۔ آپ مجھے دے دیں' میں Parliament کی مباحث سے آپ کو وہ سیٹیں پیش کروں کہ ہر ایسے لوگ کے لئے جس کا تعلق اسلام سے نہیں ہے' ملک سے نہیں ہے' ان کے لئے دعا کی گئی ہے اور کل کہا گیا کہ اس کے لئے دعائے مغفرت نہیں کی جا سکتی۔ ہزاروں لوگ شہید ہوتے رہتے ہیں' سارے شہداء کے لئے دعا کریں گے' ہاں ہمیں ہزاروں شہداء کے لئے کرنی چاہیے۔ شہید تو ملت کی آبرو ہوتا ہے' اگر اسامہ نہ ہوتا' اگر ملا عمر نہ ہوتا' اگر ابومصعب الزرقاوی نہ ہوتا' یہ خالد ابن ولید' یہ صلاح الدین کے وارث نہ ہوتے تو آج America سارے عالم اسلام کو کھا چکا ہوتا' مٹا چکا ہوتا۔ یہاں آج روس دندناتا پھرتا' آج سوویت یونین موجود ہوتا۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بنیادی مسئلہ ہے کہ ہمیں اس پر اکٹھے ہونا چاہیے' ملک کو اس شکنجے سے نکالیں۔ میں نے صدر صاحب سے خود براہ راست گھنٹوں تنہائی میں تفصیل سے کہا ہے کہ اس کا جارحانہ جواب دیں کہ ہم دہشت گرد نہیں ہیں۔ دہشت گرد وہ لوگ خود ہیں جو فلسطین میں جو کچھ کر رہے ہیں' عراق میں کر رہے ہیں اور اب ایران پر نظریں لگائے ہوئے ہیں اور پاکستان کو اپنی مٹھی میں سمجھتے ہیں۔ ہماری قربانیوں سے سوویت تہس نہس ہوا' ہماری قربانیوں اور جہاد کی وجہ سے' پاکستان کی وجہ سے America واحد Super Power بن گیا۔ ہماری قربانیوں

کی وجہ سے Centeral Asia کی ریاستیں آزاد ہوئیں' ہماری قربانیوں کی وجہ سے دیوار برلن ٹوٹ گئی' ہماری وجہ سے مشرقی Europe آزاد ہوا۔ سارا طبہ ہم پر ڈالا گیا' جنہوں نے سب قربانیاں دی تھی' آج ان کو تمغہ ملا ہے' ان کو یہ تمغہ دے رہے ہیں کہ یہ دہشت گرد ہیں۔ میں نے ان سے عرض کی کہ آپ جارحانہ اقدام اختیار کریں کہ تم نے سارا طبہ ہم پر ڈالا ہوا ہے اور ہمیں ملامت بھی کر رہے ہو اور ہم پر الزامات بھی لگا رہے ہو اور کرزئی بھی بھونک رہا ہے' ادھر سے بھارت بھی جو چاہے کہہ رہا ہے۔

اس صورت میں' ہمیں اس صورت حال کا جائزہ لینا چاہیے۔ جمہوریت بہت ضروری ہے' اقتصادی اصلاحات بہت ضروری ہیں لیکن سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ملک کو آزاد کرانا ہے۔ میثاق جمہوریت کا بڑا چرچا ہے' میرے دوست ناراض نہ ہوں' ایک Peoples Party ہے' ایک طرف نواز شریف group ہے۔ ہمیں خوشی ہے کہ جمہوریت کے لئے اللہ ان کو متفق کرے' ان لوگوں کی محاذ آرائی اور جھگڑوں کی وجہ سے یہ روز ہمیں دیکھنا پڑ رہا ہے' یہ لوگ جمہوریت کی پاسداری کرتے تو ہمیں آج یہ دن نہ دیکھنا پڑتا۔ اب بھی شکر ہے کہ اگر وہ جمہوریت پر متفق ہوتے ہیں لیکن میں ایک بات عرض کروں گا کہ میں نے میثاق جمہوریت کا ایک ایک حرف دیکھا ہے۔ مجھے پریشانی یہ ہے کہ اس میں اس سامراجی تسلط اور شکنجے کے بارے میں ایک لفظ بھی نہیں ہے حالانکہ دو بڑی پارٹیوں کو مل بیٹھ کر یہ سوچنا چاہیے تھا کہ ہم اس ملک کو امریکی غلامی سے اور مغربی دست نظر ہونے سے اور ان کے شکنجے سے کیسے نکالیں گے۔ مجھے یقین نہیں ہے کہ وہ اس کے بارے میں کوئی مثبت کردار ادا کر سکیں گے۔ مکمل خاموشی کے علاوہ مجھے یہ خطرہ ہے کہ اس جمہوریت کی آڑ میں یہی نظام' یہی تسلط' یہی America اور America کے terrorism کا عالمی coalition کا ساتھ دینا' یہ ہمارا طرہ امتیاز ہو گا کیونکہ محترمہ بےنظیر بھٹو نے باہر کہا' اس میثاق جمہوریت پر دستخط کرنے کے بعد' جو پہلی press conference تھی' اس نے حکومت پر یہ الزام لگایا ہے' سب سے بڑا جرم' یہ نہیں لگایا کہ جمہوریت کے یہ قاتل ہیں یا فوج کو بیرکوں میں جانا چاہیے' یہ بات نہیں کی۔ اس نے کہا کہ یہ طالبان کا پورا قلع قمع نہیں کر سکے' اس لئے ہم ان کے خلاف ہیں' اس لئے کے Islamization پھر سر اٹھا رہی ہے۔ محترمہ نے یہ کہا کہ جہادی تنظیموں کو جڑ سے نہیں اکھاڑ پھینکا گیا انہوں نے press conference میں یہ کہا اور یہ فرد

جرم لگایا۔ یعنی ہم آئے تو یہ سب کچھ جڑ سے نکالیں گے اور محترم میاں نواز شریف نے press conference میں کہا کہ اگر 9/11 کے وقت میں بھی ہوتا تو وہی کچھ کرتا جو پرویز مشرف نے کیا۔ یہ کہا ہے آپ سب حضرات نے پڑھا ہے۔ اگر یہ صورتحال ہے اور خدانخواستہ دونوں مل کر بھی یہاں اس مغربی اور غیر ملکی تسلط کو قائم و دائم رکھنا چاہتے ہیں تو غلامی اگر پرویز مشرف کی کلاشنکوف کے زور پر ہو یا ان دونوں پارٹیوں کی جمہوریت کے سائبان کے نیچے ہو' دونوں صورتوں میں غلامی ہے۔ دونوں صورتوں میں اسلام کا قلع قمع کرنے میں ایک سے ہوں گے۔ ہمیں خوشی ہوگی کہ کاش یہ دونوں بڑی پارٹیاں کسی دن میثاق جمہوریت کی بجائے ایک میثاق شریعت پر بھی دستخط کریں۔ خدا کی قسم اس ملک کو شریعت کی ضرورت ہے' اس سے مسائل حل ہوں گے جو ہم نہیں کر سکے۔ بہرحال یہ دو چیزیں ایسی ہیں' یہ چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں' میں ان کو معمولی' جزوی باتیں سمجھتا ہوں۔ آزادی کا برقرار رکھنا اور ظالم کا ہاتھ روکنا صرف مولوی کا کام نہیں ہے' وہ Peoples Party, Muslim League, MQM ق ہو ن ہو' پورے ملک کے چودہ کروڑ شہریوں کا بنیادی حق ہے اور ملت مسلمہ کا حق ہے کہ اپنی آزادی کا دفاع اور تحفظ کریں۔ کاش وہ دن آئے کہ ہم سب چھوٹے' چھوٹے جھگڑوں سے ہٹ کر اس ملک کو اس عذاب سے نجات دلا سکیں ورنہ ہم خدا نخواستہ روزآنہ بیس' پچیس افراد قتل کرتے رہیں گے۔ باجوڑ کی باری آئے گی' پھر بلوچستان کی باری آئے گی اور یہ آگ ہم خود پھیلا رہے ہیں' بنوں' پشاور میں بھی آ گئی ہے اور یہ policy ہو گی تو خدا نہ کرے کسی دن ہمارے فوجی لاہور' کراچی اور اسلام آباد میں بھی وہی operation کر رہے ہوں گے جو وزیرستان میں کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ دن نہ دکھائے اور اس ملک کی صحیح آزادی' اس میں اسلام اور شریعت کے نفاذ کی اللہ توفیق فرمائے۔ و آخر دعونا۔

(اس موقع پر نماز ظہر کے لیے اذان کی آواز سنائی دی)

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! ہمارے Ex-Deputy Chairman اور Ex-Governor سرحد جناب کمانڈر خلیل الرحمن صاحب گیلری میں تشریف لائے ہیں' ہم ان کو خوش آمدید کہتے ہیں اور welcome کرتے ہیں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین: یقیناً۔ Mr. Amin Dadabohy.

سینیٹر محمد امین دادا بھائی: سب سے پہلے تو جناب! معذرت کہ آپ نے میرا نام دو دفعہ پکارا لیکن میں Finance Committee میں مصروف تھا' ابھی فارغ ہوئے ہیں۔

Thank you Mr. Chairman! for giving me an opportunity to speak. Mr. Chairman! at the off set I would like to say that this budget is a balanced one. Mr. Chairman! as far as this budget is concerned, under the given circumstances and within the given resources, it is catering the needs of the poor masses. Sir, lot of my colleagues have criticised on this budget but none of them have given any suggestion or remedial measures in which it can further be improved and the poor masses of Pakistan can get further relief. Mr. Chairman, as far as the year 2004-5 is concerned we have seen that GDP growth which was 6.6%, which under any circumstances can not be called a low growth rate. Keeeping in view that during the current year, unfortunately we have experienced a massive earthquake and a high rocketing oil prices in the international market. Sir, I do acknowledge that in the year 2005-06 large manufacturing industries didn't perform that well and didn't achieve the target which was set for them and if we take the target which was set by the Government, it was 14.5% but the industry have achieved only 9%. It is a serious issue sir, and I request through you that Government should look into it that what was the reason that the large manufacturing industry or units could not perform that well.

Mr. Chairman! the current budget provides numerous measures

and incentives to different industries, but simultaneously there are many raw materials available in all the four provinces of the country and till to date we have not utilized them. The name of them Mr. Chairman, like in Balochistan, we have large deposits of granite, marble, chrome, coal, copper and many other but till todate we have not been able to utilize those raw materials and even if we see in this budget as on today that the incentive policies have not been announced in this budget for this area and for this raw material which is available there in Balochistan. Similarly sir, when we talk of NWFP there are lot of raw material available over there also but sir, again if we look into the budget in NWFP, when I talk of NWFP and the raw materials over there available then I am talking of precious and semi precious stones which are abundantly available in NWFP. But till today there has been no policy announcement by the Government of Pakistan and till todate that raw material has not been explored, which can not only generate the employment but can give lot of revenue to the Government of Pakistan and to the Provincial Government over there. Sir, when we talk of investments in Pakistan, when we talk about investment in all the four provinces specially with reference to Sindh, Balochistan and NWFP it is not just the policy announcement but it is also the law and order situation. Sir, when we talk of law and order, it is very easy to blame the Federal Government but I think, it is not only the responsibility of the Federal Government and not only the responsibility of the Provincial Government but it is the responsibility of the local people living in that province. We all have to join together, we have to

work in a unity and develop our provinces.

Sir, similarly, yesterday only sir, my colleague Mr. Jamal Leghari, he spoke about the water vision which was given by a President and lot of criticism we have seen on the water vision policy in which it has been given that water reservoirs should be made. Sir, Pakistan is in need of water as on today. Today the world is fighting for the oil, but let me tell you sir, two years, one year back when the International Conference was held last year in 2004, I think March, there was a water conference in which it was discussed that in 2025 there will be wars over water. I think so, it is high time that we should think for a country and we should see that the water vision which has been presented by the government and conceived by the President, we should follow that. Its not, sir, making a few dams, four or five dams, it is making big and small reservoirs all over Pakistan. I will give you the example of China sir, fifty years back there were eighteen thousand small and large reservoirs available and in last fifty years, there are eighty six thousand water reservoirs, they have made at every nook and corner the water reservoirs. And not only the reservoir will save drinking water to the people of Pakistan, but it will give a cheaper source of electricity also. When we talk of cheaper source of electricity sir, we talk that electricity can also be made not only through water which is hydel but through coal also which is abundantly available in Pakistan sir, but when we look into the budget, I have not seen the incentives which are required for the coal industry, and these have not been announced in this budget for which I request through you to the Government of Pakistan

that please look into this and make the policy so the investors can come and invest in the coal sector.

Sir, one or two of my colleagues over here, they talked about that during last fifty eight years, the budgets have been coming in the past, for the two persons as quoted, for the landlords and for the industrialists. Sir, I want to put it on record that it is not true. Yes, I do agree with my colleague that if in the past and as on today, if the big landlords when we talk of and if they have got a land, and if there is no tax, every body lives in Pakistan and they should pay the taxes and the tax should be imposed on the big landlords. But sir, I want to ask here one thing, that when we talk of industry, industrialization, economic growth, I want to ask my friends over here that can any country grow without any industrialization? Can any country get employment to the people without industrialization? Can any country generate revenue and run the country without industrialization? The answer is no, sir. So sir, just for the sake of criticism and just to say that the budget has been coming for the industrialists, industrialists do not mean only big industrialists, industrialists and industries mean small, medium and large industry sir. When we talk of small and medium industry sir, I would also like to request to the government of Pakistan over here sir, that since last 58 years, there have been budgets and in between, the policies have been coming for the large industries. But sir, to get more employment to the poor people of Pakistan, we need small and medium interprises. We have to make policies for them and we have to give incentives, we have to create special incentive zones

in different provinces where the people can invest and the Banks have to finance them so that the small and medium enterprises come in a big way where lot of job opportunities and revenues can be generated.

Sir, I don't want to prolong much of my speech, lot of things about the budget have been said, before I end my speech I would just like to request my colleagues over here, every time, during last three years I have been listening sir, we talk of individual provinces. Yes, we come here, we represent our provinces, we should talk, but when we talk of provinces, but keeping in view the larger interest of Pakistan because this Pakistan has given us the home, the nationality, 58 years back, it is our responsibility now and it is our duty to give something to Pakistan and I think so in Senate, we should talk of Pakistan and we should try to make the image of Pakistan and make Pakistan stand proud in the comity of nations. Thank you very much. Pakistan zindabad.

Mr. Chairman: Thank you. Professor Khurshid Ahmed.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بے حد ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور میں معذرت خواہ ہوں کہ Finance Committee کی مصروفیت کی وجہ سے میں اپنے بہت سے ساتھیوں کی تقاریر نہیں سن سکا، اس بنا پر ہو سکتا ہے کہ جو باتیں میں پیش کر رہا ہوں اس میں سے کچھ اس سے پہلے کہہ دی گئی ہوں، اس کے لیے میں معذرت خواہ ہوں۔ میں انشاء اللہ زیادہ سے زیادہ اختصار سے لیکن جتنے بھی ضروری نکات ہیں وہ آپ کے اور حکومت کے سامنے رکھنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔

پہلی بات جناب والا! میں یہ کہوں گا کہ technical بنیادوں کے اوپر تین، چار بڑے ہی بنیادی سوال ہیں جن کو اٹھانا ضروری ہے۔ میں نے جناب چیئرمین! جناب لیاقت علی خان

مرحوم کی 1946-47 کی بجٹ تقریر بھی سنی ہے اور پھر شوکت عزیز صاحب اور وزیر مملکت صاحب کی پچھلے سال کی تقریر بھی۔ مجھے یہ بات تشویش کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ جو متانت، sobriety، توازن، بجٹ تقریر کا خاصا ہے اس سال اس سے ہم بہت دور رہے ہیں۔ ہمارے نوجوان وزیر مملکت buddy politician ہیں ان کو ان باتوں خیال کا رکھنا چاہیے کہ بجٹ تقریر کو election speech نہیں بنایا جاتا۔

دوسری بات جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم نے پچھلی مرتبہ بھی یہ بات کہی تھی، آج پھر کہہ رہے ہیں کہ بجٹ اور اس سے متعلقہ امور قومی اعتبار سے اتنے اہم ہیں کہ اس کے لیے پورا وقت ملنا چاہیے ان چیزوں کو پڑھنے، سمجھنے، ہضم کرنے، اور پیش کرنے کے لیے اور پچھلے سال بھی اسی ایوان میں ہم نے یہ بات اٹھائی تھی کہ اکنامک سروے کو کم از کم ایک ہفتہ پہلے آنا چاہیے اس میں کوئی secret نہیں ہوتا ، تاکہ لوگوں کو اس کو پڑھنے کے لیے ایک ہفتہ ملے۔ اسی طرح budget documents کو مکمل ہونا چاہیے ، قسطوں میں لانا اور خاص طور پر supplementary grants کا مسئلہ ایک بڑا بنیادی، معاشی اور قانونی مسئلہ ہے اس لیے کہ آپ پارلیمنٹ کو اعتماد میں لیے بغیر پہلے سے خرچ کر دیتے ہیں اور جس دن آپ کو اسے پاس کروانا ہوتا ہے اسی دن آپ اس کو table کرتے ہیں اور پاس کروا لیتے ہیں۔ یہ پارلیمنٹ کے ساتھ ایک ظلم ہے جو برابر جاری ہے۔

اسی طرح جناب والا! فنانس بل کو normal legislation کے لیے استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہ آرٹیکل 73 کی صریح خلاف ورزی ہے اور آرٹیکل 73 میں جو ایک چھوٹی سی گنجائش incidental امور کی رکھی گئی تھی اس کا blatant misuse ہے، یہ برابر ہو رہا ہے اور اس میں یہ لوگ اتنے جری ہوگئے ہیں کہ اس سال تو آپ غور فرمائیے کہ Criminal Procedure Code کو amend کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور ایک اور عجیب و غریب چیز جو Finance Bill کے صفحہ دس پر آپ دیکھیں وہ یہ ہے کہ شاید پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ taxation جو ہے یہ Legislature کی ذمہ داری ہے، Legislature کے علاوہ کسی کو اختیار نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے یہ اختیار مانگا ہے کہ

Federal Government may by a notification levy an additional custom duty

on all or any of the goods imported or exported as specified in the first schedule at a rate not exceeding 75% of value of such goods as determined under section 25.

ہم نے کمیٹی میں discussion کی۔Notice لیا ہے اور bipartisan لیا ہے ۔ یہ دراصل پارلیمنٹ کے ساتھ ایک بہت بڑا مذاق ہے۔

ان تین technical باتوں کے بعد جناب والا ! اب میں substantive issues کی طرف آتا ہوں ۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ اس حکومت کو محض یہ پچھلے چار سال نہیں بلکہ دراصل سات سال ملے اپنی economic policies کو پیش کرنے، ان پر عمل کرنے کے لیے اور بہتر کرنے کے لیے ملے ہیں۔ Normally چار سے پانچ سال کا period ہوتا ہے جس میں کسی بھی پارلیمانی حکومت کی کارکردگی کو judge کیا جاتا ہے۔ ان کو سات سال ملے ہیں اور سات سال بھی اس طرح گزرے ہیں کہ جس کو وہ unity of governing کہتے ہیں وہ انہیں میسر تھی، یہ پارلیمنٹ اتنی غیر موثر کر دی گئی تھی کہ جو parliamentary supervision ہوتی ہے جس کی وجہ سے کبھی کبھی delay ہو جاتی ہے وہ بھی نہیں تو سات سال unhindered opportunity ان کو ملی ہے۔ دوسری جو بات تھی وہ یہ ہے کہ غیر معمولی بین الاقوامی حالات کی وجہ سے اور موجودہ ہماری پالیسیوں کی خامیاں اور غلطیاں جو بھی ہیں لیکن کم از کم ایک فائدہ ان کو ہوا اور وہ یہ کہ unprecedented fiscal space اس حکومت کو حاصل ہوئی ہے۔ بیرونی قرضے کچھ معاف کیے گئے ہیں، کچھ restructure کیے گئے ہیں جس کے نتیجے کے طور debt servicing کم ہو گئی ہے اور fiscal space ان کو ملی ہے۔ ایک billion dollar roughly remittances آتی تھیں جو بڑھ کر 4 billion ہو گئی ہیں اور اس طرح تقریباً کوئی 15 billion dollars کی extra resources ملک کو حاصل ہوئی ہیں جس سے در اصل service support بھی ملی ہے اور دوسری طرف investment کے لیے ایک resource وجود میں آئی۔ اسی طرح سارے پہلو آپ دیکھیں کہ غیر fiscal space ان کو حاصل تھی جو دوسروں کو حاصل نہیں تھی۔ یہ دوسروں کو برا بھلا بہت کہتے ہیں اور اس بجٹ میں زیادہ وقت اپنے کارنامے بیان کرنے کی بجائے دوسروں کو برا بھلا کرنے میں استعمال کیا گیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ

اس سات سال میں جو آپ کو fiscal space حاصل ہوئی تھی اس کو آپ نے کس طرح استعمال کیا ہے۔ ملک میں غیر ضروری اخراجات اپنے تعصب کی بنا پر کیے۔

جناب! تعلیم کے بارے میں آپ بہت کہتے ہیں کہ تعلیم کو بہت دیا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس ملک میں 1990s میں GDP کا 2.7 percent تک تعلیم کے لیے دیا گیا ہے جو کم ہو کر 1.7, 1.8, 1.9 رہ گیا ہے۔ اس سال کا بجٹ بھی آپ کے سامنے ہے 1.314 trillion کا جو بجٹ ہے وہ بھی ذرا دیکھ لیجیئے کہ 'Federal allocation میں provincial کی بات نہیں کر رہا ہوں' Federal allocation 16.648 سے بڑھ کم ہو کر 3.79 رہ گیا' آپ اس کو GDP کی percentage میں نکالیں تو یہ 0.27 ہے۔ Federal کی جو fund allocation ہے وہ 4.128 billion سے بڑھ کر کے 4.728 کیا گیا ہے لیکن GDP کی percentage کے اعتبار سے 0.068 percent سے لے کر کے 0.062 percentage ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ تعلیم میں بہت جلد تبدیلی لائیں گے۔ آپ Prime Minister Secretariat میں دیکھیں ' Prime Minister Secretariat میں' Prime Minister Secretariat میں position یہ ہے کہ 234 million آپ نے allocation کیا ہے جو تقریباً آٹھ لاکھ روپے روزانہ بنتا ہے۔ ایک اور خرچہ ہے President House 2.61 آپ نے رکھا ہے۔ اسلام آباد میں ایک امیروں کا کلب بنانے کے لیے ایک ارب روپے رکھے جا رہے ہیں۔ Ministers کی housing کے لیے دو ارب روپے رکھے جا رہے ہیں اور اگر وہ اعداد و شمار صحیح ہیں میں نے خود اس کو record نہیں کیا لیکن Dawn کے correspondent ستار احمد نے اپنے مضمون میں ایک سال میں صدر' وزیر اعظم' تمام وزراء' سرکاری آفیسرز اور Parliamentarians کا بیرونی سفر کا جو خاکہ دیا ہے اور جسے columnists ملک کے اندر اور باہر quote کر چکے ہیں اور حکومت نے اسے challenge نہیں کیا وہ 715 million dollar ایک سال کا ہے جو چار ارب روپے سے زیادہ بن جاتا ہے۔ یہ آپ کی شاہ خرچیاں ہیں۔ تعلیم اور صحت کے لیے آپ کا دل گھٹتا ہے۔ غریبوں کو relief فراہم کرنے کے لیے آپ کے ہاتھ رک جاتے ہیں۔ یہ تضادات ہیں۔

جناب والا! مجھے اجازت دیں کہ میں یہ بات بھی کہوں کہ جو اعداد و شمار وزیر خزانہ نے پیش کیے ہیں' documents سے ملے ہیں اور ان کو اگر آپ پڑھیں تو معلوم ہوتا ہے کہ

پاکستان میں دودھ اور شہد کی نہریں بہہ رہی ہیں۔ غربت نہیں ہے۔ بیروزگاری نہیں ہے حتیٰ کہ affluence evident ہے۔ ہو سکتا ہے کہ سرکاری اداروں میں ایوان صدر اور ایوان وزیراعظم میں، سیرینا، میریٹ اور پی سی میں وقت گزارنے والے لوگ راضی ہوں۔ حقیقت یہ نہیں ہے۔ میں بتانا چاہتا ہوں کہ یہ اعدادوشمار نہایت مشتبہ ہیں۔ چند مثالیں دے کر میں آپ کو بتا دوں جناب والا! انہوں نے کہا ہے کہ ان پانچ سالوں میں per capita income 400 dollars سے بڑھ کر تقریباً 850 dollars پر آگئی ہے۔ 100% سے زیادہ کا اضافہ ہے۔ As an economist جب میں دیکھتا ہوں کہ ان پانچ سالوں میں annual rate of growth کیا رہا ہے، 1.5% and 3.3%, 3%, 4%, 8.5% and 6.6%. میں سمجھنے سے قاصر ہوں کہ rate of growth اگر یہ رہا ہے تو per capita income double کیسے ہوگئی ہے۔ میں اس کو reconcile نہیں کر سکتا۔

اور آگے بڑھیے، کہا جا رہا ہے کہ livestock میں 8% کا اضافہ ہوا ہے جبکہ products میں اضافہ نہیں ہوا، جبکہ livestock کے products, milk لیں یا گوشت لیں، ان کی قیمتیں بڑھی ہیں تو پھر یہ 8% کا اضافہ کہاں سے ہوگیا۔

کہا جا رہا ہے کہ poverty کم ہوگئی ہے۔ یہ سب سے بڑا سنگین مذاق ہے۔ آپ کو معلوم ہے جناب چیئرمین! کہ 2001 سے پہلے کے جائزے تھے۔ ان کی رو سے ہمارے ہاں poverty کا level officially 33% تھا۔ International agencies, independent economists حتیٰ کہ Pakistan Institute of Development Studies کی دو independent studies ہیں جن میں اس وقت یہ 37% بتایا گیا ہے۔ چلیے میں argument کے لیے 33% مان لیتا ہوں۔ اب آگے دعویٰ کر رہے ہیں کہ یہ کم ہو کر 23% رہ گیا ہے یعنی 10 points کی کمی ان پانچ سالوں میں ہوئی ہے لیکن جناب والا! کس بنیاد پر یہ بات کہی جا رہی ہے۔ ایک special survey ہوا ہے جو normal survey کی one third تعداد پر مشتمل ہے اور وہ 2002 اور 2005 کو compare کر رہا ہے۔ 2002 ایک abnormal year ہے، اس لیے کہ drought تھا پورے ملک میں، agriculture production سب سے نیچے تھی، livestock سب سے نیچے تھی، حتیٰ کہ industrial production نیچے تھی اور 1998 کی جو

statistics تھی ان کی وجہ economy شدید despressed تھی۔ اگر اس despressed year کو آپ comparison کے لیے base بناتے ہیں اور 2005 جس میں کہ highest rate of growth ہے آپ کا تو یہ comparison technically unjustifiable ہے۔ چلیں میں یہ بھی مان لیتا ہوں۔ کہا کیا جا رہا ہے ذرا غور کیجیئے۔ فرمایا جاتا ہے کہ 33% سے کم ہو کر 23% پر آگئی ہے۔ اجازت دیں مجھے یہ بات کہنے کی کہ survey کے اس اعلان اور وزیر خزانہ کی تقریر سے ایک ہفتہ پہلے وزیر اعظم اور Economic Advisor دونوں نے publicly یہ بات کہی ہے کہ 2002 میں یہ rate 32% تھا۔ اب یہ کہہ رہے ہیں کہ 34% تھا۔ 2% بڑھ گیا ایک ہفتے کے اندر۔ اسی طرح poverty کا جو decline بتایا ہے Prime Minister اور Dr. Shah نے یہ on record ہے' انہوں نے کہا ہے کہ 25% ہے۔ اب جو declare کیا ہے وہ 23% ہے تو وہ 7% کمی کی بجائے 10 points کمی ہوگئی ہے۔ یہ کیسے ہوگیا۔ اور سوچیے جناب چیئرمین! یہ 10% نہیں ہے اس 10% کے معنی یہ ہیں کہ 34% لوگ غربت کی لکیر سے نیچے تھے' ان میں سے one third امیر ہوگئے ہیں اور غربت کی لکیر سے اوپر چلے گئے ہیں۔ اس لیے کہ 100 پر 10 کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ 34% سے کم ہو کر 23% پر آگئے ہیں تو اس کے معنی یہ ہیں کہ 33% جو غریب تھے ان کو اس زمانے میں اتنی دولت ملی ہے کہ اس لکیر سے اوپر چلے گئے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے ؟ میں کہتا ہوں اسی سروے کو پڑھ لیجیئے ۔ اس سروے میں ایک سوال یہ بھی تھا کہ کیا آپ 2005 میں 2003 کے مقابلے میں better off ہیں ؟

جناب والا ! سو فیصد میں سے 24% نے یہ کہا ہے کہ ہم بہتر ہیں۔ یعنی وہ غریب نہیں بلکہ 76% نے یہ کہا ہے we are not better off یہ کیا ظلم ہے کون اعتبار کرے گا آپ کی باتوں کے اوپر ؟ ایک اور چیز دیکھیئے' کہا جا رہا ہے employment بڑھ گئی ہے اور تھوڑی بہت بھی نہیں' پانچ ملین کا اضافہ ہے ۔ اس سے پہلے کہ سارے سال کے سروے دیکھ لیں ۔ میں نے جتنے لوکل سروے study کئے ہیں کسی ایک میں بھی ایسا نہیں ہے جس میں 1 million or 1. million سے زیادہ اضافہ ہوا ہے۔ یہ کیسا معجزہ ہوا ہے کہ ایک سال میں پانچ ملین کا اضافہ ہوا گیا۔

جناب والا! مجھے اجازت دیں کہ میں آپ کو بتاؤں کہ یہ معجزہ کیسے ہوا ہے۔ یہ ہے

جناب والا! وہ سروے Labour Force Survey of Pakistan 2005-2006 جس کی latest report ہے October-December 2005 کی، اس میں سب سے پہلا کارنامہ یہ کیا گیا ہے کہ definition دیکھنا بہت ضروری ہے definition یہ ہے کہ جو period ہے employment کا، وہ ایک week ہے۔ ٹھیک ہے آپ کو اختیار ہے ایک week دے سکتے ہیں، ایک ماہ بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن جو سب سے اہم چیز ہے وہ یہ ہے، فرمایا جا رہا ہے کہ employed کا معنی کیا ہے۔ اس کا معنی یہ ہے جناب والا! The employed comprises all persons aged 10 years and above. ILO کے rules ہیں کہ 10 to 16 child aged 10 years and above who labour ہے پھر یہ بھول جائیے اس کو بھی آپ، worked at least during the reference period. یعنی ایک ہفتے میں اگر آپ نے ایک گھنٹہ کام کیا ہے تو آپ employed ہیں اور اس ایک گھنٹے کی آمدنی کافی ہے کہ آپ ایک ہفتے تک روٹی کھا سکتے ہیں، رہ سکتے ہیں یا نہیں رہ سکتے ہیں۔ یہ آپ کی definition ہے۔

جناب چیئرمین! میں مزید یہ بھی آپ کو بتلاؤں کہ مزید معجزات کیا کیا ہیں۔ سب سے اہم اس میں Table 10 ہے۔ اس Table 10 کے اندر 2005 and 2003-4 تک کا موازنہ ہے۔ جناب والا! اس میں بتایا گیا ہے کہ تمام employed میں 0.9% ہوتے ہیں جو employers تھے۔ 37.1% وہ ہیں جو self-employed اور 37.9 ہوتے ہیں وہ جو employees ہیں۔ اب جو 24.1 رہے گئے وہ کیا ہیں؟ ذرا غور سے سنیئے۔ فرماتے ہیں 'unpaid family helper' گھر میں بیوی جو آپ کے ساتھ کام کرتی ہے۔ زراعت میں خواتین، دوست، احباب آپ کے ساتھ کام کرتے ہیں وہ بھی تو شامل ہیں۔ یہ 24.1%. تھے 2003-2004 میں۔ ذرا جگر تھام کر کے تازہ صورت حال بھی دیکھ لیجیئے۔ جس میں یہ کہہ رہے کہ 5 million افراد کو ہم نے روزگار فراہم کیا ہے۔ اس کی حقیقت کیا ہے۔ 2005-6 کا سروے وہ یہ بتلاتا ہے کہ employer یہ وہی 0.9% کے 0.9% رہے، self-employed 37.1% سے کم ہو کر کے 34% رہ گئے۔ Employees 37.9% سے کم ہو کر کے 37.4% رہ گئے۔ لیکن وہ جو سب سے آخری category ہے unpaid family کا وہ 24.1% سے بڑھ کر کے 27.4% ہو گئے۔ یہ ہے آپکا employment میں اضافہ، اگر اس کا نام employment ہے تو اس کا نام اوٹ بٹاو اہے۔

تو یہ دھوکا ہے یہ حقیقت نہیں ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب والا! میرے پاس گھنٹوں پیش کرنے کے لئے material موجود ہے۔ آپ یہ خیال کیجئے کہ export کی آپ بات کر رہے ہیں کہ ہم نے اس کو 17-18 billion تک پہنچا دیا ہے۔ یہ leather export کا data ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ export کی figure صحیح نہیں inflated ہے۔ انہوں نے مثال دے کر ہمیں بتلایا کہ ایک ملک کو جسے ماضی میں ہم 3 million dollars بیچتے تھے اب انہوں نے مثال دے کر بتایا ہے کہ ایک ملک جیسے ہم ماضی میں 3 million dollar بھیجتے تھے' اب 60 million dollar ہے' دوسرے کو جہاں 2 بھیجتے تھے اس کی 10 ہے اور ان کی جو official association ہے اس کا نمائندہ کہہ رہا ہے کہ یہ over invoicing ہے' یہ fictitious growth ہے اور مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کو ایک جملہ پڑھ کر بھی سنا دوں کہ جس میں یہ بات کہی گئی ہے کہ جو businessmen کا اندازہ ہے وہ یہ ہے کہ اگر over invoicing and fictitious exports کی figures کو نکال دیا جائے تو 1.5 billion to 2 billion inflated ہے real نہیں ہے۔ یہ آپ کا اعداد و شمار ہے۔

جناب چیئرمین! میں اس کے بعد اب دوسرے مسئلے پر آنا چاہتا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اس بجٹ میں اس پہلو سے جو دعوے کئے گئے ہیں کہ یہ pro people, pro growth and pro poor بجٹ ہے' اس میں کوئی صداقت نہیں ہے۔ ایک professional Economist کی حیثیت سے مجھے یہ بات کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہے کہ پہلے تین سال ان کی ساری پالیسی کا محور macro stabilization تھا' جس کے نتیجے کے طور پر inflation کم ہوتا ہے لیکن growth نہیں ہوتی۔ اس کے بعد دو سال یہ تھوڑا سا growth کی طرف آئے لیکن ایسی monitory policy نہیں تھی کہ growth کے ساتھ inflation نہ ہو۔ یہ ایک inflationary explosion ہوا اور اب اس سال یہ کچھ poor relief کی باتیں کر رہے ہیں' اس سلسلے میں چند تجاویز آئی ہیں یعنی 1.315 trillion کے بجٹ میں تقریباً 16 billion کی subsidies pro poor ہیں۔ اس سے کیا انقلاب آ جائے گا' میں سمجھنے سے قاصر ہوں۔

جناب والا! اگر میں technically کہوں تو ان کا سارا فلسفہ یہ ہے کہ اگر growth ہو

گی تو trickle down میں لوگوں تک محدود پہنچے گی۔ یہ دنیا کے سارے ممالک میں ناکام رہا ہے' اس سلسلے میں بہترین studies خود World Bank کے Vice President and Chief Economist Joshef Stiglar کی ہیں اور اس نے دکھلایا ہے کہ دنیا کے کسی ملک میں بھی یہ نہیں ہوا ہے جب تک کہ حکومت ایسی effective policy اختیار نہ کرے کہ جو محروم طبقے ہیں وہ ترقی کر سکیں' جو بیروزگار ہیں ان کو روزگار مل سکے۔

جناب والا! میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 6.6% کے اضافے کی جو بات کہی جا رہی ہے اس کے بارے میں بھی بہت سی reservations ہیں' اس لئے کہ انہی کا جو data ہے اس کی رو سے آپ یہ دیکھیئے کہ electricity production تقریباً 9% کم ہوا ہے' agriculture 7.5 کے مقابلے میں 2.5 پر رہ گیا ہے' major agriculture crops negative rate of growth ہے' خاص طور پر sugarcane' cotton, pulses اور energy کی یہی کیفیت رہی۔ ان تمام کی موجودگی میں financial elusion تو ہو سکتا ہے لیکن real growth واقعی نہیں ہوئی۔ آپ یہ دیکھیئے کہ industry میں بھی جہاں پچھلے سال 25% large industry کا development تھا' اس سال کا 15% accepted تھا وہ 9% acctually ہوا ہے۔ روزگار کہاں پیدا ہوا۔ جناب والا! میں کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بہت ہی deceptive elusion کا ایک mixture ہے اور یہ unfair ہے' اس کی مثال ایسے ہی ہے کہ ایک شخص بیمار تو ہو لیکن بیماری کا بھی انکار کرے' اگر آپ بیماری کا انکار کریں گے تو بیماری کا علاج کیسے ہو سکے گا' اس کے لئے تو سب سے پہلے جاننا ہوتا ہے کہ بیماری کیا ہے' اس کی صحیح تشخیص ہو تو پھر اس کا علاج ہوتا ہے۔ تو یہ ہے بنیادی خرابی جو کہ یہاں ہو رہی ہے اور اس کی بنیادی وجہ میری نگاہ میں سب سے پہلے contractual framework کی غلطی ہے۔ ہم اب بھی اسی خالص سرمایہ دارانہ framework میں ہیں جس میں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر چند sectors میں پیداوار میں اضافہ ہو جائے اور جو آبادی کا affluent طبقہ ہے جو کہ ہمارے ملک میں 1% ہے اور زیادہ سے زیادہ 20% upper ہے۔ ساری دولت کا بہاؤ ان کی طرف ہے' اس سے aggregate figures سامنے آتی ہیں اور سمجھتی ہیں کہ یہ ترقی ہے' یہ ترقی نہیں ہے' ترقی تو اس وقت ہو گی جبکہ آپ کا جو paradigm of development ہے وہ change ہو اور growth کے ساتھ ساتھ job justice, employment generation,

creation, income disparities کو کم کرنا اور poor uplifting programme خاص طور پر agriculture, small or medium industry اور agriculture آج بھی آپ کا neglected sector ہے' سب سے زیادہ suffer کر رہا ہے اور میں ہی نہیں بلکہ سرکاری بنچوں سے بھی یہ بات کہی گئی ہے کہ اگر آپ پچھلے ساٹھ سال کا موازنہ کر کے دیکھ لیں تو صورت حال یہ تھی کہ پنجاب تقسیم سے پہلے پورے برصغیر کی fruit کی ضرورت پوری کر رہا تھا اور انڈیا میں آج بھی انڈین پنجاب ایک بلین سے زیادہ افراد کی ضرورت پوری کر رہا ہے اور انہیں کوئی چیز import نہیں کرنی پڑتی لیکن ہم food deficient ہیں۔ ہم نے کوئی ایسی پالیسی نہیں بنائی کہ جس میں stabilization ہو' buffers ہوں۔ اگر پیداوار میں کوئی تبدیلی ہوتی ہے تو اس کے نتیجے کے طور پر نہ قیمتیں ایک دم بڑھیں نہ destabilization ہو مگر یہ ہمارا failure ہے۔ SME کی ایک بات بہت کی جا رہی ہے لیکن credit کی جو صورت حال یہ ہے کہ ایس ایم ای کی ضروریات کا اس وقت hardly 5% جو financial institutions پوری کر رہے ہیں۔ ان کی 95% آج بھی یا unfulfilled ہے یا پھر وہ private sources سے پورا کر رہے ہیں تو سوال یہ ہے کہ اس شرط کے بغیر' paradigm change کے بغیر آپ کیسے یہ کام کر سکتے ہیں۔

جناب والا! میں یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ ہمارے administrative expenses unjustifiable ہیں' life style unjustifiable ہیں۔ یہ جو آپ نے import liberalization کے نام پر ایک دروازہ کھول دیا ہے' میں بھی جانتا ہوں کہ privatization and liberalisation دونوں کا ایک role ہے اور ہونا چاہیے لیکن unregulated نہ ہو۔ صورت حال یہ ہے کہ اس وقت تقریباً ڈیڑھ بلین ڈالر کی luxury cars آپ نے باہر سے منگوائی ہیں۔ ملک میں کاروں کی production ایک لاکھ پینتیس ہزار ہے second hand cars اس کے علاوہ ہیں۔ آپ کی کوئی transport policy نہیں ہے۔ پٹرول کی قیمتیں بڑھ رہی ہیں' foreign exchange جا رہا ہے' سمگلنگ بھی ہو رہی ہے' roads کا کیا حال ہے' pollution کی کیا کیفیت ہے۔ public transport سب سے زیادہ denied ہے۔ ریلوے لے لیں جو mileage 1947 میں تھا جناب والا! آج بھی وہی ہے۔ پانچ سو کلو میٹر کا اضافہ نہیں ہوا ہے جبکہ انڈیا نے اس اضافے کو double کیا ہے اور over 30,000 kilometers. دلی کی مثال لے لیجئے' دنیا کا

model transport system ہے وہاں پر۔ آخر ہم کیوں نہیں کر سکتے۔ جو road conditions آج آپ کے ہاں ہیں وہ اس لیے کہ lack of proper profession اور consequent preference

جناب والا! میں یہ بھی کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ملک کا سب سے بڑا مسئلہ بے روزگاری ہے، غربت ہے، دولت کی vulgar disparities, regional disparities ہیں۔ صوبوں کے درمیان اور صوبوں کے اندر under-privileged, deprived regions ہیں اس میں کسی کے بارے میں، میں نہیں دیکھتا کہ کوئی positive and effective policy اس بجٹ میں آئی ہو a conspicuous by absence۔

دوسرا آپ دیکھیں کہ اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ پاکستان کی تاریخ میں پہلی مرتبہ trade deficit 10 billion dollars سے زیادہ ہوگا اور یہ آپ کی liberalization policy کے نتیجے میں ہے۔ اس کا ایک consequence یہ ہے کہ چار بلین ڈالر کی foreign remittances کے باوجود آپ کا balance of payment deficit پانچ اور چھ بلین کے درمیان ہونے جا رہا ہے لیکن اس پورے بجٹ میں اس کی کوئی consciousness نہیں ہے۔ یہ سمجھ لیا گیا ہے کہ liberalization and privatisation will take care of everything. They will never. We are heading towards crisis. اس کے نتیجے میں fiscal policy بدلنی چاہیے تھی تاکہ جو industrial and agricultural inputs ہیں ان کو سستا بنائیں، آپ کی پیداوار competitive ہو تاکہ ملکی ضرورت بھی پوری ہو اور export بھی بڑھ سکے۔ SME کو encourage کریں اور SME کا role اس وقت یہ ہے کہ دنیا کے کچھ ممالک میں تو 80% of exports are coming from SMEs. ہمارے ہاں یہ بیس فیصد بھی نہیں۔ یہ کوئی پالیسی نہیں۔

دوسرا میں صاف کہنا چاہتا ہوں کہ ہمیں ایک نئی Commerce and Trade Policy کی ضرورت ہے۔ میں WTO کا نام لے کر یا اس سے ڈرا کر اپنے دروازوں کو کھول دینا اور اس طرح بین الاقوامی multinationals کے لیے ایک easy basket بن جانا، یہ ایک بہت بڑی tragedy ہے۔ ہمیں لازماً اسے change کرنا پڑے گا اور میں یہ بات پوری ذمہ داری سے کہتا

ہوں کہ World Trade Organization کی regime میں بھی گنجائش موجود ہے luxuries کو روکنے کے لیے۔ اس میں ایک regulatory duty کی گنجائش موجود ہے' اس میں anti-dumping duty کی گنجائش موجود ہے لیکن ہم اس کا فائدہ نہیں اٹھا رہے اور اگر ضرورت پڑے تو We must go beyond WTO. امریکہ گیا ہے' یورپ گیا ہے' انڈیا گیا ہے دوسرے ممالک گئے ہیں آخر ہم کیوں نہیں جا سکتے؟ آپ خیال کیجئے جناب والا! میں نے اس کی پہلے بھی مثال دی ہے پھر دینا چاہتا ہوں کہ oil prices ایک اہم مسئلہ ہے لیکن ہمارے ہاں prices, international prices کے تحت تو نہیں ہیں۔ آپ کی جو ex- factory refinery price ۲۸ روپے کسی صورت میں نہیں ہے۔ آپ چاہے کر لیں ۵۷ روپے 42/43 % آپ کے taxes ہیں۔ موزانہ آپ انڈیا سے کرتے ہیں۔ ٹھیک ہے بالکل انڈیا میں 42 % taxes نہیں ہیں۔51% ہیں اور وہاں احتجاج ہو رہا ہے لیکن بنگلہ دیش کو دیکھ لیجئے وہ آپ کا حصہ بھی رہا ہے ۔وہاں غربت ہماری طرح ہے۔ وہاں پر پٹرول کی 'kerosine' کی 'ڈیزل آئل کی prices پاکستان سے 40% کم ہیں۔ اس لیے کہ انہوں نے ان essentials کو exchequer بھرنے کے لیے نہیں استعمال کیا۔ لوگوں کا خون چوسنے کے لیے استعمال نہیں کیا بلکہ کو بین الاقوامی prices بڑھی ہیں تو لوگوں نے اپنے taxes سے ادا کیا ہے۔ وہاں قیمت نہیں بڑھی ہے۔ یورپ کو آپ دیکھنا چاہیں تو فرانس اور چھوٹے چھوٹے ممالک کا مقابلہ کیجئے ۔ فرانس میں پٹرولیم کی جو prices ہیں۔ Switzerland میں اس سے 35% کم ہیں اس لیے کہ state policy کے طور پر انہوں نے اپنے user کے لیے اسے reasonable رکھا ہے تو یہ policy issue ہے یہ کوئی distort نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں جناب والا! کہ بنیادی خرابی ہماری approach میں ہے' conceptual ہے۔ میری نگاہ میں دوسری بنیادی وجہ mismanagement, distorted policies اور ملک کے vested interests جو سیاست میں بھی corruption, foreign intervention ہیں' معیشت میں بھی ہیں' زراعت میں بھی ہیں' صنعت میں بھی ہیں' مالیات میں بھی ہیں اور مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ banking sector نے بھی ایک بڑا ہی negative role play کیا ہے ۔ ہم اس کے حق میں ہیں کہ banking میں promotion ہو جائے۔ وہ ضروری ہے لیکن آپ ذرا سوچیں ایک سال میں ۹۰ بلین کا منافع ہوا ہے۔ دنیا میں کہیں 7/7.5% سے زیادہ

نہیں ہے جس کے معنی ہیں کہ deposit جو آپ دیتے ہیں اور advances receive کرتے ہیں اس کے درمیان کیا فرق ہے۔ میرے خیالات کے بارے میں یہ banking efficiency کے برابر نہیں ہے۔ یہ banking آپ کی خدمت میں یہاں نہیں کما رہی' یہ banking اچھے management سے نہیں کما رہی ہے بلکہ ہمارا خون چوس کر کما رہے ہیں۔ state bank اور حکومت خاموش ہے۔ ایسا نہیں ہے کہ وہ اقدام نہیں کر سکتے ہیں۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ یہ mismanagement ہے distort parity ہیں۔ foreign مفادات کا تحفظ ہے۔ نتیجہ اس کا یہ ہے کہ عوام ان مشکلات کو اٹھا رہی ہے ۔میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں جناب والا! اس وقت کے جو چار major issues ہیں اور انہیں اس بجٹ میں ignore کیا گیا ہے۔ insensitivity دکھائی ہے۔ پہلا agriculture ہے اس ملک کی کھپت کے انحصار میں agriculture ہے۔ Agro based employment ہے۔ agro based industry کے اوپر ہے۔ اس کو نظر انداز کیا گیا ہے ۔ایسا نہیں ' agriculture inputs ان کے availability بھی اور ان کی صحیح قیمت پر availability جب تک آپ یہ نہیں کریں گے۔ آپ ترقی نہیں کر سکیں گے۔

دوسری بنیادی چیز عوام کی ضرورتوں کو پورا کیا جا رہا ہے۔ اسے policy objective ہونا چاہیے کہ کس طرح عوام کی بنیادی ضروریات' مناسب مقدار میں' مناسب قیمت پر اور بروقت supply side,demand side available دونوں کے لیے' اس کے لیے interest working ہونا چاہیے اور اس کے لیے supply working ہونی چاہیے۔ یہ ہمارے ہاں نہیں ہے۔

تیسرا بڑا مسئلہ میری نگاہ میں جناب والا ! اس وقت trade deposits and balances payment deficit اور اس بجٹ میں اس کا کوئی شعور نہیں ہے۔ ایک بھی major policy option اس صورت حال سے نکلنے کے لیے مجھے نظر نہیں آیا۔ یہ بہت بڑا مسئلہ ہے۔ جناب والا! ساتھ ہی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک صوبوں کے درمیان انصاف نہیں ہوگا۔ جس طرح انسانوں کے درمیان بھی بہت ضروری ہے۔ اسی طرح صوبوں کے درمیان بھی انصاف ضروری ہے۔ اگر یہ چاروں صوبے چار پہیے ہیں ایکپہیہ چھوٹا ہو' ایک بڑا ہو تو گاڑی کیسے چلے گی۔ یہ اسی وقت چلیں گے جب ان میں توازن ہو' ان میں برابری ہو اور ان میں یہ احساس کہ ہم اپنے وسائل کو ٹھیک ٹھیک استعمال کریں۔ ہم کسی کے ساتھ ناانصافی نہیں ہونے دیں گے

لیکن اس کی مثال نہیں ہے۔ اس کے بغیر میں سمجھتا ہوں کہ ہم آگے بڑھ سکیں گے۔ جناب والا! ان چاروں کے بارے میں میری نگاہ میں اس بجٹ کے اندر کوئی ایک بھی positive substantial initiative نہیں ہے۔ کئی preferential marginal چیزیں ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ incremental change سے یہ سمجھتے ہیں کہ تبدیلی آ جائے گی۔ جبکہ میری نگاہ میں جب تک cordial change نہ ہو' concept ٹھیک نہ ہو' priorities درست نہ ہوں' structural change نہ ہو اور resources کا substantive flow لوگوں کی ضروریات کی بناء پر ہو ۔ Agriculture, small industry, price facilities, inputs price کا کم کرنا' oil کی price کو کم کرنا' sale اور tax کو change کرنا۔ انہوں نے ایک رٹ بنا لیا ہے کہ ۱۵ فیصد sales tax ہر چیز کے اوپر لاگو ہونا چاہیے۔ کیوں ہونا چاہیے؟ میں نے جب اس کو study کیا۔ جناب والا! میں آپ کو پوری ذمہ داری کے ساتھ بتاتا ہوں کہ South Asia کے سارے ممالک کا average sales tax جو ہے وہ ۱۱ فیصد ہے۔ ہمارے ہاں ۱۵ فیصد ہے اور ہر چیز پر ہے۔ Essentials پر بھی ہے اور imported inputs پر بھی وہی ہے اور luxury items پر بھی وہی ہے۔ یہ پالیسی کی خرابی ہے۔ جب تک اسے آپ change نہیں کریں گے۔ حالات بہتر نہیں ہو سکتے۔

جناب والا! میرے پاس تجاویز بہت ہیں لیکن وقت کی کمی کی وجہ سے سب پیش نہیں کر رہا ہوں۔ کچھ میں نے کمیٹی میں پیش کی ہیں۔ جہاں منظور نہیں ہوئیں وہ انشاء اللہ ہم یہاں پیش کریں گے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ اس پر اپنی بات کو مرکوز کروں کہ موجودہ حکومت جب تک کہ resource allocation and appropriations ان دونوں کے بارے میں fundamental change نہیں کرتی' Defence کی بات بار بار آئی ہے' مجھے بھی اجازت دیں کہ میں بھی اس پر بات کروں۔ 2000 میں یہ بجٹ 149 billion تھا۔ اس وقت آپ نے اس کو 250 billion کیا ہے۔ یہ 250 billion صرف apparent ہیں۔ Real میں سب سے بڑا chunk تو یہ ہے کہ 350 billion کی پنشن جو ہے وہ دو سال پہلے آپ نے سویلین میں ڈال دیا ہے۔ اس وقت بھی جو آپ نے پنشن relief دیا ہے' اس کا ۶۰ فیصد آرمڈ فورسز کو جائے گا اور صرف ۴۰ فیصد سویلین کو جائے گا۔ اور آگے بڑھیئے Defence Production, Defence Division, Civil Armd Forces, Atomic Commission یہ سارے وہ items

ہیں کہ جو defence related ہیں۔ ان سب کا آپ جمع کریں تو تقریباً ۳۱۵ بلین آتا ہے۔ ہمیں پتا ہے کہ سیاسی وجوہ سے کچھ کرنا پڑتا ہے۔ اور ملکوں میں بھی کرتے ہیں لیکن وہ صرف پارلیمنٹ کے سامنے ہونا چاہیے کہ ہمارے defence پر کتنا خرچ ہو رہا ہے؟ تو جب ۳۱۵ بلین وہاں چلا جائے گا اور اس کے بعد پھر تقریباً پونے تین بلین آپ کا debt service میں جائے گا۔ یہ کہنا کہ ہم نے کشکول توڑ دیا ہے۔ یہ غلط بیانی ہے۔ کشکول موجود ہے۔ آپ بھیک مانگ رہے ہیں۔ نوٹ بھرے ہیں domestic بھی اور International بھی۔ Debt servicing بڑھی ہے۔ پھر رہ کیا جاتا ہے؟ اور جو رہ جاتا ہے وہ پھر آپ کے تعیشات، کرپشن، misallocation پر ضائع ہو جاتا ہے۔ جب تک آپ ان تمام کو نہیں بدلتے حالات تبدیل نہیں ہو سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! میں یہ بھی عرض کروں کہ economic transformation کے لئے political transformation بھی ضروری ہے۔ وہ اس کے بغیر نامکمل ہے۔ یہاں میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہمیں پہلی ضرورت یہ ہے کہ empowerment of the Parliament ہو، بجٹ ہی نہیں تمام معاملات کے اندر، تمام قانون سازی، تمام پالیسی سازی پارلیمنٹ کی supremacy ہونی چاہیے اور one man rule, power concentration ایک ہاتھ کے اندر so what is the entire constitution. یہ ہمارا بنیادی مسئلہ ہے۔ اس سیاسی تبدیلی کے بغیر کوئی economic transformation بالکل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے میری نگاہ میں جس economic change کی میں بات کر رہا ہوں اس کے لئے political change ضروری ہے اور اس کا پہلا قدم دستور کا اس شکل میں Restoration ہے جو 1999 میں تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ perfect ہے لیکن آج جو صورتحال سے ہم دو چار ہیں وہ آدھی چیزیں پہلے سے بھی خراب ہیں۔ تو اس لئے یہ بہت ضروری ہے۔ نئے انتخابات ہوں under neutral government and really impartial Election Commission, freedom of Press, freedom of expression, freedom of organization, freedom of participation اور اس کے ساتھ ساتھ جناب والا! یہ بہت ضروری ہے کہ interim government totally independent ہو، موجودہ regime کے تحت انتخابات مذاق ہوں گے، حقیقت نہیں ہوں گے، حقیقت نہیں ہوں گے۔

دوسری چیز پھر فوج کا depoliticization جہاں میں ضروری سمجھتا ہوں کہ تمام institutions کو ہمیں تقویت دینی چاہیے۔ Institutions کے ذریعے سے استحکام ہوتا ہے افراد

کے ذریعے سے نہیں لیکن اس وقت معاملہ یہ ہے کہ آرمڈ فورسز کا unconstitutional role زندگی کے ہر شعبے میں اور اس کی وجہ سے پورا نظام disturb ہو گیا۔ آئیے! اس بات پر متفق ہو جائیں کہ جہاں Armed Foreces اس ملک کی حفاظت اور سلامتی کے لئے ضروری ہیں اور ہم ان کی ہر حقیقی ضرورت' دل و جان سے پورا کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کا یہ سیاسی role ہمیں کسی شکل میں ہرگز قابل قبول نہیں ہے۔ اسے لازماً ختم ہونا چاہیے اور جب تک یہ ختم نہیں ہوتا' سیاسی اور معاشی ارتقاء ہمارا متاثر ہوگا' ہم آگے نہیں بڑھ سکتے ۔ یہ دوسری بات بہت ضروری ہے۔

جناب والا! تیسری بات میں پھر کہوں گا کہ اس وقت ملک ایک تصادم کی طرف جا رہا ہے۔ جو کچھ بلوچستان میں ہو رہا ہے ' جو کچھ وزیرستان میں ہو رہا ہے اور جس طرح بدقسمتی سے ہم سیاسی مسائل کو قوت کے ذریعے حل کرنے کے لئے اپنے ہی لوگوں کو نشانہ بنا رہے ہیں اور ملک کو خدا نہ کرے ! civil war کی طرف دھکیل رہے ہیں۔ اس سے نکلنا ضروری ہے۔ اگر آپ یہ نہیں کریں گے تو آپ کی ساری مارکیٹ کی چیزیں جو ہیں وہ frustrated ہو جائیں گی۔ آپ بلوچستان کو جو resources دے رہے ہیں لیکن وہ بارآور نہیں ہو رہی ہیں' اس سے لوگوں کو تکلیف پہنچ رہی ہے۔ اس کا فائدہ نہیں ہو رہا ہے' نہ معاشی نہ سیاسی۔ وہ اسی وقت ہوگا جب کہ جو سیاسی ضرورت ہے اس کو آپ پورا کریں۔ اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بے حد ضروری ہے اس کے بغیر اس بات کا امکان نہیں۔ political change and political transformation اور سیاست کو فوج کے تسلط سے نکال کر Constitutional civil regime لوگوں کی participation یہ بہت ضروری ہے۔

اس کے لئے میں سمجھتا ہوں جناب والا! اگر Parliament کی تمام پارٹیاں national consensus کی طرف پیش رفت کرسکیں اور مل کر کے جمہوریت ' دستور ' صحیح روایات کا قیام' آزاد انتخابات اور عوام جو mandate بھی دے۔ وہ میرے حق میں آئے یا آپ کے حق میں آئے' اسے قبول کیا جائے let us commit to that. یہ وہ راستہ ہے جس سے آپ سیاسی اعتبار سے بھی اور معاشی اعتبار سے بھی فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔ یاد رکھئیے کسی قوم کا image آپ کی تقاریر سے نہیں بنتا ہے ' آپ کے دعوؤں سے نہیں بنتا ہے۔ میں تو یہاں تک کہوں گا کہ اگر آپ پیسہ دے کر کے' publicity کروا کے' اس سے بھی نہیں بنتا۔ وہ زمینی حقائق سے

بنتا ہے۔ ان حقائق کو ٹھیک کیجئے اور یہ قومی سلامتی کے لئے ضروری ہے۔ اس لئے میں تمام political parties سے اپیل کروں گا کہ آئیے! اس frame work کے اوپر اتفاق کریں۔ اس کے نتیجے میں ایک حقیقی جمہوری نظام بھی قائم ہوگا۔ اسی کے نتیجے میں دستور جس کی تین بنیادیں ہیں' اسلام' پارلیمانی جمہوریت اور Federation یہ تینوں مستحکم ہو سکیں گی۔ پھر معاشی اعتبار سے بھی جو ہمارے وسائل ہیں' وہ ٹھیک ٹھیک استعمال ہوسکیں گے ۔اگر یہ احساس اختیار کرتے ہیں تو ٹھیک ہے باقی تمام چیزوں اور خوشنما دعوؤں سے کوئی فرق نہیں پڑے گا ۔ ان الفاظ کے ساتھ جناب والا! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا اور اللہ تعالی سے یہ دعا کرتا ہوں کہ اگر میری باتوں میں حق ہے تو اس کے لئے سب کے دلوں کو کھول دے اور کسی قسم کی کوئی غلطی ہوئی ہے تو اس سے مجھے معاف کرے۔ شکریہ جناب۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ صفدر عباسی صاحب! آپ موجود ہیں' ایک چیز کی میں ذرا وضاحت کر دوں' آپ نے کہا تھا کہ میں آپ کو آپ کی تقریر کے دوران ٹوکوں گا۔ میں بلاوجہ کبھی نہیں ٹوکتا' قواعد و ضوابط جہاں ہوں' ان کی خلاف ورزی ہو' تقریر کے دوران ضرور ٹوکوں گا لیکن یاددہانی کراتا ہوں' طے شدہ وقت کی نسبت سے تو اس ٹوکنا نہ سمجھیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میری عرض سنیں' میں روانی میں کچھ بول گیا ہوں گا' میرا یہ کوئی مطلب نہیں تھا۔

جناب چیئرمین، یاددہانی اس لئے ہے کہ ہمارے ساتھی پھر ناراض ہوتے ہیں۔

سینیٹر وسیم سجاد، ڈاکٹر صاحب جو ہیں' یہ قانون کے بالکل پابند ہیں۔ میرے خیال میں اگر rule کے مطابق ٹوکیں گے تو بالکل اعتراض نہیں کریں گے' یہ بڑے جمہوری آدمی ہیں۔

جناب چیئرمین، نہیں' میں نے یہی کہا ہے۔ وہ تو صرف میں یاددہانی کراتا ہوں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میں نے آپ کی کسی بات کو کبھی mind نہیں کیا۔

Mr. Chairman: Thank you, thank you.

سینیٹر کامل علی آغا: یہ بڑے اچھے آدمی ہیں لیکن کبھی بہک جاتے ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں، بہکتے بھی نہیں ہیں۔ اچھا Do you want to take any more speakers?

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی: لگتا ہے، کوئی انجمن ستائش باہمی بنانا چاہتے ہیں۔

Mr. Chairman: So, we adjourn for lunch now. O.K then we will adjourn for lunch and reconvene *INSHA ALLAH* at 4 PM sharp that is concensus and.

Thank you very much. کریں گے reconvene جان جمالی صاحب 4 بجے

سبحان ربک رب العزت عما یصفون والسلام علیٰ المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

(The House was then adjourned for lunch to meet again at 4 PM)

(The House reassembled at 4.40 P.M. with Mr. Deputy Chairman, Mir Jan Muhammad Khan Jamali in the Chair)

Mr. Deputy Chairman: The remark of the day is ' All the world is like a football.'

and not a single member has talked about - ہے remark of the day آج یہ sports in the Senate. I think, we all have retired from sports and we have decided to play on mentle sports.

سواتی صاحب! آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی: یہ امریکہ کی game ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: نہیں، یہ صرف امریکہ کی game نہیں ہے Football is football, men's game but we are too busy with the cricket. Senator Rehana

Yahya. Please take the floor.

Senator Rehana Yahya Baloch: *Bismillah Hirrahma Nirraheem*. Mr. Chairman! thanks for granting me the time to speak. First of all I want to congratulate the Minister of State for Finance for presenting the people's friendly budget. A lot has been said from both sides favouring and opposing the budget. As I represent the Balochistan Province, I am one who is associated with the problems but the budget of this year has given a lot of relief, like pay raises to teachers, free books and free education for the children, building of roads, building of dams, specially in Balochistan, Gwadar Project, Kachi Canal, all these things are going to bring a revolution in our province and will give relief to the poor.

A programme of Rs.7.8 billion is being introduced to increase the income of farmers in thirty thousand villages as everyone knows. As agriculture is the backbone of our country, this is a good step, but I sincerely hope that farmers in Balochistan will also be given their equal share which creates jobs in the rural areas. As our farmers, I mean farmers all over the country need a lot of support but our farmers specially need a lot of support because of the arid land and of course, we do not have any water, so that is one of the great problems.

Mr. Chairman! as you know that most of our areas have been hit by drought and the water table has gone drastically down. Rain fall is scarce and we have rain fall after every four or five years. Check Dams should be built in all necessary places where we can store water which

will in a small way help in maintaining the water table. Because of the scarcity of water, we need sprinklers. Drip irrigation has been introduced but it should be introduced in all the areas of Balochistan. We have so less water, most probably in a few years we would not have water even to drink.

Rs. 5.5 billion is being spent on Kachi Canal. I propose that the state land be alloted to the farmers from all the districts of the Province equally. Research programmes should be launched in Quetta for the fruit growers in the hilly and plain areas and dates growers of Makran, as these are the different areas where the different crops are grown.

Standard of education in Balochistan is not at par with the rest of the country. Teachers in Grade 1 to 16, specially the female teachers should be granted increases from 15% up to 20%. As given in the budget, the teachers will get relief. Teachers in Balochistan should get double grant becuase of the distance they travel between the schools and their homes. Provision of free education and free books is highly appreciated and sir, Higher Education Commission has granted scholarships, a special quota should be given to Balochistan out of that as our students can not compete with the other students of the country, they should be taken on merit. And we greatly acclaim the President for announcing the establishment of nine universities, one should be given to the Balochistan

Senator Raza Muhammad Raza: Three.

Senator Rehana Yehya Baloch: OK, our recommendation is

that three should be given to Balochistan. Cadet Colleges which have been sanctioned in Baluchistan, in which we are again very grateful to the President, Zhob, Punjgoor, Jaffarabad are in the pipe line, are being made and the new one sanction for the Kohlu, Noshki and Gwadar should be completed because that is need of the day. And every district, I recommend, should have a university. And for health, Angiography, MRI which have been provided in the Federal Government's Hospitals, should be free in the Provincial Hospitals for the deserving people.

Mr. Chairman sir! everybody knows about the law and order situation in Baluchistan which is getting the worst day by day. I request the concerned authorities from the floor of this august House that they should take steps and resolve the problems and give mental relief to the people of the Province.

Mr. Chairman! a lot have been said about loadshedding in Balochistan which has affected the agriculture which is a major resource of the people of the Province. Subsidy on the bills of the current year should be given as an incentive to the farmers, which will give relief to the farmers. Mining should be promoted sir, as in agriculture water is going down and does not have so much profit. Mining should be promoted as we have great deposits of marble and coal and all these other minerals throughout Baluchistan. And with that sir, I thank you very much.

(Desks thumping)

Mr. Deputy Chairman: Madam gave a short and a brisk speech. Senator Wali Badini Sahib, please take the floor.

سینیٹر ولی محمد بادینی، جناب والا!

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے کہ آپ کا mike بند ہے۔

سینیٹر ولی محمد بادینی، یہ تو میرے اختیار میں نہیں ہے اس لیے مہربانی کرکے آپ اسے کھلوا دیں۔

(مداخلت)

سینیٹر ولی محمد بادینی، جو اراکین میری تقریر سننے کے لئے بیٹھے ہیں' ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور جو نہ سننا چاہیں' وہ نہ سنیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ سنائیں' جب تک آپ سناتے رہیں گے' ہم سنتے رہیں گے۔

سینیٹر ولی محمد بادینی، جناب! 1500 ارب روپے سے زائد کا موجودہ بجٹ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے جو بذات خود ترقی کرتی ہوئی معیشت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ بلاشبہ یہ عوام دوست بجٹ ہے کیونکہ اس میں زندگی کے ہر شعبے اور طبقے کی ضروریات کو مدنظر رکھا گیا ہے۔ موجودہ بجٹ کی خصوصیات میں سے چند یہ ہیں' اس میں خاص طور پر نہ صرف سرکاری ملازمین کو relief دیا گیا ہے بلکہ اس کے ساتھ ہی نجی ملازمین کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا۔ سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں مہنگائی الاؤنس کی مد میں 15% کا اضافہ کیا گیا ہے۔ چھوٹے ملازمین کے conveyance allowance میں 50% اضافہ کیا گیا ہے جبکہ نجی ملازمین کی کم از کم تنخواہ چار ہزار روپے کر دی گئی ہے۔

پاکستان کی آزادی ہمارے لیے سب سے مقدم ہے اور ملک کے دفاع کے لیے 250 ارب روپے وقف کر کے اس مزید مضبوط کیا گیا ہے۔ یہاں ہمارے بھائی صاحبان کہہ رہے ہیں کہ کیوں 27 ارب روپے بڑھایا ہے؟ باقی چیزوں پر کسی کی نظر نہیں ہے' صرف دفاع جو ہمارے ملک کی مضبوطی ہے اور سب کچھ یہی ہے' اس پر بڑے اعتراضات ہو رہے ہیں۔ قومی ترقیاتی پروگرام

پاکستانی معیشت کے لیے بہت اہمیت کا حامل ہے' اس کو مزید ترقی دینے کے لئے 320 ارب روپے مختص کیے گئے ہیں جو ملکی ترقی اور غربت کم کرنے میں معاون ثابت ہوں گے۔ اس سے بے روزگاری میں کمی ہو گی اور مزید چار لاکھ لوگوں کو روزگار ملے گا۔

زراعت ملکی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے' پاکستان کی اکثریت زراعت پر گزارا کرتی ہے' حکومت نے زرعی پیداوار میں اضافے کے لیے ٹریکٹروں کو کسٹم ڈیوٹی سے مستثناء کر کے اور 130 ارب روپے کے زرعی قرضے دے کر محنت کش کاشتکاروں کو relief دیا ہے۔ حکومت نے آبی وسائل کے بہترین استعمال کے لیے 61 ارب روپے کی خطیر رقم مختص کی ہے اور تین مزید نئے ڈیم تعمیر کرنے کے لیے ابتدائی طور پر روپے مختص کیے ہیں۔

جناب والا! construction industry کی ترقی کی سالانہ شرح 7% تھی جس کو بڑھانے کے لیے مختلف آلات' plant, machinery اور پرزوں کی import پر sales tax ختم کرنے سے اس صنعت کو فروغ ملے گا' لوگوں کو روزگار ملے گا کیونکہ 34 مختلف قسم کی کاروباری سرگرمیاں اس صنعت سے مربوط ہیں۔ جناب والا! میری معارشات یہ ہیں لیکن معارشات سے پہلے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ موجودہ بجٹ میں ایک خاص کمی ہے کہ اس میں غریبوں کو خاص اہمیت دی گئی ہے' انس کو اشیائے خورد نوش مہیا کرنا' روزگار دینا اور ان کے allowances میں اضافہ کرنا Opposition کی نظر میں بجٹ کا کمزور ترین پہلو ہے جب کہ ہم سمجھتے ہیں کہ یہ سب کچھ وزیر اعظم صاحب اور ان کے رفقاء کی پرخلوص کوششوں سے ممکن ہو سکا ہے کہ اتنا غریب' عوام دوست بجٹ پیش کیا ہے ورنہ ماضی میں خالصتاً امیرانہ اور سرمایہ دارانہ بجٹ بنا کر بھی' اس کو عوام دوست' فلاحی اور نہ جانے کن' کن خطابات سے نوازا گیا ہے۔

میں دیکھ رہا ہوں یہاں پر چار دن سے سوئی صرف دالوں پر اڑی ہوئی ہے' آگے نہیں جا رہی۔ ایک دال' دو دال' تین دال' چار دال' سارا وقت دالوں پر آ کر رک گیا ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، دال خور بنانا چاہتے ہیں۔

سینیٹر ولی محمد بادینی، مجھے ان کے نام یاد نہیں ہیں ورنہ میں بھی ان دالوں کے نام لیتا۔ میں اپنے بھائیوں سے یہی گزارش کروں گا کہ سارے ملک کا غم کریں' صرف دالوں تک

نہ رہیں۔ جناب چیئرمین! جیسا کہ ہم سب کو معلوم ہے کہ پاکستان ہمیشہ سے اپنے افغان بھائیوں کی مدد کرتا رہا ہے اس کی وجہ سے یہاں پر مجموعی تاثر یہ پایا جاتا ہے کہ ان لوگوں کی وجہ سے ہمارے ہاں مہنگائی بڑھتی ہے' بالکل ان کی وجہ سے ہمارے ہاں مہنگائی بڑھتی ہے۔ اس بجٹ میں افغان بھائیوں کے لئے بھی تھوڑی بہت منصوبہ بندی ہونی چاہیے ۔خصوصاً اشیائے خورد و نوش اور تعمیر سے متعلق یعنی سیمنٹ وغیرہ کی مد میں کوشش کریں۔

جناب چیئرمین! سفارشات میں میری نظر میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ بنکوں سے پچیس ہزار روپے نکالنے پر جو دو فیصد ٹیکس لگایا گیا ہے وہ ختم کیا جائے کیونکہ اس طرح لوگوں کو دو دفعہ ٹیکس دینا پڑتا ہے ۔ اس پیسے پر پہلے سے ٹیکس ہے اور بنک سے نکالنے پر پھر ٹیکس لیا جائے یہ ناجائز ہے ۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ولی محمد بادینی ، بلوچستان کمیٹی کی رپورٹ شائع نہ ہونے کی وجہ سے وہاں کے عوام میں سخت بے چینی پائی جاتی ہے ۔ اگر یہ رپورٹ جلد منظر عام پر آجائے تو وہاں کے لوگوں کی تشویش ختم ہو جائے گی۔ لہذا اس رپورٹ کو فی الفور شائع کیا جائے۔مہربانی ہو گی۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ولی محمد بادینی، بلوچستان کے لوگوں کو ملازمت میں رعایت دی جائے۔ کیونکہ مرکز میں Secretary level کا کوئی بھی Officer بلوچستان سے نہیں ہے۔ جبکہ جو افسران ڈپٹی سیکرٹری level کے ہوتے ہیں۔ جب مرکز میں آتے ہیں تو پہلے ان کو مناسب Post ہی نہیں دی جاتی اور نہ ہی رہائش کی سہولت دی جاتی ہے جس سے مجبور ہو کروہ واپس چلے جاتے ہیں۔ یا چھٹی لے جاتے ہیں۔

جناب سردار یار محمد رند کی کمیٹی تھی اس کی رپورٹ منظر عام پر لائی جائے۔ بجٹ میں Mining industry کے فروغ کےلئے کوئی رقم مختص نہیں ہے۔ اس پر بھی نظرثانی کی جائے۔ کیونکہ بلوچستا ن میں جتنی معدنیات ہیں' اتنی پورےپاکستان میں نہیں ہیں۔ جناب چیئرمین! آپ وہاں کے رہنے والے ہیں ۔ آپ کو ایک ایک چیز کا پتا ہے۔ پہاڑوں کے پہاڑ

گرینائٹ کے پڑے ہیں، ماربل ہے، مٹی سے لے کر سونے تک وہاں موجود ہے۔ اس کے لئے پورے بجٹ میں کہیں بھی mention نہیں کیا گیا۔ اس کے لئے مہربانی کرکے سفارش کی جائے تا کہ اس کے لئے کچھ ہو جائے۔

دوسرا مسئلہ بجلی کی لوڈشیڈنگ کا ہے۔ جس کی وجہ سے فصلوں کو شدید نقصان پہنچ رہا ہے۔ کیونکہ بلوچستان میں 0.2% نہری علاقہ ہے باقی سب زراعت کا دارومدار زیر زمین پانی پر ہے جس کے لئے بجلی انتہ ضروری ہے۔ پہلے تو بہانہ تھا کہ دہشت گرد راکٹوں سے ٹاور گرا دیتے ہیں۔ پچھلے تین مہینوں سے کوئی بھی ٹاور بجلی کا راکٹوں سے نہیں گرایا ہے پھر بھی بارہ بارہ گھنٹے بجلی نہیں ہوتی ۔ لہذا میں صدر پاکستان اور وزیراعظم پاکستان سے سفارش کرتا ہوں کہ وہ ذاتی طور پر یہ مسئلہ حل کریں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

سینیٹر ولی محمد بادینی: حکومت نے موجودہ بجٹ میں بلوچستان کی قومی شاہراہوں کی حفاظت کے لئے کوئی منصوبہ بندی نہیں کی ہے۔ جس طرح ملک کی شاہراہوں کی حفاظت کے لئے عموما پنجاب کی شاہراہوں کے لئے خصوصی طور پیٹرولنگ پولیس اور چوکیاں بنائی گئی ہیں۔ میں سفارش کروں گا کہ اس طرز پر بلوچستان میں بھی شاہراہوں کی حفاظت کا بندوبست کیا جائے تا کہ آئے دن شاہراہوں پر ڈکیتیاں اور چوریاں ختم ہو جائیں۔

جناب چیئرمین! کل ہمارے ایک دوست، قابل ممبر صاحب نے غریبوں کے لئے یہاں جمع تفریق کی تھی۔ سترہ آدمی ایک کنبے کے لئے حساب کیا تھا۔ حالانکہ ایک کنبے کے، ایک خاندان کے چھ آدمی ہوتے ہیں۔ اور اس میں انہوں نے ساتھ برتنوں کے پیسے بھی ڈال دیئے تھے۔ غریب آدمی دو سال میں ایک بار ہی برتن خرید سکتا ہے۔ لہذا میں گزارش کرتا ہوں اپنے بھائیوں سے کہ جو صحیح نکات ہیں ان کی تعریف کریں ان کی مہربانی ہوگی۔ کیونکہ ان کا اور ہمارا مفاد ایک ہے۔ ہمارے مفاد میں اور ان کے مفاد میں کوئی فرق نہیں ہے۔ اسی ملک کے لئے وہ بھی لڑ رہے ہیں اور ہم بھی لڑ رہے ہیں۔ مہربانی کرکے پارٹی سے ہٹ کر ملکی مفاد میں کام کریں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ جناب بادینی صاحب۔ ہم بلوچستان والوں کا المیہ یہ ہے

کہ آبادی کم ہے اور کم آبادی کی وجہ سے لوگ بھی کم ہوتے ہیں۔ ہم لوگ چھ پر حساب کرتے ہیں کراچی میں سترہ پر حساب کرتے ہیں۔

Senator Zarar Iqbal Chaudhry is not around. Senator Amjad Abbas will you let us know about his where abouts. I think he is again on french leave. Senator Raza Rabbani to take the floor please.

سینیٹر میاں رضا ربانی، جناب چیئرمین صاحب میں آپ کا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے یہ موقع دیا کہ اس بجٹ کے بارے میں میں اظہار خیال کروں۔ لیکن میں ابتدا میں یہ بات بڑے واضح الفاظ میں کہنا چاہتا ہوں کہ میں کوئی economist نہیں ہوں لہذا اتنی تفصیل کے ساتھ بجٹ کے اعداد و شمار کے بارے میں اور جس خوبصورتی کے ساتھ صحیح اعداد و شمار کو چھپایا گیا ہے میں بات نہیں کر سکوں گا لیکن وہ تمام تقاریر بالخصوص اسحاق ڈار صاحب کی، سینیٹر صفدر عباسی صاحب کی، جناب سواتی صاحب کی، ان کے points کو اپناتے ہوئے میں یہ بات آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ جناب چیئرمین موجودہ حکومت کی جو اقتصادی پالیسیاں ہیں وہ ایک casino culture کو represent کرتی ہیں اور ان اقتصادی casino culture policies کی وجہ سے مدد ملی ہے cartels کو، اور آج کل cartels جو ہیں وہ پاکستان کی economy کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ موجودہ حکومت وہ ایک clique ہے industrialists کا، bankers کا، large land owners کا، سول اور military bureaucracy کا جنہوں نے فائدہ پاکستان سے اٹھایا ہے اور یہ فائدہ پاکستان کے غریب، پاکستان کے مظلوم، پاکستان کے محنت کش، پاکستان کے محنت کش، پاکستان کی middle class، پاکستان کے کم آمدنی والے لوگ، پاکستان کے retrenched workers اور وہ ہزاروں لوگ جن کے پاس نوکریاں نہیں ہیں یہ فائدہ ان کے سر پر اٹھایا گیا ہے۔ جناب چیئرمین میں یہاں صفدر عباسی صاحب کی اور دوسرے دوستوں کی اس بات کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں اور انہوں نے تو کہا کہ شاید انقلاب دستک دے رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ انقلاب کی جدوجہد شروع ہو چکی ہے اور انقلاب کی جدو جہد اس بات پر شروع ہوئی ہے کہ classes کے درمیان اتنے تفرقات اس موجودہ حکومت نے ڈال دیئے ہیں کہ class struggle اب پاکستان

کے اندر sharp ہو گئی ہے۔ جناب چیئرمین! موجودہ حکومت جو ہے اگر آپ اس کا موازنہ ماضی کے ساتھ کریں گے تو یہ بات آپ کے سامنے بالکل کھل کر سامنے آئے گی کہ موجودہ اقتصادی پالیسی اور فیلڈ مارشل ایوب خان کی اقتصادی پالیسی کے اندر بہت کم فرق ہے۔ ایوب خان کے decade of reforms کے اندر بھی دولت چند ہاتھوں کے اندر مرتکز کر دی گئی تھی' بائیس خاندان تھے جن کے پاس پاکستان کی banking and insurance 87% تھی اور 68% industry ان کے قبضے میں تھی اور آج بھی جناب والا! یہی صورتحال ہے کہ دولت چند بڑے business houses کے ہاتھوں کے لیے مخصوص کر دی گئی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ چند ملٹی نیشنلز کے ہاتھوں میں دولت کو دے دیا گیا اور اس کے اوپر جناب چیئرمین! سونے پر سہاگہ یہ ہے کہ کابینہ کے اندر وہ pecuniary interest رکھنے والے لوگ جن کے اپنے business cartels ہیں' جن کی اپنی business industry ہے وہ کابینہ کے اندر سیاسی پوزیشنیں لے کر بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین صاحب! جب ہم اس بجٹ کو دیکھتے ہیں تو یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ یہ بجٹ نہ تو کسی welfare state کا بجٹ ہے' یہ بجٹ نہ تو کسی اسلامی ریاست ہے لیکن یہ بجٹ ایک نیشنل سیکیورٹی سٹیٹ کا بجٹ ہے جہاں پر لوگوں اور اداروں کو ایک ادارے کے تحت hostage کر کے رکھ دیا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! the mere fact کہ ڈیفنس بجٹ صرف ایک لائن کا ہمارے سامنے آتا ہے اس سے یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ ہم ایک نیشنل سیکیورٹی سٹیٹ بنے ہوئے ہیں اور جب ہم نیشنل سیکیورٹی سٹیٹ ہیں تو ہم یہ دیکھتے ہیں کہ 250 billion Rupees ایک one line budget ہے۔ اس لیے ہم یہ دیکھتے ہیں کہ civilian مد کے اندر 35 billion Rupees کی pensions جو فوجی لوگوں کو دی جاتی ہیں وہ وہاں پر موجود ہیں۔ اس لیے جناب چیئرمین! ہم دیکھتے ہیں کہ آج بھی جن pensions کو increase کرنے کی بات کی گئی ہے تو جب پریس کانفرنس ہوتی ہے تو وہاں پر وزیر اعظم کے Advisor کو یہ بات point out کی جاتی ہے کہ کتنے لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکیں گے کیونکہ ان میں سے زیادہ تر تو اپنی قبروں میں پہنچے ہوئے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ یہ ان فوجی جوانوں کے لیے کیا گیا جو early retirement لیتے ہیں۔ لہٰذا benefit اگر وہاں پر بھی دیا جا رہا ہے تو سول اور ملٹری کے اندر ایک

تفرقہ پیدا کر دیا گیا۔

اسی طرح جناب والا! دوسری مدوں کے تحت جو بجٹ Civil Armed Forces and Armed Forces کے دوسرے اخراجات کے لیے ہے اگر ان تمام چیزوں کو ہم اکٹھا کرتے ہیں 310 billion کے قریب وہ figure جا کر پہنچتی ہے۔ تو اگر یہ نیشنل سیکورٹی سٹیٹ نہیں ہے تو پھر یہ کیا ہے! جناب والا! جب ہم ایک نیشنل سیکورٹی سٹیٹ ہیں تو پھر یہ بات سامنے آتی ہے اور سمجھ میں آتی ہے کہ موجودہ حکومت کی پالیسیاں کس رخ پر جا رہی ہیں ۔ کیونکہ ہم نیشنل سیکورٹی سٹیٹ ہیں اور باہر سے حکومت کو acceptability لینی ہے لہذا حکومت ایک international monetary agenda پر چلنے پر مجبور ہے۔ جناب چیئرمین! وہ international monetary agenda کیا ہے! کہ پاکستان کی economic life line کے جو projects ہیں ان پر قبضہ کیا جائے اور ان کو cripple کیا جائے۔ پاکستان کی جو backbone of the economy ہے agriculture sector اس کو ختم کیا جائے۔ جناب والا! اس حکومت کی policies are fashioned to suit the international monetary agenda- اور جب ہم دیکھتے ہیں تو پہلی بات ہمارے سامنے یہ آتی ہے کہ جب نجکاری کی جاتی ہے تو foreign ہاتھوں کے اندر under, multinationals کے ہاتھوں کے under پاکستان کے life line projects کو دے دیا جاتا ہے جس میں KESC, Steel Mills, Oil and Gas, PTCL یہ تمام پاکستان کے stragetic assets ان کو foreign اور multinationals کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا ہے۔ اگر کل کو کوئی بھی بین الاقوامی طور پر western capitalist ان میں سے ایک کو کہہ دے کہ تم پاکستان کی economy کو bring it to a grinding stop, they will be in a position to do it Mr. Chairman کیوں کہ آپ کے تمام economic projects ان کے ہاتھ میں ہیں۔ لہذا آپ نے پاکستان کی economic sovereignty کو گروی رکھ ہی دیا تھا لیکن اب آپ نے پاکستان کی political sovereignty کو بھی گروی رکھ دیا ہے۔ پھر جناب چیئرمین! اگر ہم مزید آگے چلیں تو ہم جب یہ دیکھتے ہیں کہ پچھلے سال کی budgetted figures سے آج agriculture 2.5 percent پر کھڑا ہو جاتا ہے تو یہ بھی سامنے آتا ہے کہ کس طرح deliberately پاکستان کی agricultural backbone کو economy کی backbone کو بین

الاقوامی مالیاتی سامراج کے ایجنڈے اور programme کے تحت cripple اور crush کیا جا رہا ہے۔ جناب چیئرمین! ذرا آپ مزید آگے چلیں، جب ہم ان کے اپنے budget figures کو دیکھتے ہیں تو جناب چیئرمین صاحب! ہم یہ دیکھتے ہیں کہ

there is a decline in the collection of sales tax by 2.4 percent and textile duty by 3.4 percent. This shows Mr. Chairman that there is a decline in domestic output. On the other hand Mr. Chairman, there is an increase of 12.4 percent in the customs duty which means that there is an increase in the imports. This clearly shows that through deliberate policy, domestic production is being reduced and there is a move to import orientation of the economy. This is further proof of the fact Mr. Chairman

کہ ہم پاکستان کو بین الاقوامی لوگوں کی منڈی بنانا چاہتے ہیں اور ہم اپنی industry cripple کر رہے ہیں۔ جناب چیئرمین! بہت کہا گیا کہ بہت direct foreign investment ہوئی لیکن ہمیں اس بات کو بھی مدنظر رکھنا چاہیے کہ اس direct foreign investment کے اندر privatization کی جو اونی پونی proceeds ہیں وہ بھی foreign investment کا حصہ ہیں لیکن اس foreign investment نے پاکستان کے غریب کو کیا دیا؟ کیا اس نے jobs generate کیں؟ ہرگز نہیں، کیوں؟ کیوں کہ کوئی major project نہیں لگا۔ ہاں McDonald کھلا، Pizza Hut کھلا، KFC کھلا ایسی چیزیں ضرور کھلیں جن کی وجہ سے آپ کے پاس investment آئی لیکن direct major projects نہیں لگے جس کی وجہ سے آپ کی employment generate ہوتی اور اس کے برعکس جب آپ نے privatize کیا تو آپ کے privatization کی نظر ہوتے golden hand shake, forced retrenchments سامنے آئیں اور آپ نے کم تنخواہ والے لوگوں کو نوکریوں سے نکالا اور IMF and World Bank کے کہنے پر consultants کو ہزاروں اور لاکھوں روپے کے monthly contracts پر آپ نے companies میں رکھا۔

جناب چیئرمین صاحب! ہمیں یہ بھی دیکھنا ہو گا کہ یہ جو direct foreign

investment آئی ہے' یہ کماتے پاکستانی روپے میں ہیں' یہ پاکستان کے غریب عوام کا استحصال کرتے ہوئے کماتے ہم سے ہیں اور remit اپنے profits foreign exchange کے اندر کرتے ہیں تو کیا یہ economy کے اوپر ایک بہت بڑا burden نہیں ہے۔ چلتے چلتے مجھے یہ بھی بات یاد آئی جناب چیئرمین صاحب کہ پچھلے سال recommendations دی گئی تھیں کہ Tractors پر duty zero percent کر دی جائے لیکن حکومت کی طرف سے یہ بات آئی کہ ہم اپنی internal industry کو protect کرنا چاہتے ہیں لہذا ہم tractors پر import duty 0% نہیں کر سکتے لیکن اس بجٹ میں vested interests کے ٹولے نے' جو حکومت کے اندر موجود ہے' بین الاقوامی ایجنڈے کو آگے بڑھاتے ہوئے tractors پر import duty 0% کردی تاکہ اپنا tractor رل جائے اور باہر سے tractors vested interest import کر سکیں تاکہ ان کے اپنے bank balance بڑھتے رہیں اور ملک بھاڑ میں جائے۔

جناب چیئرمین! اب ہمیں یہ بھی جائزہ لینا ہوگا کہ حکومت کی جو پالیسیاں ہیں' اقتصادی پالیسیاں ہیں' اس سے پاکستان کے عوام کو کیا ملا۔ جناب چیئرمین! جب ہم دیکھتے ہیں تو سب سے پہلے پاکستان کی تاریخ کی بلکہ میں کہتا ہوں کہ اس صدی کی سب بڑی right sizing and down sizing جو ہوئی وہ موجود حکومت کے دوران ہوئی۔ جناب چیئرمین! اس دور میں economic وجوہات کی وجہ سے suicide rate آسمان پر پہنچا۔ جناب چیئرمین! middle class اور lower middle class, inflation, مہنگائی اور بیروزگاری کے چنگل میں پھنس کر اس بات پر مجبور ہوگئے ہیں کہ وہ اپنے جسموں کو فروخت کریں تاکہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں۔ جناب چیئرمین! اس حکومت کی اقتصادی پالیسی نے ہمیں کیا دیا کہ آج پاکستان کے بڑے بڑے شہروں میں لوگ contaminated water پینے سے ہلاک ہو رہے ہیں۔ Unemployment privatization کی وجہ سے بڑھ رہی ہے۔ Trade Union activities پر ban ہے اور سرمایہ دار کو اس کا وہ cherished حق of hire and fire واپس دے دیا گیا ہے تاکہ مزدور کو وہ جب چاہے ٹھوکر مار کر' لات مار کر اپنے روزگار سے نکال دے۔

جناب چیئرمین! cronyism and cartels اس دور میں بڑھے ہیں۔ اب آئیے جناب چیئرمین! ذرا cartels پر بات کرلیں۔ تکواری گروپ جس نے سٹیل مل خریدی' which is a

part of the consortium to which the Steel Mills has been sold and this is very interesting, Mr. Chairman! it has been granted permission for a three million Billet plants near Port Qasim. In January, this year, the Government issued an SRO that favours the same group at the cost of all other units located within KEPZ. Under SRO 461 issued in June, 2004, the Government had restricted all units at the KEPZ to export only 20% of their products in the tariff area of Pakistan while 80% had to be shipped compulsorily to foreign countries but in January this year, the same group has been excluded from the jurisdiction of SRO 461 and as and when, the Mills will come into production, it will be allowed to market its entire products in the tariff area of Pakistan.

جناب چیئرمین! یہ specialرعایت اس cartel کو کیوں دی گئی؟ یہ special رعایت ان کو کیوں دی گئی اور کیوں ایک foreigner کے ہاتھ میں پاکستان کی Steel industry کو جو mother of all industries ہے اس کو مرکوز کردیا گیا تاکہ وہ monopoly ان کے ہاتھوں میں ہو اور اس گروپ کے لیے اگر آپ دیکھیں تو جب privatization of the Steel Mills پر بحث ہوگی تو ہم اس پر بات تفصیل سے کریں گے کہ کس طرح CBR کو بٹھا کر تمام cases ختم کروائے گئے اور وہ تمام tax liabilities Government of Pakistan نے فوری طور پر پوری کیں تاکہ ان کو بغیر کسی liability کے مل سکے۔

جناب چیئرمین! The Government seeks legitimacy جو دوسرا ہمارے cartel سامنے آتا ہے وہ sugar barons کا cartel ہے۔ The price of sugar short up from Rs. 21 per k.g. to Rs.45.

جناب چیئرمین! اس کے بعد جب وہ 37, 38 کے اوپر stablized ہوئی تو آپ کو یاد ہوگا کہ ۲۷ فروری کو NAB نے بڑے ڈھول ڈھمکے کے ساتھ کہا کہ ہم اس کی investigation کر رہے ہیں۔ اور اگر کوئی بھی شخص چاہے وہ Parliamentarian ہو، چاہے وہ Minister ہو

چاہے وہ کوئی بھی ہو، اگر کوئی بھی شخص اس کے اندر ملوث ہوا تو ہم اس کے خلاف action لیں گے۔ لیکن جناب چیئرمین! پھر مارچ کے مہینے میں جب کابینہ کے وزراء جنرل مشرف سے ملے تو انہوں نے کہا کہ یہ انکوائری بند کرو ورنہ ہم قیمتوں کو مزید بڑھا دیں گے۔ NAB نے یہ انکوائری drop کردی۔ NAB نے جب یہ انکوائری drop کی تو یہی کہا کہ ہمیں ڈر ہے اگر ہم نے یہ انکوائری جاری رکھی تو قیمتیں بڑھ جائیں گی۔

جناب چیئرمین! آپ کو یاد ہوگا کہ وزیر اعظم نے اور آغا صاحب کو بھی یاد ہوگا کیونکہ یہ اس meeting میں غالباً ضرور ہوں گے۔ PML(Q) کی میٹنگ ہوئی اور وہاں پر ان کو کہا گیا کہ آپ اس کے خلاف انکوائری کیوں نہیں کررہے تو انہوں نے جواب دیا کہ Budget Speech کے اندر پوری تفصیل کے ساتھ بتایا جائے گا کہ وہ کیا وجوہات تھیں جس نے sugar prices کو perpetuate کیا۔ لیکن افسوس کے ساتھ بجٹ تقریر اس مسئلے کے اوپر خاموش ہے۔ لیکن ہمارے چند سوالات ہیں اور چند حقائق ہیں جو میں سمجھتا ہوں کہ ریکارڈ کے اوپر آنے چاہییں اور وہ ہیں جناب چیئرمین!

1. Is it not a fact that NAB judicial inquiry established that sugar was being hoarded by industrialists to jet up domestic prices in line with the international price of sugar?

2. Is it not a fact that the NAB inquiry was discontinued after sugar industrialists, most of them Cabinet Ministers threatened to further increase the price of sugar, if the probe continued, in a meeting with Gen. Mushrraf?

3. Is it not a fact that the 2003-2004 season, the Mill owners forced the Government into procuring their surplus stock if they wanted them to pay outstanding dues of the growers?

4. Is it not a fact that for the aforesaid purpose the Federal Cabinet approved the credit line of 4 billion rupees?

5. Is it not a fact that during the 2002-2003 season, the TCP lifted sugar stocks of 100 thousand tons at Rs. 15 per k.g. from the Mill owners which was subsequently, exported at Rs. 12 per k.g, thus the TCP incurred a loss of Rs. 70 million?

6. Is it not a fact that the Mill owners created an artificial shortage to bring up the domestic prices?

7. Lastly, Mr. Chairman! is it not a fact that under pressure of the sugar barons in April this year, the Ministry of Finance which is headed by the Prime Minister directed the CBR to depute sales tax officials at all the 79 Mills of the country to check hoarding? Shortly thereafter, these officials were withdrawn as a quid pro quo for Pakistan Sugar Mills Association's consent to allocate 10% of its production to the Utility Stores.

8. Lastly, Mr. Chairman! is it not a fact that India made an offer to barter wheat for sugar? This offer came amid claims by the Prime Minister that the country was going to have a bumper wheat crop, to circumvent this move overnight revision of wheat production estimate was made by the Federal Ministry of Food. From sugar Mr. Chairman! let us move to another cartel and that is the cement cartel, how the cement cartel took the prices of cement bags to 400/-.

اور اب وہ کہیں آ کر 320/-, 340/- پر کھڑی ہوئی ہے لیکن اس کے بھی seeds 2003 میں، جب شوکت عزیز صاحب خود Finance Minister تھے تو انہوں نے ہی اس کے seeds بوئے تھے، جب انہوں نے announce کیا تھا 25% relief in the excise duty اور جیسے جیسے بنکوں نے construction اور گھروں کے لئے قرضے دینے شروع کئے، ویسے ویسے ان mills

نے اپنی production کم کرنی شروع کر دی تا کہ قیمتوں کو مزید بڑھایا جائے۔

جناب چیئرمین! آئیے ایک اور cartel کی طرف چلیں اور وہ cartel stock exchange کا ہے۔ کس طرح کراچی میں stock exchange کو manipulate کیا گیا' stock exchange کس طرح اوپر نیچے گئی اور کس طرح سے تمام لوگوں کے پیروں کے نیچے سے رت نکال دیا گیا اور کس طرح جو چھوٹے investors تھے ان کو اپنے گھر بار بیچنے پڑے لیکن آج دن تک اس کی قسم کی کوئی inquiry نہیں ہوئی۔ آئیے جناب چیئرمین ایک اور cartel کی طرف چلتے ہیں اور مجھے یہ بات افسوس کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ یہ پہلی مرتبہ ایسے ہو رہا ہے کہ خود state owned enterprises جو ہیں وہ cartels کا حصہ بن رہے ہیں تا کہ consumer prices کو اونچا بڑھا دیا جائے۔ اس میں اگر ہم دیکھیں کہ ایک deliberate move کے تحت جب سیمنٹ کا cartel بنا تو جو ہماری Fauji Cement Mills تھیں انہوں نے بھی اپنی وہی پالیسی اپنائی۔

جناب چیئرمین صاحب! cartels کا قصہ یہاں پر آ کر نہیں رکتا' جو سب سے بڑا cartel اور جو سب سے ناسور cartel ہے وہ deregulation کی صورت میں oil prices پر ہے کہ کس طرح ہر 15 دن کے بعد' اور مجھے یہ بات حیرت انگیز لگتی ہے کہ جب حکومت اور غالباً if I remember correctly کہ Prime Minister نے کہا کہ ہر 15 دن کے بعد جب پیٹرول کی price بڑھتی ہے تو کوئی mini budget نہیں آتا' Prime Minister House میں تو mini budget نہیں آئے لیکن لیاری میں' کوئٹہ میں' مستونگ میں' پھاور میں' سیالکوٹ میں' قصور میں جناب چیئرمین ہر 15 دن کے بعد ایک نیا mini budget آتا ہے جب قیمتیں آسمان سے باتیں کرنا لگ جاتی ہیں۔ کام یہ تمام کا تمام ملی بھگت کے تحت کیا جا رہا ہے جس میں multinational companies, oil companies تمام تر profit اٹھا کر اپنے گھر لیجا رہی ہیں' وہ profit بھی ' وہ taxes and duties بھی جو Government of Pakistan کو نہیں جاتیں لیکن وہ taxes and duties صرف اور صرف multinational companies اپنے پیٹ میں اور اپنے منافع میں لے کر جاتی ہیں اور غریب پاکستانی اس کے بوجھ تلے پستا چلا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین صاحب! ایک پالیسی ہو تو آدمی اس پر روئے۔ اب privatization کی جانب آ جائیے۔

Mr. Deputy Chairman: Raza sahib, I am not looking at my watch.

Senator Mian Raza Rabbani: I am looking at my watch sir, I will just hurry it up. So, you got no speakers also.

اب جناب چیئرمین! میں آپ کو privatization کی پالیسی کی طرف لے کر جا رہا ہوں۔ موجودہ حکومت کی privatization policy مکمل طور پر فیل ہو چکی ہے' اس privatization policy میں کسی قسم کی کوئی transparency نہیں ہے۔ تمام جو بڑی بڑی deals ہوئی ہیں ان کو آپ اٹھا کر دیکھ لیں کہ they all lack transparency, they all stink. جناب چیئرمین! پاکستان کے strategic assets کو غیر ملکیوں کے ہاتھوں فروخت کر دیا گیا۔ حبیب بنک کے ساتھ کیا ہوا۔ اس floor پر ہم نے بات اٹھائی اس وقت اس بات کو seriously نہیں لیا گیا لیکن آج حبیب بنک کے حقائق آپ کے سامنے ہیں۔

KESC کی privatisation میں کیا ہوا؟ پہلے ایک کو privatise کر کے دیا' وہ نہیں مانے' پھر آپ بھاگتے بھاگتے ان کے پیچھے گئے وہ پھر بھی نہیں مانے پھر آپ کو دوسرے کو privatise کر کے دینا پڑا' پھر بھی آپ نے Siemens کو اٹھا کے دیا اور Siemens کو جب آپ نے اٹھا کے دیا تو آج جو کراچی کا حشر ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ privatisation بھی اس international agenda کا حصہ ہے کہ کراچی جو پاکستان کا صنعتی شہر ہے اس کو cripple کر دیا جائے کیونکہ آج SITE والے یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ہم اپنے export target کو meet نہیں کر سکیں گے۔ پاکستان کو بین الاقوامی منڈی بنایا جائے۔ پاکستان کی economy کو' پاکستان کی indigenous industry کو cripple کر دیا جائے۔

آج کراچی کا یہ حشر ہے کہ سات بجے کے بعد دکانوں کو بند کرنے کا حکم دے دیا گیا ہے۔ ہم اس اقدام کو condemn کرتے ہیں اور ہم demand کرتے ہیں کہ اس حکم کو فوری طور پر اٹھا لیا جائے اور اس کے ساتھ ساتھ جناب چیئرمین! کیا بات آتی ہے؟ جناب امریکہ کہتا ہے' IMF اور World Bank کہتے ہیں کہ ہم فنڈ کرنے کے لیے تیار ہیں کہ پاکستان بجلی Central

Asian States سے خریدے اور ابھی یہ بات کہہ ہی رہے ہوتے ہیں تو دو امریکی کمپنیاں بھی سامنے آ جاتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہم اس project کو آگے لینے کے لیے تیار ہیں تو KESC کس لیے privatise کیا گیا؟ ملک کے اندر ایک artificial power crisis کس لیے create کیا جا رہا ہے تا کہ اس کو بھی بین الاقوامی ہاتھوں کے اندر دے دیا جائے۔

جناب چیئرمین صاحب! سٹیل مل کا قصہ کہانی تو آپ کے سامنے ہے۔ کس طرح سٹیل مل کو اونے پونے داموں بیچ دیا گیا اور اب پی ٹی سی ایل کے بارے میں آپ نے غلط اعداد و شمار ان کو دیئے۔ جو آپ کا پہلا agreement تھا اس سے وہ ہٹ گئے۔ انہوں نے آپ کو payment نہیں کی۔ پھر آپ بھاگے اور جنرل مشرف کو خود intervene کرنا پڑا اور اس کے بعد ایک نیا agreement ہوا اور افسوس کی بات یہ ہے کہ پاکستان کے عوام تو ایک طرف اس پارلیمان کو بھی اس نئے agreement کے بارے میں نہیں بتایا گیا کہ اس نئے agreement کے کیا خدوخال ہیں۔ کونسا وہ nuclear programme ہے کہ وہ پاکستان کے عوام کو نہیں بتایا جا سکتا۔

It is the family silver which is being sold and it is by right that I should know as to on what rate and what terms and conditions that silver has been sold, Mr. Chairman.

اب جناب چیئرمین! آئیے ہم یہ دیکھیں کہ یہ بجٹ کس طرح peoples budget نہیں ہے۔ سب سے پہلے تو مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے اس کے اندر کوئی economic policy یا طریقہ کار نہیں دیا گیا۔ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لیے جناب چیئرمین! دو باتیں کہی گئی ہیں اور جس کو روز پی ٹی وی چلا رہا ہے ۔ ایک یوٹیلٹی سٹور اور دوسرا Price magistrate. اتنے بڑے مہنگائی کے سیلاب کو یہ دو چیزیں regulate کریں گی اور آئیں ان دونوں چیزوں کی حقیقت ہم دیکھ لیں۔

Mr. Chairman! there are a total 380 tehsils in Pakistan, out of which 182 tehsils do not have utility stores. The total number of utility stores run by the corporation are 560. Mr. Chairman! there are about 6300 Union Councils in the country and out of them only about 200 of these

union councils have Utility stores. Those Utility stores are also in the big cities. For example, Mr. Chairman! the city of Islamabad where the white revolution is already seen, there has 26 Utility stores and Mr. Chairman! your province, the largest province of the federation has a total number of 20 Utility stores. Mr. Chairman! look at the difference, Islamabad the capital the elite of the elitists, where the white revolution has already come, 26, Balochistan the biggest province, 20, the disparity speaks for itself and how large masses of people, the common working people of Pakistan will benefit from the Utility Stores. I rest the case for you Mr. Chairman to decide.

اب آئیے جناب چیئرمین! دوسری طرف ' آئیے جناب چیئرمین! Price Magistrate کی طرف چلتے ہیں برطانوی راج کا Price Magistrate آئے گا اور وہ ایک magic wand کے ساتھ تمام قیمتوں کو کنٹرول کرے گا۔ جناب چیئرمین!

This is the biggest fraud which has been perpetuated on the poeple of Pakistan and it is the biggest fraud been perpetuated on the statutes. Mr. Chairman! already on the statute book the Price Control and Prevention of Profiteering and Hoarding Act 1977 is already there on the statute book. It is an act which deals with profiteering, with hoarding, the manner in which the goods can be confiscated, the manner in which trial will take place and under this act Mr. Chairman! fixation of prices and under this act Mr. Chairman the power to try offences summarily

یہاں پر تو پھر بھی وہ purport کی تاریخ dates adjournments کا طریقہ کار چلے گا۔اس act کے تحت summarily First Class Magistrate یہ ہی اپنے اس فنانس بل میں لے کر آئے ہیں کہ First Class Magistrate جو ہے وہ summararily اس کے تحت جو ہیں

چیئرمین وہ cases چلا سکتا ہے ۔ ایک قانون تو یہ موجود ہے۔ Federal Government کے پاس' جناب چیئرمین! دوسرا ہے یہ جو میں کہہ رہا ہوں It's a big fraud on the statute یہ کیوں عوام کو بیوقوف بنانا چاہتے ہیں ۔ دوسرا Mr, Chairman! Section 133 of CrPC اور اس کے اندر بھی جناب چیئرمین! conditional order for removal of new census trade occupation, کا First Class Magistrate ہے trial اور اس کے پاس بھی keeping of good merchandizes injurious یہ تمام چیزیں جو ہیں وہ موجود ہیں۔ تو پہلے ہی سے دو قانون موجود ہیں اور آپ یہ نیا جو Price Magistrate لے کر آئے ہیں اس سے کوئی فرق نہیں پڑنے والا ۔ جناب چیئرمین صاحب! اس کے بعد very quickly اگر آپ آگے چلیں تو یہ بات آپ کے سامنے آئے گی ۔

The people drawing higher salaries both in public and private sectors will benefit much more than people from lower salary groups from the income tax relief that is proposed. A person whose annual gross income comes to 2 lacks eighty eight thousand rupees will now pay rupees twelve thousand less per annum under the head of income tax. On the other hand a person drawing the gross salary of over seven lacks will, get a benefit of rupees twenty three thousand per annum, the more the gross income of the employee, the more tax relief he gets under the system.

تو یہاں پر بھی multi- national جو بڑی کارپوریشن کے اندر کام کرنے والے ہیں۔ان کو tax relief جو ہے وہ زیادہ ملے گا اور اسی طرح جناب چیئرمین صاحب! آگے چلیں۔

جناب چیئرمین! اسی طرح آگے چلیں۔ Salaries کے اندر جو ۱۵ فیصد increase ہوئی ہے۔ وہ بھی جس کی تنخواہ زیادہ ہو گی' اس کو وہ زیادہ benefit کرے گی۔

The introduction of fixed rate of 5% witholding tax on residential earnings will decrease the income tax liability of bigger houses while it will have a negative effect on the owners of small residential houses.

جناب چیئرمین صاحب! خود انہوں نے admit کیا ہے کہ banks نے profit کا 99 billion بنایا۔ چھوٹے لوگوں کے پیسے نکالنے کے اوپر ڈیوٹی تو آپ نے بڑھا دی لیکن 99 billion کا جو profit وہاں پر بنا اس کے اوپر کسی قسم کا کوئی tax نہیں لگایا اور پھر کہا جاتا ہے کہ یہ غریب کا بجٹ ہے۔ Luxury cars کے اوپر جو Pajero, Prados, Mercedes آ رہی ہیں ان کے tax structure کے اندر کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔

جناب چیئرمین! اسی طرح جو sale of property پر جو tax لگا اس کو بھی اگر آپ دیکھیں تو وہاں پر بھی جو elite class ہے جن کے plots وغیرہ Defence Housing Society, اور Cantonments کے اندر ہیں' ان کو تحفظ دیا گیا کیونکہ اور کہا گیا ہے کہ وہاں پر پیسوں کا نہیں بتایا جاتا۔

It is simply a transfer of name from one to the other. It is simply a transfer from one side to the other, from one name to the other name.

جناب! وہاں پر کہا گیا ہے کہ it will be taken at flat rate of Rs. 50 per square foot. جناب چیئرمین! taxes کی بات ہے تو taxes میں اس بجٹ کے آنے سے پہلے petrol prices کو increase کر دیا گیا' Gas charges کو بڑھا دیا گیا جو یکم جولائی سے لاگو ہوں گے۔ اسی طرح بجلی کی قیمت کو بھی بڑھایا گیا ہے۔ اب جناب چیئرمین! I will just take 5 minutes and then I will conclude. اب جناب چیئرمین صاحب!

I come to one of the most important question and that is the question of the NFC Award. It will be recalled that some times back Mr. Chairman! the Chief Ministers had publicly announced that they had empowered General Musharraf to give a new NFC Award. In persuance of this a provisional order has been issued which is conferring a new NFC Award. Mr. Chairman, this order is *ultra vires* and violative of the Constitution because under Clause 4 of Article 160 of the Constitution; the recommendations are to be made by the Commission and the President

can only notify those recommendations that are made by the Commission. Here admittedly there were no recommendations that were made and no Chief Minister, no Cabinet Minister can empower the President to give on his own an NFC Award. Therefore, the award that has been announced is *ultra vires* of the Constitution and against the spirit of Clause 4 of Article 160 of the Constitution.

Mr. Chairman! sir, during last 5 years of this Government Rs. 140 billion of the provinces have been used for the budget deficit. 50% of the containment of the Federal deficit in this budget policy is also the burden on the provinces. In the PSDP 10% of the burden has been shifted to the provinces. And now, Mr. Chairman, I come to the Finance Bill. It is most unfortuanate, I am grateful to Mr. Ranjha, he is not here today, that he pointed it out and he has taken a very resolute position on it, that through the Finance Bill 2006, that the Government has laid before the National Assembly, 21 substantive laws Mr. Chairman! have been laid before the National Assembly to be passed. This is an attempt, Mr. Chairman! to rob and deprive the Senate of Pakistan of its right to legislate, as such it is a breach of privilege of the Senate because Article-70 stipulates that a bill other than a money bill shall be initiated in either House and shall be passed by both Houses before it becomes a law. Mr. Chairman! by no stretch of imagination, can any of those 21 laws which have been given, the CrPC seeks to be amended by this. The Customs Act seeks to be amended by this and under no stretch of imagination can you say that they fall within the ambit of Article-73 of the Constitution that describes a

money bill. Mr. Chairman! it is not my fault, if the Speaker goes ahead and ratifies that CrPC is also within the ambit of 73. It is a breach of privilege of the Senate and on the floor of the Houe let me make it abundantly clear that I intend to take it up as breach of privilege and I will move a privilege motion that why the Senate has been dropped of its rights to legislate on 21 accounts, on 21 pieces of legislation. This was done last year and I have now been told by my colleagues that the Government had given an assurance that it will not be done in next year but these assurances are hollow. This assurance came last year as well and it has been repeated, it has been repeated more vociferously this year, last year there were perhaps 728 laws, this year there are 21 laws Mr. Chairman.

Mr. Chairmna! finally, I would like to say that the para in sub clause (b) of Article 84 clearly stipulates that the supplementary budget statement or the excess budget statement shall be laid before the National Assembly and that the provision of the Article 80 and 83 shall apply to those statements, as they apply to the annual budget statements that means and tradition holds. Mr. Chairman! and when the budget is laid the supplementary budget is also laid with it.

میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ پچھلے ایک یا دو ادوار کو چھوڑ کر آپ اگر National Assembly کے record سے دیکھ لیں، آپ اگر Finance Ministry سے خود پوچھ لیں تو آپ کو کہیں گے کہ ماضی کے اندر یہ اکٹھے lay ہوتے آئے ہیں لیکن یہ اس دفعہ اور پچھلی دفعہ اس لئے lay نہیں کئے گئے تا کہ جو شاہ خرچیاں ہیں، وہ چھپی رہیں۔

That much for transparency. I am grateful to you Mr. Chairman! for the indulgence that you have shown. Thank you sir.

(Desk thumping)

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much Raza Rabbani sahib, thank you very much for updating us and keeping us awake during our fiesta time. Both the tall ladies, they are not around, Madam Nilofer Bukhtiar and Agha Pari Gul, their bigger things up their sleeves. Zafar Iqbal Chaudhry, you are on the whole, please take the floor. When I was young, Senator Baig sahib, we saw movies about Laurel & Hardy and when I talk about Zafar, I think about Laurel and when I talk about Senator Amjad Abbas, I think about Hardy. Thank you.

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری، جناب چیئرمین! Thank you آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ میں اس Budget کے حوالے سے کچھ کہنا چاہوں گا' میں وہ زوردار تقریر نہیں کر سکتا رضا ربانی صاحب نے جس سے ہمیں محظوظ کیا ہے۔ اپنے چند الفاظ کے ساتھ یہ Budget موجودہ حکومت کی کامیاب معاشی پالیسیوں کا منہ بولتا ثبوت ہے' اس Budget کو ہم عوام دوست' صنعت دوست' کسان دوست قرار دے سکتے ہیں' 150 billion کا یہ بجٹ پاکستان کی تاریخ کا سب سے بڑا بجٹ ہے جس میں پاکستان کے ہر طبقہ فکر کا خیال رکھا گیا ہے خواہ وہ کسان' سرکاری ملازم' صنعتی ورکر' صنعتکار یا student ہو۔ اس بجٹ میں ان کے لیے بہت کچھ کرنے کے لیے رکھا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! اس سے پہلے جب بجٹ کی آمد آمد ہوتی تھی تو لوگوں میں ایک عجیب خوف سا پایا جاتا تھا کیونکہ عوام یہ سمجھتے تھے کہ اب IMF کے نمائندے حکومت کے مختلف departments میں بیٹھ کر اپنی مرضی کی policy, اپنی مرضی سے' اپنے مفادات کے لیے بنائیں گے اور بجٹ میں ان taxes میں اضافہ کریں گے اور پورا سال عوام کے خون سے ان taxes کو حاصل کیا جائے گا لیکن جناب چیئرمین! اب خدا کا فضل و کرم ہے کہ حکومت کی کامیاب پالیسیوں کے نتیجے میں IMF کو ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خدا حافظ کہہ دیا گیا ہے اور اب ہم ایک آزاد معاشی حیثیت سے اپنی پالیسیاں بناتے ہیں۔ یہ اسی کا نتیجہ ہے کہ اس وقت

پاکستان دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کر رہا ہے۔ اس وقت پاکستان ماشا اللہ ایشیاء کی ایک ابھرتی ہوئی economy کے طور پر سامنے آیا ہے۔ اس سلسلے میں، میں موجودہ حکومت، صدر پاکستان اور اپنے بھائی عمر ایوب صاحب جو ابھی یہاں موجود نہیں ہیں، ان سب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

موجودہ حکومت نے کوئی نیا ٹیکس لگائے بغیر عوام کی فلاح و بہبود کے لیے بے شمار کام شروع کیے ہیں اور اس کے لیے 435 billion کی ایک خطیر رقم رکھی گئی ہے جب کہ پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ اس کے علاوہ اس بجٹ میں کسانوں کو relief دینے کے لیے بھی بہت کچھ کیا گیا ہے۔ کھادوں اور ٹریکٹروں کی صورت میں subsidy دی گئی ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! میں پچھلے دنوں یورپ میں ایک agriculture conference کے سلسلے میں گیا تھا تو وہاں پر ایک slogan ہر جگہ موجود پایا "help the farmer, serve the nation". میری بھی یہی رائے ہے کہ اس وقت تک ہم ملک میں معاشی ترقی کے خواب کو پورا ہوتا نہیں دیکھ سکتے جب تک ہم ملک کی 70% آبادی کو معاشی طور پر مستحکم نہیں کر لیں گے۔ اس ملک نے اگر معاشی طور پر مضبوط ہونا ہے، اس ملک کو اگر معاشی طور پر مضبوط دیکھنا ہے تو اس کے ضروری ہے کہ کسانوں کے لیے جو اس ملک کی آبادی کا 70% ہیں، کچھ نہ کچھ کرنا ہے اور اس حکومت نے اس کے لیے خاطر خواہ اقدامات کیے ہیں۔ چیئرمین صاحب! اس کے علاوہ پچھلے دنوں جو crisis آتے رہے، خواہ وہ sugar, cement یا دالوں کے حوالے سے ہوں، اس بارے میں میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ وہ اس کے لیے ایک independent commission تشکیل دے، وہ آزادانہ طور پر اپنی تحقیقات کو مکمل کرے اور پھر جو لوگ بھی اس میں ملوث پائے جائیں ان کو قرار واقعی سزا دی جائے۔

دالوں کی import کے سلسلے میں حکومت نے subsidy کا اعلان کیا ہے۔ اس سلسلے میں میری ایک گزارش ہے کہ وہ subsidy import کی بجائے کسانوں کو shift کی جائے تاکہ وہ اپنی فصل پر بہتر طور پر توجہ دے سکیں۔ چیئرمین صاحب! پولٹری کی صنعت اس وقت سخت crisis سے گزر رہی ہے، حکومت نے اس کی revival کے لیے ایک ارب کی رقم رکھی ہوئی ہے، میرے خیال میں یہ بہت کم ہے کیونکہ یہ industry جس crisis سے گزر رہی ہے اس کی revival کے لیے حکومت کو یہ رقم دگنی کرنی چاہئے اور اس کے لیے ٹھوس اقدامات

کرنے چاہییں تا کہ آنے والے وقت میں اس پریشانی سے چھٹکارا حاصل کر سکیں۔

جناب چیئرمین! اس بجٹ میں حکومت نے بعض ایسی ترامیم کرنے کی کوشش کی ہے جن کا تعلق براہ راست قانون سازی سے ہے ۔ وہ اس Money Bill کا حصہ نہیں ہیں ۔مثلاً مجسٹریٹی کے نظام کو بحال کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے ۔ اس کے لئے باقاعدہ legislation ہونی چاہیے تھی ۔ اس کو قومی اسمبلی کے علاوہ سینیٹ میں بھی اس کو زیر بحث لانا چاہیے تھا ۔ یہ ایک غلط روایت ڈالنے کی کوشش کی جا رہی ہے اور ہم اس کی بھرپور مذمت کرتے ہیں ۔

جناب چیئرمین! میثاق جمہوریت کے بارے میں ۔ چیئرمین صاحب ہنس زیادہ رہے ہیں اور سن کم رہے ہیں میرے خیال میں ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، مسکراہٹ میں سب کچھ ہے ۔

سینیٹر ظفر اقبال چوہدری، جناب چیئرمین! میثاق جمہوریت کے حوالے سے پچھلے دنوں اس کی بڑی بازگشت سنی گئی اور اس کے بارے میں بڑا پروپیگنڈا کیا گیا اور اسمبلیوں میں بھی اراکین نے اس کو کسی نے *Magna carta* کا نام دیا ہے اور بعض اراکین نے اس کو جمہوریت کی فتح کا نام دیا ہے اور کچھ دوستوں نے اس کو جمہوریت کی آزادی کی طرف پہلا قدم قرار دیا ۔ لیکن افسوس ہے کہ پچھلے دنوں کلدیپ نیر صاحب صاحب نے اس کا بھانڈہ چوراہے میں پھوڑ دیا ۔ اس کو امریکہ اور انڈیا کے ایجنڈے کا حصہ قرار دیا اور اس بات کی وضاحت کی کہ اس میں کشمیر کی آزادی کے بارے میں کوئی ٹھوس بات نہیں کی گئی اور نہ ہی حکومت کی ان پالیسیوں پر جس کے نتیجے میں صوبہ سرحد اور بلوچستان میں حکومت کارروائی کر رہی ہے' اس کی کسی قسم کی مذمت نہیں کی گئی بلکہ دہشت گردی کے خلاف جنگ میں امریکہ کے ایجنڈے کی تائید کی گئی ہے ۔اور امریکہ کو اپنی وفاداریاں پیش کی گئی ہیں ۔ کیا یہ ہے وہ میثاق جمہوریت ؟ اس کے ذریعے عوام کو بے وقوف بنایا جا رہا ہے ۔ اس سلسلہ میں اب حکومت پر الزام تراشی کی جا رہی ہے کہ یہ سب کچھ حکومت کروا رہی ہے ۔ آیا حکومت نے جا کر کلدیپ نیر صاحب کے کان میں کچھ کہا کہ جنہوں نے اس سارے plan کو بے نقاب کیا ہے ۔اس کے علاوہ چیئرمین صاحب ابھی رضا ربانی صاحب نے یونیٹی سٹورز کے حوالے سے آپ کے صوبے کو sentimental

کرنے کی کوشش کی ہے ۔ یہ سب کچھ ان ہی کے دور کا کیا دھرا ہے ۔ یا جو کچھ بھی وہ حقائق بیان کر رہے تھے یہ ان ہی کے وقت کا کیا دھرا ہے ۔

جناب چیئرمین! آخر میں ' میں صوبائی خود مختاری کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا ۔ میری حکومت سے یہ گزارش ہے کہ وہ صوبوں میں اعتماد اسی صورت میں بحال کرنے میں کامیاب ہوسکتی ہے جب وہ آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے صوبائی خودمختاری کو esnsure کرے گی ۔ اور پاکستان بھی اسی وقت مضبوط ' نہ صرف مضبوط بلکہ مضبوط سے مضبوط تر ہوسکے گا جب اس کی اکائیاں مضبوط ہوں گی۔ میری اس سلسلہ میں یہ گزارش ہوگی کہ اس پر فوری طور پر action لینا چاہیے اور جو صوبوں کے اختلافات ہیں ان کو آئین کے دائرے میں رہتے ہوئے حل ہونا چاہیے ۔ خدا حافظ ۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you Zafar Chaudhry Sahib.

خدا حافظ کا یہ مطلب نہیں کہ آپ weekend پر چلے جائیں گے ۔ ادھر ہی رہیں گے ۔ آپ کو Monday کو بھی اجلاس میں آنا ہے ۔ جی غفار قریشی صاحب۔

سینیٹر عبدالغفار قریشی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! بہت شکریہ ۔ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا۔ اس سے قبل میں تمام اپوزیشن ارکان کی تقاریر کو بڑے حوصلے اور صبر کے ساتھ سنتا رہا ۔ چونکہ اس بالا ایوان میں میرا یہ پہلا موقع ہے ۔ مجھے یوں لگا کہ جو تصویر اپوزیشن ارکان اس بجٹ کی پیش کر رہے ہیں ۔ میں سمجھتا ہوں یہ بجٹ شاید زلزلے کے بعد آیا ۔ اگر یہ اس سے پہلے آتا تو شاید یہ کہتے کہ یہ زلزلہ بھی اسی بجٹ کا نتیجہ ہے ۔ جناب والا! وفاقی بجٹ کا اگر ہم جائزہ لیں تو بہت واضح ہے کہ یہ بجٹ بہترین معاشی ترقی کے پس منظر میں پیش کیا گیا ہے۔ اس بجٹ میں محدود آمدنی والوں کے لئے مرعات کا اعلان اور عام آدمی کی بہبود کے لئے بہت ساری تجاویز' لوگوں کو روزگار کے مواقع پیدا کرنے کے لئے تجاویز' اور بہت سارے ٹیکسوں کے نظام کو وسعت دینے کی تجاویز شامل ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ کے ایک ایک حصے کو اگر ہم پڑھیں تو یہ بات بالکل واضح ہو جائے گی کہ موجودہ حکومت نے اس بجٹ کو بنانے کے لئے ہرمکتبہ فکر کے لوگوں' ہر طبقے کے لوگوں کا خیال رکھا ہے۔ اس میں کوئی شک

نہیں کہ اس میں ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے بہت ساری تجاویز رکھی گئی ہیں جن میں subsidy دینے کا اعلان بھی کیا گیا۔ ابھی یہاں ذکر ہوا ہے Utility Stores کا کہ جی اتنے Utility Stores اسلام آباد میں ہیں اور اتنے بلوچستان میں ہیں لیکن شاید Utility Stores کی تجاویز کے اس حصے کو نہیں پڑھا گیا جس میں واضح طور پر کہا گیا ہے کہ ان Utility Stores کے ساتھ ساتھ اس ملک میں mobile utility stores کا قیام بھی عمل میں لایا جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ USC frenchise بھی دے گی۔ نہ صرف ہر علاقے میں یوٹیلیٹی سٹور کا قیام ہوگا بلکہ یہ Mobile Utility Stores اور Frenchise بھی یوٹیلیٹی سٹورز کی قیمتوں پر عوام کو سہولتیں فراہم کریں گی۔ جناب والا! چونکہ ہمارا یہ زرعی ملک ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ پہلی مرتبہ زراعت کے فروغ کے لئے بڑی خطیر رقم رکھی گئی ہے جس میں آپ دیکھیں کہ اس ملک میں bridge system اور sprinkle system کو روشناس کروانے کے لئے گورنمنٹ بڑی رقم اس پر خرچ کر رہی ہے تاکہ ہماری زراعت کو ترقی حاصل ہو سکے۔ اگر آپ ڈیری پروڈکٹ کی طرف جائیں تو خاصی بڑی رقم اس ڈیری صنعت کو ترقی دینے کے لئے رکھی گئی ہے جس سے یقینی بات ہے کہ ہمارے کسانوں کو فائدہ پہنچے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ہم تنخواہ دار طبقے کی طرف جائیں، تو آپ دیکھیں گے کہ یہ جو تنخواہ میں پندرہ فیصد اضافہ کیا گیا ہے اور دالوں میں اور اشیاء ضروریات کی قیمتوں میں جو subsidy دی گئی اس کے بھی تنخواہ دار طبقے کو اثرات ضرور پہنچیں گے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بجٹ مجموعی طور پر ایک ایسا بجٹ ہے کہ جس پر وزیر خزانہ، وزیر اعظم پاکستان کو مبارکباد اگر نہ دی جائے تو یہ نہ انصافی ہوگی۔ میں آپ کے توسط سے ان کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں اور آپ کو یہ بتا دو کہ موجودہ حکومت کی پالیسیوں کا ہی نتیجہ ہے کہ آج الحمدللہ مجھے یہ سن کر خوشی ہوئی کہ وزیر اعلیٰ سندھ نے یہ اعلان کیا کہ سندھ کی تاریخ میں پہلی مرتبہ سندھ کا بجٹ surplus بجٹ ہوگا۔ اور یہ ایک بڑی تاریخی بات ہے جناب والا! کہ صوبے میں اتنے ترقیاتی کاموں کے بعد بھی جہاں پر ہمیشہ deficit budget ہوا کرتا تھا آج وہاں صوبہ سندھ میں surplus budget پیش ہوا ہے۔ تو میں انہی باتوں کے ساتھ توقع رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ یہ بجٹ ہماری ملک کی ترقی میں ایک اہم سنگ میل ثابت ہوگا۔ ہمارے ملک کی فلاح کے لئے ایک اہم سنگ میل ثابت ہوگا اور اس کے اثرات واضح طور پر عوام کو ملنا شروع ہو جائیں گے۔

بہت بہت شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا، چیئرمین صاحب! ابھی جو کمیٹی کی سفارشات ہیں ان کو lay کرنے کے لئے دو گھنٹے مزید درکار ہیں تو اس کے لئے میرے خیال میں اگر adjourn کرلیں تو زیادہ مناسب ہو گا ایک گھنٹے کے لئے مغرب کی نماز کے بعد۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ٹھیک ہے Adjourn کر لیتے ہیں then we can all get together again. انور بیگ صاحب چھوٹی چھوٹی باتوں کے لئے مشہور ہیں، آپ بھی چھوٹی سی بات کرلیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب والا! دو، تین چھوٹی چھوٹی باتیں عرض کروں گا۔ صبح یہ واقعہ ہوا ہے کہ کوئٹہ کے لیے جو گیس پائپ لائن ہے اس کو دشت کے مقام پر اڑا دیا گیا ہے اور اس کے بعد صبح سے کوئٹہ میں گیس نہیں ہے۔ یہی صورتحال بجلی کی ہے کہ بجلی بھی fluctuate کر رہی ہے اور جو تھوڑی بہت بجلی کوئٹہ میں آتی ہے اس سے لوگوں کے پاس جو ٹی وی اور فریج ہیں وہ بھی ختم ہو جائیں گے۔ یہ کوئٹہ کی صورتحال ہے۔

اس کے ساتھ جو interlinked ہے، صبح بھی ہم عرض کر رہے تھے کہ حکومت کا کردار ماں یا باپ کا سا ہوتا ہے مگر جب میں نے دوپہر کو خبریں سنیں تو یہ سنا کہ کراچی میں AT Court نے اخترمینگل صاحب کی property وغیرہ attach کر لی ہے۔ جناب والا! جو کچھ ہو رہا ہے اور اگر حکومت نے یہی کچھ کرنا ہے تو حالات سدھرنے کی طرف قطعاً نہیں جائیں گے اور بگڑنے کی طرف جائیں گے، پھر چھوڑتے ہیں اس پارلیمنٹ کو، ان باتوں کو چھوڑتے ہیں، باہر نکلتے ہیں اور باہر جا کر معاملہ کرتے ہیں۔

اسی کے ساتھ ایک اور بات کروں گا۔ مجھے احساس ہے کہ یہ وقت میرا نہیں ہے میں دوسروں کا وقت لے رہا ہوں، بلوچستان میں نیشنل بنک کا معاملہ میں نے آپ کو پہلے بھی point out کیا تھا۔ AVP کے لیے ایک matriculate کو لگایا ہے اور جو دوسرا ہے اس پر دو کروڑ روپے کا allegation ہے، merit کو وہاں سختی سے پامال کیا گیا ہے۔ جب ہم علی رضا

صاحب سے بات کرنے کی کوشش کرتے ہیں تو وہ کہتے ہیں مجھے آواز نہیں آ رہی ۔ ہمیں آواز آ رہی ہوتی ہے اور ان کو آواز نہیں جا رہی ہوتی۔Merit کو پامال کیا گیا ہے۔ صوبے میں ایک طرف یہ ہو رہا ہے اور دوسری طرف گیس نہیں ہے، تیسری لوگوں کے وارنٹ نکالے جا رہے ہیں اور ان کی properties attach کی جا رہی ہیں تو پھر یہ معاملات کس طرح سے چلیں گے۔ میں آپ کی توجہ ان باتوں کی طرف دلانا چاہتا تھا چونکہ آپ Chair کر رہے ہیں اور بلوچستان سے تعلق رکھتے ہیں تو اس کا نوٹس لیجئے ۔ آپ کی مہربانی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، شکریہ Kamran Murtaza Sahib. ابھی جب ہم House adjourn کرتے ہیں تو میں لیڈر آف دی ہاؤس کے ساتھ بیٹھوں گا ، آپ بھی آ جائیں۔ ان کے توسط سے اور سینیٹ کے چیئرمین کے دفتر کے توسط سے یہ چیزیں take up کریں۔ آپ legal mind ہیں بہتر سمجھتے ہیں، ایک معاملے کے متعلق عدالت کا فیصلہ ہے کیا ہم اس پر comment کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے that is something else. لیکن گیس کے متعلق پتا چلا ہے کہ کوئٹہ میں صبح سے گیس نہیں ہے اور وہاں کافی electricity breakdown ہے ۔ یہ مسائل ہیں۔ میرا خیال ہے once we adjourn, we have time آپس میں بیٹھ جاتے ہیں let us get after the concerned official. Mr. Kamil Ali Agha.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! اگر آپ اجازت دیں تو میں ابھی تقریر کر لیتا ہوں

جناب ڈپٹی چیئرمین ، آپ تقریر کر لیں پھر آپ کے بعد لیڈر آف دی ہاؤس اگر وہ تقریر کرنا چاہیں کیونکہ دوستوں کی طرف سے suggestion ہے کہ Agha Sahib, should take the floor and let us complete the speech process. Agha Sahib.

سینیٹر کامل علی آغا ، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ سینیٹ کے اندر جتنے اچھے ماحول کے اندر بجٹ پر گفتگو ہوئی یہ پارلیمانی روایات کو آگے بڑھانے کے لیے ایک اچھا شگون ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ممبران نے اس میں جو

contribute کیا ہے وہ قابل ستائش اور قابل تعریف ہے۔لیکن کچھ دوستوں نے اس کو باوجود اس کے کہ ان کا دل یہ چاہ رہا تھا کہ اس بجٹ کی تعریف کریں اور یہ کہہ دیں کہ یہ غریبوں کا بجٹ ہے' relief کا بجٹ ہے اور اس میں وہ اقدامات جو پہلی مرتبہ عام آدمی کی طرف divert کیے گئے ہیں ' ان کی وہ تعریف کر دیں لیکن وہی ایک نکتہ کہ اگر میں Opposition میں کھڑا ہوں تو میں نے ہرصورت میں اس budget میں سے نقائص نکالنے ہیں اور اگر میں Treasury کی طرف سے بول رہا ہوں تو میں زمین و آسمان کے کلابے ملا دوں اور اس کی تعریف کرتا رہوں لیکن حقائق کیا ہیں؟ جناب چیئرمین! اس budget میں جو concentrate کیا گیا ہے وہ seven point agenda ہے کہ اس budget کے ذریعے محدود آمدنی والے افراد اور عام آدمی کو releif پہنچانی ہے اور اس کے لیے جو اقدامات کیے گئے ان پر میں بعد میں بات کروں گا۔ عام آدمی کی بہبود کے لیے وسائل فراہم کرنے کے لیے اس بجٹ کا مقصد سامنے آ رہا ہے۔ لوگوں کے لیے روزگار کے لیے وسائل مہیا کرنے اور ان کو promote کرنا اس budget کا مقصد معلوم ہو رہا ہے۔ سرمایہ کاری اور معاشی ترقی کو فروغ دینا اس budget کا مقصد محسوس ہو رہا ہے۔ ٹیکسوں کے نظام کو وسعت دینا تاکہ حکومت کے پاس وسائل مہیا ہوسکیں' ذریعہ مہیا ہو کہ وہ کس طریقے سے عام آدمی کی بہبود کرے گی۔ ملک کے طبعی ڈھانچے کو تقویت دینے کے لیے social indicators کو بہتر کرنا یہ اس budget کا بڑا مقصد ہے۔ جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ اس میزانیہ کے اندر جو اس ملک کی تاریخ کا بڑا budget ہے جس کا کل حجم 1315 billion rupees ہے' یہ ایک record بات ہے اور اس کے اندر میں سمجھتا ہوں کہ اخراجات جاریہ کا تخمینہ 880 billion روپے ہے جو کہ موجودہ سال 2005-06 کے مقابلے میں 6.4 فیصد کم ہے۔ سب سے بڑی بات اس budget کے اندر ترقیاتی اخراجات 435 billion روپے ہیں جو کہ مقابلتاً 59.9% اضافہ ہے اور یہ ایک record بات ہے۔ جناب محترم! کل میزانیائی حجم میں ترقیاتی اخراجات کا حصہ پچھلے سال سے 25.5 فیصد زیادہ ہے' یہ بھی ایک record بات ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہمیشہ اس بات پر واویلا ہوتا رہا کہ ترقیاتی budget کو بڑھوتی ملنی چاہیے' اس میں اضافہ ہونا چاہیے۔ اخراجات کم ہونے چاہییں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس budget کے اندر یہ جو record ترقیاتی budget کا اضافہ ہے یہ ایک قابل تعریف بات ہے۔ یہ باتیں ادھر سے آئیں لیکن جناب

چیئرمین، وہی بات میں یہ کہنے سے رک نہیں سکتا کہ

دو رنگی چھوڑ دے یک رنگ ہو جا　　سراسر موم ہو یا سنگ ہو جا

یہ بات سمجھ نہیں آتی، ہمیں ان باتوں کی تعریف کرنی چاہیے جو قابل تعریف باتیں ہی۔ اس budget کے اندر غریب عوام کے لیے جو فیصلے کیے گئے ہیں۔ پچھلے 57 سال میں وہ چیزیں دیکھنے میں نظر نہیں آئیں۔ جناب چیئرمین! میں حیران ہوں کہ کسی شخص نے اس بات کا تذکرہ نہیں کیا کہ یہ چوتھا سال ہے، چار مرتبہ سرکاری ملازمین کی تنخواہ میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔ یہ کہا گیا کہ اس مرتبہ 25% ہونا چاہیے تھا کیونکہ 1999 میں 25% تھا۔ یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ سات سال کے بعد 25% اضافہ کیا گیا تھا اور آج 25% اضافہ گزشتہ سات سال کے اندر چوتھی مرتبہ کیا جا رہا ہے۔ یہ قابل ذکر بات تھی۔ آج الحمد للہ ہم فخر سے یہ بات کرتے ہیں کہ ان لوگوں کے لیے جنہوں نے اس ملک کے لیے خدمات انجام دیں اور گزشتہ حکومتوں نے ان کو فراموش کیا، ان کی pension میں 20% اضافہ کیا جا رہا ہے اور باقی سرکاری retired ملازمین کی pensions میں 15% اضافہ کیا جا رہا ہے۔ اس بجٹ میں بیواؤں کے لیے، بیواؤں کے بچوں کے لیے وسائل فراہم کیے جا رہے ہیں۔ سرکاری ملازمین کے بچوں کے لیے، ان کی تعلیم کے لیے اور عام آدمی کے بچوں کی تعلیم کے لیے، میٹرک تک مفت تعلیم کے وسائل فراہم کیے جا رہے ہیں۔ آج تنقید کی جا رہی ہے اس بات کی، اگر میں مخالفت کرنا چاہوں تو میں یہ کہتا ہوں کہ جناب! جو industry ہے، جو industrialists ہیں ان کو فائدہ پہنچایا جا رہا ہے اور آج انہی بنچوں سے یہ بات کی جا رہی ہے کہ industrialists کو نقصان ہوگا۔ صرف اس لیے کہ 80% آبادی والے افراد کو، زراعت کو یہ سہولت فراہم کی گئی کہ tractors پر duty ختم کردی گئی۔ اس لیے کہ وہ شعبہ جن کے پاس زراعت کی بہتری کے لیے، اس کو develop کرنے کے لیے اور اس ملک کو اور اس ملک کے غریب عوام کو سستی خوراک فراہم کرنے کے لیے کسان کا فعال ہونا، خوشحال ہونا لازمی ہے اور اگر وہ خوشحال ہوگا تو اس کی زراعت میں بہتری آئے گی، پیداوار میں بہتری آئے گی۔ اس ملک کے عام آدمی کو فائدہ پہنچے گا۔

جناب چیئرمین! آج اس بات پر بھی تنقید کی جا رہی ہے کہ جناب! transport پر duty کیوں کم کردی گئی۔ میرے مہربانو! اگر transport سستی ہوگی، بلور صاحب نے کل،

پرسوں' on floor of the House یہ بات کی' نشاندہی کی' لیکن تعریف نہیں کی حالانکہ اس بجٹ میں ان کی جو دلیل تھی اس کے مطابق اس بجٹ میں وہ شق رکھی گئی ہے جس کے تحت loading والی گاڑیاں' ٹرک' بسیں' الحمد للہ ایک گاڑی میں' میرے ایک دوست نے ابھی یہاں پر calculate کیا' چھ' چھ لاکھ روپے گاڑی سستی ہوگی' ٹرک سستا ہوگا' بس سستی ہوگی اور جب transport سستی ہوگی تو میں سمجھتا ہوں transportation سستی ہوگی اور وہ قضیہ جو بلور صاحب نے یہاں پر پیش کیا کہ سرحد میں industry صرف اس لیے نہیں لگ رہی کہ transportation مہنگی پڑتی ہے۔ وہاں پر وہ سامان جو industry کے لیے ضروری ہے' پہنچنے میں لاگت زیادہ آتی ہے' تو جناب چیئرمین! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس بجٹ میں وہ سامان جو انڈسٹری کے لئے ضروری ہے' پہنچنے میں لاگت زیادہ آتی ہے تو جناب چیئرمین! اس بجٹ کے اندر یہاں پر بات کی گئی کہ انقلاب آنے والا ہے ۔ لیکن اس کے لئے تباہی کا لفظ استعمال کردیا ۔ انقلاب آ رہا ہے ۔ ترقی کا انقلاب آ رہا ہے اور اس ملک کے اندر شروع ہو چکا ہے ۔ وسائل غریب عوام کی طرف divert کئے جا رہے ہیں' وسائل کام کرنے کی طرف divert کئے جا رہے ہیں۔ وسائل ان لوگوں کی طرف divert کئے جا رہے ہیں جو اس ملک کے اندر کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ہمارا ملک ہے ہمیں اپنی جان سے زیادہ عزیز ہے ۔

جناب چیئرمین! ادھر بیٹھے ہوں یا اُدھر بیٹھے ہوں' بات سب اس ملک کی بہتری کے لئے کر رہے ہیں۔ کچھ لوگ میں معافی سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کو تکلیف صرف اس بات کی ہے کہ وہ اقتدار میں نہیں ہیں ۔ جب وہ اقتدار میں ہوتے ہیں تو روشنی ہی روشنی نظر آتی ہے ۔ جب اقتدار سے نکل جاتے ہیں تو ان کو تباہی اور تباہی والے انقلاب نظر آتے ہیں۔ یہ رویہ درست نہیں ہے ۔ جناب چیئرمین! اب ہمیں اپنی روش کو بدلنا چاہیے ۔ ہمیں اب پاکستان کی بات کرنی چاہیے۔ اقتدار کی بات نہیں کرنی چاہیے۔ یہ میثاق جمہوریت اگر عوام کے لئے ہوتا تو آج ان کو عوام کے اندر پذیرائی ملتی ۔ یہ "مذاق جمہوریت" انہوں نے اقتدار کے لئے کیا۔ اس لئے عوام میں پذیرائی نہیں ملی ۔

اس بجٹ کے متعلق اگر یہ حقیقت جاننا چاہتے ہیں تو عوام کے اندر جائیں اور عام آدمی سے پوچھیں کہ اس بجٹ کے متعلق وہ کیا رائے رکھتا ہے ۔ اس بجٹ کے اندر پہلی مرتبہ

عام آدمی پر ٹیکس نہیں لگایا گیا ۔ آج الحمدللہ اگر کوئی ٹیکس ہے اور جس پر یہ معترض ہیں وہ ٹیکس ہے رینٹل اسٹیٹ پر ۔ عام طور پر ' انہی بنچوں سے بات ہوتی تھی کہ اس کے اوپر ٹیکس لگنا چاہیے۔ پراپرٹی ' عام آدمی کی دسترس سے باہر نہیں نکلنی چاہیے۔ الحمدللہ یہ پہلا فیصلہ اس بجٹ کے اندر کیا گیا اور آپ دیکھیں گے کہ انشاء اللہ انقلاب آئے گا اور عام آدمی کی دسترس میں رہے گا مکان بنانا اور اس کی تعمیر کرنا اور غریب کو چھت فراہم کرنا ۔

جناب چیئرمین ! اگر میرے دوست حقیقت کی بات سننا چاہتے ہیں تو کل اس ہاؤس کے اندر ایک دوست نے ایک زائچہ پیش کیا ۔ ابھی بات ہو رہی تھی میرے ایک معزز رکن نے یہ کہا کہ گزشتہ پانچ دن میں دالوں ہی کا تذکرہ تھا ۔ تو میں بھی تھوڑا دالوں کا تذکرہ کرتا ہوں ۔ جواباً کہ فائدہ ہوا کہ نہیں ہوا ' اور فائدہ ہوگا ۔ یہ تین سو پینسٹھ یوٹیلٹی سٹورز کی بات کرتے ہیں ۔ اس بجٹ کے اندر شامل ہے کہ ہر تحصیل کے اندر ایک یوٹیلٹی سٹور ہوگا اور اس کے علاوہ موبائل یوٹیلٹی سٹورز ہوں گے پھر اس کے علاوہ فرنچائیزڈ سکیم جاری کی جائے گی جس کو صدر پاکستان launch کریں گے ۔ پھر یہ سکیم penetrate کرے گی اور پھر اس کے فوائد عام آدمی تک پہنچیں گے اور یہ بات جو تیس روپے دال کی ہے ۔ میں کہتا ہوں کہ اگر یہ پچیس روپے کلو تک نہ گئی تو یہ مجھے جہاں چاہیں سزا دیں۔ یہ ایک سلسلہ ہے جس کو آگے بڑھانا مقصود ہے۔ جو دو دن میں ہوا وہ میں یہاں آپ کے سامنے پیش کروں گا۔ وزیر اعظم صاحب نے کہا اس بجٹ میں یہ provision رکھی گئی ہے کہ یوٹیلٹی سٹور 30 روپے کلو چنے کی دال فروخت کرے گا اور اس سے پہلے بازار میں کیا بھاؤ تھا' 38 روپے' 40 روپے اور جناب! انہوں نے کہا کہ اسلام آباد کے ڈپٹی کمشنر نے جو پرسوں کا ریٹ جاری کیا تھا اس کے مطابق اس دن 36 روپے کلو دال چنا بازار میں فروخت ہو رہی تھی' اس سے پہلے بازار میں 45 اور 48 روپے میں فروخت ہو رہی تھی۔ اگر آپ اس میں فرق محسوس کریں تو 9 روپے کا فرق آیا ہے دو دن میں۔ مسور کی دال جو پہلے 52 روپے فروخت ہو رہی تھی' انہوں نے کہا کہ آج 43 روپے فروخت ہو رہی ہے' اس میں بھی تقریباً اتنا ہی فرق آیا ہے۔ مونگ کی دال جو 65 روپے میں فروخت ہو رہی تھی وہ ڈپٹی کمشنر نے کہا کہ آج بازار میں 56 روپے میں فروخت ہو رہی ہے اور ماش کی دال جو پہلے 75 اور 80 روپے میں فروخت ہو رہی تھی وہ انہوں نے کہا کہ آج بازار میں 60 روپے میں بک رہی ہے۔ افسوس کی

بات ہے کہ جو پچھلے نرخ ہیں وہ انہوں نے نہیں بتائے اس لئے کہ یہ فائدہ عام آدمی کو پہنچ رہا ہے اور یہ فائدہ پہنچانا چاہتے ہیں اپنے گھر کو' اپنے اقتدار کو' یہ اقتدار کی دیوار پیٹ رہے ہیں' یہ عوام کی بات نہیں کرنا چاہتے اور نہ ان کے دل میں کوئی عوام کی بات ہے۔ ان کو اس بجٹ کی اچھائیاں قطعی طور پر نظر نہیں آ رہیں' عام آدمی کے فائدے کی باتیں ان کے ذہن میں نہیں ہیں۔

اس ملک میں 37.6 billion روپے سڑکوں کے لئے رکھے گئے ہیں۔ یہ انقلاب کی بات کرتے ہیں' جب اس ملک میں ports بنیں گی' گوادر پورٹ complete ہو گی جو کہ یہ نہیں چاہتے اور اس کے خلاف سازشوں میں شامل ہیں۔ جناب! اس ملک میں dams بنیں گے' جس کے لئے اس بجٹ میں الحمد اللہ رقم فراہم کر دی گئی ہے اور اگلے dams کی تیاری کے لئے بھی رقم فراہم کر دی گئی ہے۔ یہ کہتے ہیں اس ملک میں کالا باغ ڈیم ان کی لاشوں پر بنے گا' ملک اور ملک کی ترقی' ملک کی عزت اور اس کا استحکام کسی لاش کی پرواہ نہیں کرتا۔ اس ملک کا عام آدمی استحکام چاہتا ہے' اس ملک کی ترقی چاہتا ہے۔ یہ میری بھی خواہش ہے اور ایک عام آدمی کی بھی خواہش ہے۔ اس ملک کا ہر آدمی چاہے وہ بلوچستان میں بیٹھا ہو' چاہے وہ پشاور میں بیٹھا ہو' چاہے وہ کراچی میں بیٹھا ہو' حیدر آباد میں بیٹھا ہو' لاڑکانہ میں بیٹھا ہو وہ پاکستان کا استحکام چاہتا ہے' ترقی چاہتا ہے اور یہ بجٹ ترقی کا بجٹ ہے' عام آدمی کا بجٹ ہے' غریب آدمی کا بجٹ ہے۔

پھر میں یہ کہہ دوں کیونکہ مندوخیل صاحب مجھے مجبور کر رہے ہیں' کالا باغ ڈیم بنے گا اور جنرل پرویز مشرف اس کا افتتاح کرے گا۔ 2015ء تک اس ملک میں 5 dams بنیں گے' ہمیں لاشوں کی پرواہ نہیں ہے۔ ہمیں اس ملک کی عظمت' وقار اور استحکام کی پرواہ ہے اور عام آدمی کی فلاح کی پرواہ ہے' اس کی بہبود کی پرواہ ہے۔

میرے خدا تو مجھے اتنا معتبر کر دے
میں جس مکان میں رہتا ہوں اس کو گھر کر دے

یہ سمجھ جائیں اس بات کو کہ اسی میں بہتری ہے' ملکی سیاست کریں' ملک کے استحکام کی سیاست کریں' عام آدمی کی ترقی کی سیاست کریں' عام آدمی کی تعلیم کی سیاست کریں' عام

آدمی کی فلاح کی سیاست کریں۔ خالی نعروں سے کام نہیں چلے گا۔ لوگوں کو پتہ چل چکا ہے اور لوگوں کو شعور آچکا ہے کہ نعرے بازی کی سیاست صرف اقتدار کے لیے ہوتی ہے۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی

عام آدمی اس بات کو سمجھ چکا ہے کہ جو لوگ کام کرتے ہیں ان کا ساتھ دینا ہے اور لوگ ساتھ دے رہے ہیں جنرل پرویز مشرف کا' اس حکومت کا۔ عام آدمی کے دل کے اندر یہ بات ہے اور انشاء اللہ یہ آپ دیکھیں گے کہ جب یہ بجٹ عام آدمی کی فلاح کی طرف نکلے گا اور یہ وسائل جو پندرہ سو ارب روپے کے وسائل ہیں عام آدمی تک پہنچیں گے' یہ بات کرتے ہیں کہ خسارے کا بجٹ ہے ؟ پاکستان کی 57 سالہ تاریخ میں خسارے کے علاوہ کوئی بجٹ دیکھا ہے آپ نے؟ کیا ڈرامہ کر رہے ہیں آپ لوگوں کے سامنے؟ یہ حکومت اس قابل ہے کہ ساڑھے تین سو ارب روپیہ خسارہ برداشت کرسکتی ہے۔ اس کے پاس چودہ سو' پندرہ سو ارب ڈالر کے وسائل موجود ہیں۔ یہ برداشت کرسکتی ہے اور برداشت کیا ہے۔ یہ اتنا بجٹ باوجود اس کے کہ اس ملک کے اوپر اتنی بڑی آفت آئی' اتنی بڑی آفت کہ دنیا نے توبہ توبہ کرلی۔ دنیا ہماری طرف امداد کے لیے ٹوٹ پڑی کہ اتنی بڑی آفت؟ چوہتر ہزار آدمی شہید ہوگئے' اللہ کو پیارے ہو گئے۔ ابھی گننا شروع کروں تو کل شام تک چوہتر ہزار نہیں ہوں گے۔ یہ گن کے دیکھ لیں۔

کٹرینا طوفان آیا تھا۔ امریکہ جس کے پاس ساری دنیا کے وسائل ہیں۔ لوگ علاقہ چھوڑ کے بھاگ گئے۔ امداد کے لیے چار دن کوئی نہیں پہنچ سکا۔ پاکستان کے اندر الحمدللہ ' اس ملک کے عوام کے اندر بھی spirit ہے' سواتی صاحب بیٹھے ہوئے ہیں۔ امریکہ کا کٹرینا سے بڑا نقصان ہوا لیکن جب پاکستان پر مصیبت آئی تو پوری دنیا کا پاکستانی پاکستان کی طرف امڈ پڑا۔ میں ان کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور ان ڈاکٹروں کو' پاکستانی ڈاکٹروں کو اور international community کو جنہوں نے اس مصیبت کے وقت ہمیں وسائل فراہم کیے اور ہماری طرف ہمدردی سے دیکھا' ہم ان کا بھی شکریہ ادا کرتے ہیں۔ یہ بات ہے' یہ spirit آنی چاہیے ہمیں ادھر بھی اور ادھر بھی۔ پاکستان کے لیے قابل تعریف بات ہے۔ یہ افواج پاکستان کی بات کرتے ہیں۔ اس ملک کے نوجوانوں نے ' اس ملک کے volunteers نے ' اس ملک کے خاندانوں نے' عام آدمی نے اور حکومت نے بالخصوص اور افواج پاکستان نے جس قابل تعریف طریقے سے دنوں

کے اندر اپنے بھائیوں کی امداد کی' ان کو پھر زندہ کر دیا اور اس مقام پر پہنچا دیا ہے کہ وہ زندگی محسوس کر رہے ہیں۔ وہ محسوس کر رہے ہیں کہ ہم اس ملک کے وہ افراد ہیں جن کے بھائیوں کے دل ہمارے لیے تڑپتے ہیں۔ جناب چیئرمین! اس بڑی مصیبت کے باوجود جس کے اندر 65 ارب روپیہ ابھی تک خرچ ہوا اور اس بجٹ کے اندر 50 ارب روپیہ مزید فراہم کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود اتنا بڑا بجٹ اور غریب آدمی کا بجٹ اور عام آدمی کا بجٹ جس کے اندر ہزاروں میل لمبی سڑکیں اور اس ملک کے غریب آدمی کے لیے فائدے' عام آدمی کے لیے education ' صحت یہ ساری چیزیں فراہم کی جا رہی ہیں۔ آئیے کہ یہ قابل تعریف نہیں ہیں۔ یہ بات کہتے ہوئے کیا ہمارا منہ دکھتا ہے کہ اس بجٹ کے بارے میں باہر وہ شکایات نہیں ہیں جو عام طور پر پہلے بجٹ کے بارے میں ہوا کرتی تھیں۔ taxes کا لوگ واویلا کرتے تھے لوگ کہتے تھے کہ ٹیکسوں کا رخ ہماری طرف موڑ دیا گیا ہے۔ ہماری آمدنی بڑھانے کا کوئی ذریعہ فراہم نہیں کیا گیا' ہمارے بچوں کی employment کے لیے کچھ فراہم نہیں کیا گیا۔ اس بجٹ کے اندر تو targets موجود ہے کہ اتنے لاکھ افراد کو یہ بجٹ روزگار فراہم کرے گا۔ کبھی نہیں ہوا' کبھی کسی بجٹ کے اندر یہ نہیں کہا گیا کہ کتنے لوگوں کو بجٹ میں روزگار فراہم کیا جائے گا۔ الحمد للہ اس کے اندر یہ بھی لکھا گیا ہے۔ جناب چیئرمین! میں ایک شعر کے ساتھ اپنی بات کو ختم کروں گا کیونکہ نیلوفر صاحبہ تشریف لے آئی ہیں۔ میں تو proxy دے رہا تھا۔

انہیں پتھروں پہ چل کر اگر آ سکو تو آؤ
میرے گھر کے راستے میں کوئی کہکشاں نہیں ہے

بہت مہربانی جناب چیئرمین! بہت شکریہ

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین، شکریہ' وہ آپ کے پڑوس میں جب ہمسائے ہوں گے تو وہ ضرور جوش میں آئیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو۔ بصد احترام ' xxxxxxxxx ہم ہر xxxxxxxxxxxxx اس پر شدید احتجاج کرتا ہوں۔ انتہائی سخت احتجاج کرتا ہوں پاکستان کسی ایک شخص کا نام نہیں

ہے ' پاکستان کسی ایک صوبے کا نام نہیں ہے ۔چاروں صوبوں کے وفاق کا نام پاکستان ہے۔ جب تین صوبے کالا باغ ڈیم کو reject کر چکے ہیں تو پھر اس منصوبے پر اصرار کیوں ہے میں کہنا چاہتا ہوں کہ ہم کسی قیمت پر ایسا کوئی منصوبہ نہیں بنانے دیں گے۔جس پر تین صوبے اعتراض کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، سومرو صاحب انہوں نے جس رخ سے کہا ہے کہ جب ملک کی ترقی مقدم ہو گی تو اسی حوالے سے رواں دواں ---

سینیٹر کامل علی آغا، میں عرض کرتا ہوں۔ میں نے ملک کے استحکام کی بات کی ہے ملک کے وقار کی بات کی ہے ۔ملک کی سربلندی کی بات کی ہے اور پاکستان کے دفاع کی بات کی ہے ۔ہمیں ان چیزوں کے لیے [xxxxx] ۔ہم ملک کے استحکام کی بات کرتے ہیں۔ہم قیادت کے لیے ' ہم اقتدار کے لیے لاشوں کے ڈھیر نہیں لگائیں گے۔اس ملک کے استحکام کے لیے ہمیں کسی چیز کی پرواہ نہیں ہے ۔اپنی جان بھی اس ملک کے استحکام کے لیے قربان کر سکتے ہیں ۔

سینیٹر ڈاکٹر خالد محمود سومرو، اپوزیشن والے الحمد للہ آپ کی طرح محب وطن ہیں۔ پاکستان جو بنا ہے ہمارے آقارب نے اپنی جانیں قربان کی ہیں اور اس برصغیر کو برطانوی سامراج سے آزاد کروانے کے لیے لاکھوں علماء نے جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے ۔یہ ہمیں کوئی طعنہ نہ دیں۔ ہم بھی ملک کے استحکام کی بات کرتے ہیں۔ ہم بھی وطن عزیز کی بات کرتے ہیں لیکن پاکستان تب بچے گا جب آپ چاروں صوبوں کا احترام کریں گے۔ اس طرح یہ ملک نہیں بچے گا۔ پہلے بھی غلط پالیسیوں کی وجہ سے اس ملک کو توڑا گیا ہے اور اب بھی اس قسم کی کوششیں کی جا رہی ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، چاروں بھائی اکٹھے چلیں گے۔ اس controversy میں نہیں پڑتے۔ پچھلے الفاظ حذف کرتے ہیں جو جذبات کی وجہ سے ادا کئے گئے ہیں۔ وہ کر دیں گے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! میرا point of order ہے۔

---

xxxxxxxx[Expunged by the orders of Mr. Dy. Chairman]

سینیٹر کامل علی آغا، نہیں، Point of order نہیں ہو سکتا۔ آپ rules دیکھیں point of order ہو نہیں سکتا۔ Discussion کے دوران کوئی point of order نہیں ہو سکتا۔ Next speakers بیٹھے ہوئے ہیں ان کو موقع دیں۔ یہ کوئی طریقہ نہیں ہے۔ یہ کیا بات ہوئی؟ یہ ملک کے استحکام کی بات ہے۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا، یہ point of order پر نہیں بول سکتے۔ Point of order پر بات نہیں ہو گی جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ہم controversy میں جاتے ہیں۔ عبدالرحیم صاحب! آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب والا! جب اس ملک کے تین صوبوں نے قراردادیں پاس کی ہیں کہ کالاباغ غلط ہے۔ اس ملک کے استحکام کے خلاف ہے اور اس کو یہ لوگ کہیں کہ یہ استحکام ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ صرف کالاباغ کو focus نہ کریں۔ پاکستان کی ترقی کی طرف آ جائیں۔ عبدالرحیم صاحب! آپ senior parliamentarian ہیں۔ تین قراردادیں صوبائی اسمبلیوں کی on record ہیں۔ وہ تو کوئی تبدیل نہیں کر سکتا۔ ہمیں controversy میں نہیں جانا چاہئے۔ It is understood we will manage that. جی میڈم نیلوفر بختیار صاحبہ۔

Senator Nilofur Bakhtiar: Thank you Mr. Chairman, for giving me the floor.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

Sir, let me begin by saying that amidst our political desire for one-upmanship and grappling for air time, we have driven away from our real purpose of meeting here. Mr. Chairman! as far as I am concerned, this is a budget for war time and I say this because Mr. Chairman! we are at

war against poverty, disease, illness, hunger, joblessness and we are at war against terrorism, ethnic conflicts and Mr. Chairman! we are at war against all those who just stand or sit there to see us splinter and fall. Mr. Chairman, extraordinary situation demands extraordinary measures. In this budget document that we have produced today proves that the Government can equally talk. Let us not quibble over our figures, let us not split here. In my living memory many budgets have come and gone but never have I seen a budget which focuses on every segment of society. A budget which talks about water, power, infrastructure so graciously, all this which is the backbone of any economy in a developing or a developed country. Then Mr. Chairman! a budget, I am coming back towards the same subject first, a budget which gives as a subsidy of 2.5 billion for pulses and this is over and above the 55 billion which has already been given for electricity, which we somewhat take for granted in this country, and the serveral other figures that I would like to quote here, increase of 52% in Higher Education budget, 95% in Science and Technology, 21% in Health, 44% in infrastructure which includes villages electrification at 70 billion Mr. Chairman.

اور پھر یہ کہتے ہیں کہ ملک اندھیروں میں ڈوب گیا' ہم کہتے ہیں کہ ہم نے روشنیاں جلائی ہیں' آپ ذرا آنکھیں تو کھولیں' قدم تو بڑھائیں۔

Sir that the major critism on the defence budget 241 billion, it was and today it is 250 billion yes but look at the GDP and when you look at the GDP firgures, 2.8% it is today and last year it was 3.1%. So, it is lower and then we as Pakistanis would never ever compromise on the security and

sovereignty of this country Mr. Chairman. And then they talk about the Armed Forces, it is said and I am not ssying this because I have the relation of Army in family not because of that reason sir, it is because I know that I have seen these military men on the 8th of October in front of the Margalla Tower. Mr. Chairman! they were also prepared and equipped for this huge disaster that we faced. With their bare hands, they were digging out dead bodies and the wounded and then it went on happening sir for next few months. I saw these men climbing peaks of mountains covered with snow at time, carrying tents and food on their backs because the parts were not good even for mules and horses, this is the army. They want to sit and criticise here.

And then somebody from across the floor said, Mr. Chairman! that FATA needs development or attention, FATA where President Musharraf has given a road net work, hospitals, schools, colleges, computer centres, vocational training centres. Sir, I visited WANA and President of Pakistan Muslim League and Minister for Women Affairs and at the moment, I arrived back in Islamabad, the first telephone call that I received, was from the President of Pakistan himself, inquiring about the state of affairs, inquiring about what was needed there, what was missing, what could be provided? This is the kind of interest that the leadership in Pakistan has today in those far flung areas of Pakistan and each time sir, I have gone to the Prime Minister Mr. Shuakat Aziz asking for additional funds for hard areas like Gwadar and Tharparkar and Chitral, I have always received a positive response. Today, we feel secured and

protected and good about our future generation because we have a budgetary allocation for dams. This is such a criticism coming from across the floor about the water reservoir, look at the situation, "water water everywhere and not a drop to drink". We will not allow a group of self centered people in Pakistan to deprive our future generation of drinking water in this country. We are committed and we shall *INSHA ALLAH* deliver.

Mr. Chairman! a percentage here or a percentage there will not be remembered by history but history will remember, the policies and the unprecedented policies of this Government which are being implemented today throught this current Budget. They say, this is a budget of the elite, industrialist, businessmen, this 15% increase in the salaries for the Government servants. 50% increase in the overtime is for drivers and *daftries*, sir, 50% increase in conveyance allowance is for grade one to sixteen employees in the Government of Pakistan. This budget talks about increase in the allowance for the Government servants, marriages of their children and then this budget talks about free treatment for Hepatitis, AIDS, angiography, dialysis and Thalassemia. These are big steps sir, appointment of price Magistrates in all the districts of Pakistan. A stipened for teachers, free books till class 8th for children, education till class 10th is already free. What more can we ask for, we name it and we have covered it in the current budget. The age of senior citizens has been reduced from 65 to 60 years sir, only to provide more benefits to maximum citizens of Pakistan. Unfortunately, the saint is common today, we believe

in criticism and criticism alone. Sir, I am not against those who are opposing this budget. I think a debate over a rupee, over one hundered rupees or a thousand rupees is healthy. It is the hallmark of healthy democracy in this country sir, and we need it at this stage but it is ironical Mr. Chairman, that at the same time when these people go and criticise the Government in power, so openly in the media. They stand here and talk against the Government, they say whatever they want to say and they still say that this is dictatorship. Sir, that is ironical and that needs to be mended. Finally, I think as I said in the begining that we have to leave our quarrels on one side, it is time to counter our common enemy. It is time to get together, whether we are in the Opposition or in Government, one party can not do it alone. We have to understand that this Government is here to make the people of Pakistan more progressive and more prosperous. Now leave them to think, to ponder and to search their hearts sir, it is so important and then it is for them to decide which side they would they like to be on. I thank you sir, for your time.

(Desk thumping)

Mr. Chairman: Madam Nelofer, thank you very much. We will adjourn till 8 P.M and then again the House will be reconvened and our friends Senator Kamran Murtaza and Rahim Mandokhail we will all get together in the Leader of the House office to tackle those problems which were brought up by you. Thank you very much till 8 pm.

[The House was then adjourned to meet again at 8 p.m, the same day.]

(وقفے کے بعد اجلاس کی کارروائی جناب ڈپٹی چیئرمین کی صدارت میں شروع ہوئی)

جناب ڈپٹی چیئرمین، سب سے پہلے میں ایوان بالا کی طرف سے اپنے برادر ملک افغانستان سے آئے ہوئے صحافی، میڈیا کے دوستوں کو خوش آمدید کہتا ہوں۔

(ڈیسک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرے بائیں طرف بیٹھے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ میرے اور آپ کے صوبے میں رحمت صاحب کہتے ہیں "بخیر راغلے"، خوش آمدید۔ You are welcom to be part of the proceedings. اب بسم اللہ کرتے ہیں اپنی کاروائی شروع کرتے ہیں۔

Senator Mushahid Hussain Sayed: I just want to say sir, that we warmly welcome them. I am also hosting a dinner for them and I have told them that Pakistan and Afghanistan have strategic relationship. Our destinies are intertwines as Allama Iqbal had said "If there is peace and stability in Afghanistan, there will be peace and stability in Asia and if there is turmoil in Afghanistan, there will be trumoil in Asia". So, our own commitment is to have a strong, stable and unified Afghanistan and this visit is a very important visit in strengthening relations and in promoting better preceptions of each other. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی رحمت صاحب۔

سینیٹر میر اسرار اللہ زہری، جناب چیئرمین صاحب! ایک چھوٹی سی بات، میرا ایک احتجاج ہے وہ record کراتا ہے۔ جناب چیئرمین! مجھے بہت افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ ہم مسلم لیگ (ق) کی واحد قوم پرست اتحادی جماعت ہیں، بلوچستان نیشنل پارٹی (عوامی)۔ بہت دکھ اور افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ آج بلوچستان سے ہماری lady MPA کو اٹھا کر مسلم لیگ (ق) میں شامل کیا گیا ہے، ہم یہ سمجھتے ہیں کہ یہ اتحادیوں کے ساتھ، اس کو کیا لفظ کہیں، جناب! اس کے لیے آپ یا یہ House وہ لفظ منتخب کرے کہ اپنی ہی پڑوسی کے گھر پر ڈاکہ۔ ہمیں

بہت افسوس ہے اور اسی جذبہ پر میں احتجاجاً واک آؤٹ کرتا ہوں۔ مہربانی۔

(سینیٹر میر اسرار اللہ زہری واک آؤٹ کر گئے، ڈیسک بجائے گئے)

جناب چیئرمین، کامل آغا صاحب۔ جی وسیم سجاد صاحب۔

Senator Wasim Sajjad: Sir, on behalf of the entire House, I would like to welcome our friends from Afghanistan, the media delegation and our future, our present, our past, we are all, we were have been dependent on each other. We have to live together and our ties are strong and I hope that will become stronger. I think the strategic ties between Afghanistan and Pakistan are a matter of pride and we hope that we will strengthen them further and visits by delegations such as this, always play a very important part in further strengthening our relationship. So, sir, once again I welcome on behalf of the entire House. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین، Thank you very much. سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ صاحب! آپ مہمانوں کے سلسلے میں کچھ کہنا چاہتے تھے۔ رحمت اللہ کاکڑ صاحب کچھ کہہ لیں پھر میں آپ کو بھی تکلیف دوں گا۔ جی کاکڑ صاحب۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ ایڈوکیٹ، جناب چیئرمین! میں پشتو میں کچھ کہنا چاہتا ہوں (پشتو)۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، کاکڑ صاحب نے دوستوں کو wellcome کیا ہے۔ جی عبدالرحیم مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے افغانستان کے Media representatives کو یہاں مہمان کے طور پر بلا کر مجھے موقع دیا کہ میں ان کو well come کروں۔ تو اس میں (پشتو) اس کے بعد جناب والا! افغانستان آج جس راہ پر جا رہا ہے وہ یہ ہے کہ وہ پانچ نکاتی پروگرام لویہ جرگہ کے تحت انہوں نے اپنا آئین بنایا ہے

اور اس آئین کے تحت صدر کے انتخابات ہوئے ہیں ' اس کے تحت پارلیمنٹ کے دو ایوانوں کے انتخابات ہوئے ہیں ' اس کے تحت کابینہ کی منظوری پارلیمنٹ سے ملی ہے ' اسی طرح judiciary کی منظوری ملی ہے تو ایسے حالات میں ہم افغانستان کو مبارکباد دیتے ہیں اور ہم امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے state structure کو اس کے institutions کو اسی راہ پر ' اس طرح مضبوط کریں گے اور وہاں اپنی ملی فوج' ملی پولیس اور دیگر اداروں کو اتنا مضبوط کریں گے کہ اس کے نتیجے میں افغانستان میں معاشی' سماجی ترقی ہو ۔ میں ایک بار پھر ان کو خوش آمدید کہتا ہوں اور اس دعا کے ساتھ کہ افغانستان پھلے پھولے اور ہم یہاں امید رکھتے ہیں کہ ہمارے ملک سے افغانستان کو اس process میں مکمل تعاون کیا جائے گا ۔ مہربانی ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر اعظم سواتی صاحب ۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman! thank you, I think it would undermine our honour if I do not express on behalf of the people of *Paktoonkhwa*. I well come my brothers and sisters we want to see a democratic, strong , powerfull Afghanistan that is in the best interest of Pakistan as well as *Pakhtoonkhwa*. I wellcome you ladies and gentlemen. Thank you.

Mr. Deputy Chairman: Yes honourable Minister Umer Ayub Khan.

جناب عمر ایوب خان (وزیر مملکت برائے خزانہ)، شکریہ جناب چیئرمین! میں اپنے افغانستان سے آئے ہوئے بھائیوں اور بہنوں کو پشتو میں مختصراً کہوں گا (پشتو) یہ کہتے ہوئے جناب! میں پاکستان کے صوبہ سرحد کی طرف سے اپنے افغانستان کے آئے ہوئے بھائیوں کو یہ بات بھی کہنا چاہتا ہوں کہ افغانستان میں آج جو امن قائم ہو رہا ہے اس میں پاکستان اور افغانستان کے لوگ شریک ہیں ۔ اور کوشش ہے کہ وہاں پر امن ہو ' خوشحالی ہو کیونکہ دونوں قوموں کی بہتری اسی میں ہے ۔ اس کے ساتھ میں بالخصوص وزارت خزانہ کی طرف سے اور حکومت پاکستان

کی طرف سے ایک بار پھر ان کو خوش آمدید کہتا ہوں اور امید کرتا ہوں کہ یہ افغانستان میں جا کر پاکستان اور افغانستان جو کہ برادر ممالک ہیں ان کے درمیان ہماری جو نیک خواہشات ہیں وہاں پر یہ پہنچا سکیں گے ۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، محترمہ کلثوم پروین صاحب۔

سینیٹر کلثوم پروین ، شکریہ جناب چیئرمین! (پشتو) جناب! میں ایک دوسری بات کی بھی ساتھ ساتھ وضاحت کروں ۔ میر اسرار اللہ زہری نے ابھی پاکستان مسلم لیگ (ق) کا کہا تھا کہ ہماری Lady MPA کو اٹھا کر اپنی پارٹی میں شامل کیا ہے۔ہم اٹھا کر نہیں لائے ہیں وہ خود آئیں ہیں اور انہوں نے اپنی رضا مندی سے شمولیت اختیار کی ہے۔ اس میں ان پر کوئی بوجھ اور کوئی burden نہیں تھا۔ شکریہ جناب۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اس بحث میں نہیں پڑتے، کوئی راضی خوشی آئے۔ سینیٹر علی احمد صاحب۔ ڈاکٹر صاحب! you are going to welcome our guests, please.

Senator Dr. Muhammad Said: Mr. Chairman! the relations between Afghanistan and Pakistan, they are not strategic, they are also religious and cultural, and these relations are based on long historical ties. Mr. Chairman, that the visit of this delegation will further strengthen the ties between these two countries. With these words, we extend once again the very warm welcome to the delegation. Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین، شاہد بگٹی wish کریں۔

Senator Shahid Hassan Bugti: Thank you Mr. Chairman, first of all, on behalf of my Jamhoori Watan Party, I welcome the Afghan delegation present here and as a Balochi, we welcome our guest and say(pashto).

جناب! اس کے ساتھ ایک honourable member Mir Israr House سے walk out کر

کے گئے ہیں' ہماری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں ۔ ان کے الفاظ ہیں کہ جی ان کی پارٹی پر یا پڑوسی پر ڈاکہ پڑا ہے میں سمجھتا ہوں کہ جہاں گھر کی عزت محفوظ نہ ہو تو وہ محلہ چھوڑ دینا چاہیے ۔ اگر وہ اس side پر آ جاتے ہیں تو we welcome him with open arms and open heart, thank you sir.

جناب ڈپٹی چیئرمین، مہمان آئے ہوئے ہیں ان کو welcome کرتے ہیں۔

سینیٹر ولی محمد بادینی صاحب۔

سینیٹر میر ولی محمد بادینی، شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ ہم بلوچستان کی طرف سے اپنے ہمسایہ برادر ملک کے ساتھیوں کو خوش آمدید کہتے ہیں اور بلوچی میں کہتے ہیں (بلوچی) بلوچی شاید سمجھتے ہیں کہ نہیں۔ ہم آپ لوگوں کو دوبارہ خوش آمدید کہتے ہیں۔ ہمارا تعلق بلوچستان سے ہے اور ہم بلوچ ہیں۔ بہت بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، ایک روایت بھی ہے ۔ یہ ہماری جو روایتیں ہیں یہ انگریزوں کی روایتوں سے بہت پہلے کی بنی ہوئی ہیں۔

سینیٹر مولانا محمد صالح قریشی، جناب چیئرمین صاحب! میں ان معزز مہمانوں کو قبائلیوں کی طرف سے قبائلی لغت میں خوش آمدید کہتا ہوں۔ (پشتو)۔ والسلام۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اسی طرح welcome کرنے سے اور بہتر tempo کیا ہو سکتا ہے۔

LAYING OF REPORT OF THE STANDING COMMITTEE

ON FINANCE, REVENUE, ECONOMIC AFFAIRS

AND STATISTICS ON THE BUDGET 2006-07

سینیٹر احمد علی، بڑی اچھی بات ہے جناب! مگر Leader of the House کرتا ہے' جو طریقہ ہے جناب۔

Thank you Mr. Chairman, I beg to lay the report of Standing Committee on Finance, Revenue, Economic Affairs and Statistics on the Finance Bill

Mr. Deputy Chairman: The report stands laid. Next.

سینیٹر احمد علی، جناب! مجھے اجازت دیں بولنے کی۔ جناب! یہ ایک اور اچھا سال گزرا اور میں سینیٹرز کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے انتھک محنت کی۔ اپوزیشن والوں کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے بہترین cooperation, above the party line دکھایا۔ ملک کے بجٹ کو پوری attention کے ساتھ ایک ایک شق کو دیکھا جو total 268 recommendations سینیٹرز نے submit کی تھیں اتنے short time میں دس دس منٹ، بیس بیس منٹ اور بعض میں تو پچاس پچاس منٹ detailed discussions کی تھیں۔ اتنے short time میں، دس، دس، بیس، بیس منٹ اور بعض پر تو پچاس پچاس منٹ تک detailed discussion کی۔ یہ ان کی محنت ہے۔ میں ایک ایک کا شکریہ ادا کرتا ہوں، thank you very much. یہی حال حکومتی side پر ہے۔ لوگوں نے participation کی اور مجھے strength دی اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی کاوشیں تھی جن کی وجہ سے ہم لوگوں نے ساڑھے انیس گھنٹے deliberations کیں۔ اس کے بعد سینیٹ سیکریٹریٹ نے اپنا کام کیا جو 7 to 8 hours ہے۔ ان سب کو میں اپنی طرف سے congratulation کہتا ہوں۔ میں بھنڈر صاحب کا ذاتی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے law کی اتنی کتابیں لے کر ایک ایک statute study کیا اور ایک ایک statute پر جو amendment pass ہونی تھی، اس کو کیا۔ Thank you very much sir.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے کمیٹی کے behalf پر کمیٹی کے چیئرمین، تمام ارکان، وہ تمام افسران جو شریک ہوئے اور دن رات کام کیا، سینیٹ سٹاف اور خصوصیت سے کمیٹی کے سیکریٹری افتخار اللہ بابر صاحب کو ہدیہ تبریک پیش کرتا ہوں اور سمجھتا ہوں کہ سینیٹ نے ایک بڑی اچھی روایت قائم کی ہے کہ نہایت عرق ریزی کے ساتھ بجٹ کا جائزہ لیا ہے۔ ہمارے درمیان جہاں کہیں اتفاق ہو سکا اور اس پر لازماً ہم سب کو give and take کرنا پڑا، بہت سی چیزیں ایسی ہیں جن میں ہمارے مطالبات بہت زیادہ تھے لیکن حکومت نے ان کو پورا تسلیم نہیں کیا لیکن کچھ نہ کچھ تسلیم کیا اور ہم نے بھی as a

gesture اپنے بہت سے معاملات اور مطالبات میں تخفیف کی۔ اسی spirit میں ' میں سمجھتا ہوں کہ یہ کام ہوا ہے اور یہ سینیٹ کی ایک مجموعی contribution ہے۔ اس میں محض حکومت یا اپوزیشن کا معاملہ نہیں اور اس کمیٹی نے professionally بھی اور بہتر view point سے کام کیا ہے جو قابل تعریف ہے۔ شکریہ۔

PUTTING UP OF THE RECOMMENDATIONS TO THE NATIONAL ASSEMBLY ONE BY ONE, FOR APPROVAL.

سینیٹر احمد علی ۔ جناب چیئرمین ! میری گزارش ہے کہ ایک ایک recommendation کو put up کیا جائے تاکہ اس پر consensus develop ہو جائے۔

Thank you.

Mr. Deputy Chairman: Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

Senator Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder: Mr. Chairman sir! the first recommendation stands in my name and I have the honour to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that in the Factories Act, 1934, Clause 3 (2) shall be substituted as under. No.2, in Sub Section 1 (b) of Section 45, for the first proviso the following shall be substituted namely, provided that if the employer arranges for the transport facility, a woman with her consent may work upto 10 p.m. in two shifts. and No.2, the second proviso shall be omitted.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی،جناب چیئرمین! میں Point of order بھنڈرصاحب کی اس تجویز کو oppose تو نہیں کروں گا کیونکہ کمیٹی کے اندر ہم نے یہ consensus بنایا تھا لیکن میں آپ کی توجہ اس طرف دلاؤں گا کہ وہاں ہمارے بہت سے ساتھیوں کا خیال تھا جن میں پروفیسر خورشید احمد صاحب' محمد اسحاق ڈار صاحب اور ڈاکٹر خالد محمود

سومرو صاحب بھی شامل ہیں کہ یہ amendments جو Finance Bill کے through کی جا رہی ہیں یہ آئین کے Provision No.73 کے خلاف ہیں اور ان دفعات کو کسی بھی طور پر Money Bill نہیں قرار دیا جا سکتا - یہ Finance Bill میں amend نہیں ہونے چاہئیں گو کہ ہم اس amendment کو support کریں گے اور ہم چاہیں گے کہ یہ قومی اسمبلی کو جائے لیکن ہم چاہتے ہیں کہ حکومت اس بات کو ensure کرے ' آگے ایک اور recommendation بھی اس سلسلے میں آ رہی ہے کہ حکومت اس بات کو ensure کرے کہ kindly ان قوانین کو جو Money Bill کے زمرے میں نہیں
آتے' جو Finance Bill میں نہیں آنے چاہئیں ان کو اس طرح سے amend کرکے اور سینیٹ کی جو jurisdiction ہے اس کو oust کرنے کی کوشش نہ کرے۔ بہت مہربانی۔

Mr. Deputy Chairman: He has given his opinion but it is unanimous. The honourable Minister has taken note of his opinion. There is no opposition.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved. Next.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: It is also in the name of Dr. Kausar Firdus. It is No. 2, I beg to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that in the Professional Tax Limitation Act, for sub-Section (1) of Section (2), the following be substituted.

No. 2. A Limitation of Tax on Profession etc.

" No. 1, Notwithstanding the provisions of any law for the time being in force, Provincial Assembly may, by an Act, impose tax not exceeding 100,000/- rupees on persons engaged in professions, trade,

callings or employments."

Mr. Deputy Chairman: Not opposed. Since there is no opposition, the recommendation is approved.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 3, is sir, that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that in sub-Clause 2 of Clause 5, after the word "anything" and before the word "in" occuring in line 3, the word "contained" be inserted.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 4 sir, the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that sub-Clause 3 of Clause 7 be deleted.

Mr. Deputy Chairman: We will send the cyclostyled copies immediately in the press.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 5, sir, the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that for sub-Clause 2(g) of Clause 8, the following be substituted:-

(g) After sub-Clause (sss), the following be added as sub-Clause (sss):-

"(sss) Surcharge means an amount or charge required to be paid under Sections 21 (a), 83, 86, 98 and 202 (a) or any surcharge payable as such under this Act".

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the

recommendation is approved.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 6, sir, that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that sub-Clause (3) of Clause 8 be substituted as under:-

(3) In Section 18, after sub-Section (4), the following new sub- Section shall be inserted namely:-

(5) The Federal Government may, by notification in the official Gazette, levy an additional customs duty on automotive vehicles and parts as are specified in five percent of value of such goods as determined under Section 25.

(6) The additional custom-duty levied under sub-Section (5) shall be.

(a) in addition to any duty imposed under sub-Section (1) and (3) or under any other law for the time being in force; and

(b) leviable on and from the day specified in the notification issued under that sub-Section, notwithstanding the fact that the official Gazette in which such notification appears is published at any time after that day".

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 7, sir, that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that sub-Clause (3) of Clause 8 be deleted.

That in sub-Clause (8) of Clause 8, for the words "any person on demand by the appropriate officer of Customs by notice in writing as specified in the notice", the words" an appropriate officer of the Customs may, by notice in writing require any person to" be substituted.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 8, sir, that the Senate of Pakistan recommends to National Assembly that sub-Clause (2) of Clause 8 be deleted.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 9, sir, I beg to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that sub-Clause (21) of Clause 8 be deleted.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 10, sir, I beg to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that in sub-Clause (23) of Clause 8, for the word "seven", the word "ten" be substituted.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 11, sir, I beg

to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that in sub-Clause (32) of Clause 8, for the word "department", the words "appropriate officers of Customs" be substituted.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved.

Senator Chaudhry Muhammad Anwar Bhinder: Next is, I beg to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that sub-Clause 34 of Clause 8 be substituted as under:

(34) In Section 156 in sub-Section (1), in the table (a) for Serial No. 15 and entry relating thereto in column (1), (2) and (3) the following shall be substituted namely;

(1)	(2)	(3)
"12 If a person contravenes the provisions of Section 26 or to furnish any information as required by the rules.	Such person shall be liable to a penalty not exceeding one million rupees and on conviction by a Special Judge shall be liable to imprisonment for a term not exceeding one year or with both	26(1) and 26(4)

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved. Next please.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 13, sir, I beg to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that in sub-Clause (34)(d) of Clause 8 for the words "not exceeding" occurring in line 4 of column 3 the words "which may extend

to" be substituted.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 14, sir, the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that in sub-Clause (34)(f) of Clause 8 for the words "not exceeding" the words "which may extend to" be inserted in column 3.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved. Next please.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 15, sir, the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that in sub-Clause (36) (a) (2) of Clause 8 after the word "assign" and before the word "any" occurring in line 4 the words "or transfer" be inserted.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved. Next please. Do you want to give an opinion.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, Bhinder sahib could clarify it. Sir, in the first recommendation, it says, "that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the Factories Act," so, there is clear that the amendment is in the Factories Act. In the second recommendation, it says, "that the Professional Tax Limitation Act of 1941," but subsequently, and I may be wrong, I just want to be corrected on this, everywhere it says that the Senate of Pakistan recommends to the

National Assembly that sub-Clause (3) (a) of Clause (7) be deleted, may be dropped. Now, I don't understand that of what law. Are we talking of sub-Clause (3) (a) of Clause (7)?

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, first of all it is in respect of the Factories Act and sir, the second is Professional Limitation Act, 1941 and third is, sir, Public Investment Finances Safeguard Ordinance, 1960. Sir, that is in the report and that should have been there.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, so my suggestion would be that this correction be made in all of the recommendations that the Act should be specified because otherwise.....

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: That is there in the report, Clause 5 and Act. We will include it in them.

Mr. Deputy Chairman: Yes, Senator Safdar.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! جب ہم نیشنل اسمبلی کو transmit کریں گے تو یہ transmit ہوگا۔ لہٰذا میں رضا صاحب کو second کروں گا کہ رپورٹ میں تو موجود ہے بالکل لیکن وہ چیز اس میں reflect کرنی چاہیے ورنہ مناسب نہیں ہوگا وہ نیشنل اسمبلی میں اسی طرح چلی جائے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب! ہم جب transmit کریں گے تو اس رپورٹ کے مطابق کریں گے۔ یہ recommendations اس رپورٹ کے مطابق ہیں۔ اس میں یہ لکھ کر دے دیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، مطلب یہ ہے کہ اس میں یہ Bills کا mention ہو جانا چاہیے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، بالکل۔ I agree. دیکھیں ناں! یہ لکھا ہوا تھا اور یہ اس کے بعد دفتر والوں نے اس کو نہیں لکھا لیکن آگے ہم دیکھ کر بھیجیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جہاں unanimity ہوگی وہاں insurance بھی ہوگی۔ It will be reflected. Yes, Wasim Sajjad sahib.

Senator Wasim Sajjad: Sir, there is an omission. "If a person contravenes the provision of Section 26 or refuses to furnish,"

یہ لفظ "refuses" رہ گیا تو اس کو میرے خیال میں add کر لیں "or refuses to furnish any information as required by the rules." In Clause 12, amendment No.12.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، یہ چونکہ جلدی میں ہوا ہے۔ اس لیے۔

Senator Wasim Sajjad: So, in fact, sir, I would suggest that the Secretariat may look after all these typographical errors and correct them accordingly.

Mr. Deputy Chairman: Next please.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: No. 16. I beg to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that in Sub-clause 3 of Clause 9, the proviso be substituted as under:

Provided that no overtime shall be payable to a contract worker employed on piece rate basis.

Mr. Deputy Chairman: The condition is approved.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: And the law becomes sir is that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that after Sub-clause (36) of clause (8), the following new sub-clause be inserted:

36 (a) in sub-section of section 193 for the word "section", the words and figures section 79 and 80, and.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved. Next, Senator Babar Awan, Prof. Khurshid, please move.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman! I seek the leave of the House on behalf of myself and Senator Haroon Khan, Senator Babar Awan, Senator Muhammad Ishaq Dar, the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that. CVT on brokerage transactions and trading transactions should be fixed at 0.02 and 0.04%, respectively.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved. Next to be moved by Senator Haroon. On his behalf.

Senator. Dr. Safdar Ali Abbasi: I beg to move that the Senate of Pakistan recommmends to the National Assembly that for the manufacturing sector to grow at a respectable rate, it is imperative that the Finance Bill, 2006-2007 introduced long term fixed interest rate financing at 10% per annum.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved. Next, Prof. Khurshid Sahib, No.20.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, I seek leave of the House to move on behalf of myself and Senator Saadia Abbasi and

Senator Dr. Javed Leghari the following motion.

The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the rate of return profit on all the National Saving Schemes should be increased keeping in view the inflation rate and libor.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved. Next please.

Senator Rehmatullah Kakar Advocate: I beg to seek the leave of the House to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that salaries of Government Employees should be raised by 17.5% across the board.

Mr. Deputy Chairman: Sincre there is no opposition, the recommendation is approved. Next please.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, I seek the leave of the House to move on my behalf and on behalf of Senator Nisar A. Memon, and Senator Mrs. Gulshan Saeed the following motion:

The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that Banks and financial institutions should spend 2% of the net profits on education and health.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved. Next.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: I seek the leave to move on behalf of myself, on behalf of Senator Prof. Khurshid Ahmed and Senator Enver Baig that the Senate of Pakistan recommends to the

National Assembly that the State Bank of Pakistan should ensure that the depositors return should not be less than 1% below libor so that profits earned by banks on advances should be judiciously shared with the depositors.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved. Next please.

Senator Syed Dilawar Abbas: Mr. Chairman! I seek the leave of the House to move on my behalf and on behalf of my colleague Senator Saadia Abbasi that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that there should be a mechanism for maintaining buffer stocks in order to ensure supply of essential commodities that at the time of shortages including the use of regulatory duty at an appropriate time. Thank you, sir.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved. Next please.

Senator Muhammad Amjad Abbas: I beg to move on behalf of myself, Senator Muhammad Azam Khan Swati, Senator Liaquat Bungalzai and Senator Rukhsana Zuberi that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that withholding tax on cheques withdrawals should be 0.1% for amount exceeding Rs. 25,000/- and 0.2% for amount exceeding Rs.50.000/-.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recommendation is approved.

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, Recommendation No. 26, I beg to move on my behalf and on behalf of Senator Haroon Khan. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the interest rate of Export Refinance may be reduced to 6% per annum.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved. Recommendation No. 27 please.

Senator Dr. Khalid Mahmood Soomro: Thank you, Mr. Chairman! I beg to move on my behalf and on behalf of Senator Rukhsana Zuberi and Senator Saadia Abbasi. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the rate of withholding tax on purchase of locally manufactured and imported new cars may be unified.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved. Recommendation No. 28, Prof. Khurshid Ahmed.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: I seek the leave of the House to move on my behalf and on behalf of Senator Ilyas Ahmed Bilour and Senator Pari Gul Ahgha, the following. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the provinces should be allowed to pay back the expensive loans from the Federal Government out of the proceeds of concessional borrowing.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved. Recommendation No. 29 please.

Senator Ratna Bhagwandas Chawla: Sir, I beg to move on

my behalf and on behalf of Senator Razina Alam Khan and Senator Bibi Yasmeen Shah. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that pending cases of the write off of widow loans announced in 2005 should be expedited.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved. Recommendation No. 30 please.

Senator Engr. Rukhsana Zuberi: I beg to move on behalf of Senator Muhammad Amin Dadabhoy and Senator Mehtab Ahmed Khan Abbasi. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that Monopoly Control Authority should be transformed into Competition Commision.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved. Recommendation No. 31, Mr. Kamran Murtaza.

Senator Kamran Murtaza: Sir, I beg leave of this House on my behalf and on behalf of Senator Muhammad Ibrahim Khan, Senator Sardar Latif Khan Khosa and Senator Raza Muhammad Raza. I move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that Federal Bureau of Statistics may be made autonomous and its composition may include independent professionals, businessmen, media personnel, bureaucrats and parliamentarians.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved. Recommendation No. 32, Senator Mian

Raza Rabbani.

Senator Mian Raza Rabbani: I seek the leave of the House on my behalf and on behalf of Senator Liaquat Ali Bungalzai and Senator Abdur Rahim Khan Mandokhel to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the Public Accounts Committee should be reconstituted to include members from both Houses of the Parliament.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved. Recommendation No. 33, Prof. Khurshid sahib.

Senator Prof. Khurshid Ahmed: I seek the leave of the House on my behalf and on behalf of Senator Dr. Khalid Ranjha and Senator Farooq H. Naek. I move the following, the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the annual Finance Bill should be strictly within the scope of Article 73 of the Constitution and should not change the other laws having no direct nexus with the Finance Bill.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved. Recommendation No. 34, Senator Bungalzai.

Senator Liaquat Ali Bungalzai: I beg to move the Recommendation No. 34, on behalf of my colleagues, Senator Dr. Abdul Malik and Senator Nawab Ayaz Khan Jogezai. The Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that NFC award must be announced without delay as envisaged in Article 160 of the Constitution.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved. Recommendation No. 35, Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the Parliament must have established a Parliamentary Institute of Research and Studies for promoting research and law making and providing full data and facilities to the members for efficient discharge of their functions. The grant of an aid of 20 million may be made for purchase of land in Islamabad for establishment of the said institute.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition, the recomendation is approved. Senator Wasim Sajjad Sahib.

Senator Wasim Sajjad: Sir, I beg to move on my own behalf and on behalf of Senator Naeem Hussain Chatta, Senator Javed Ali Shah, Senator Farooq Naik, Senator Babar Awan that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that appropriate amendment to the Constitution may be tabled so as to give at least 15 days to the Senate for sending its recommendations to the National Assembly in respect of the Finance Bill and Anual Budget Statement.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation stands approved. Senator Safdar Ali Abbasi Sahib, please move the next.

Senator Dr. Safdar Ali Abbasi: I myself, Senator Kulsoom

Parveen and Senator Prof. Ibrahim Khan beg to move that the Senate of Pakistan recommends to the National Assembly that the future privatisation of state run units should preferably be carried out by disinvestment to Stock Exchanges of Pakistan wherever feasible.

Mr. Deputy Chairman: Since there is no opposition the recommendation is approved.

یہ تو ہو گیا ماشاء اللہ۔ جی صفدر عباسی صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب پچھلے تقریباً تین سال سے ہم یہ exercise کر رہے ہیں کہ ہماری recommendations قومی اسمبلی کو جاتی ہیں لیکن ابھی تک وہاں پر ایسا کوئی mechanism devise نہیں ہوا کہ ہماری یہ recommedations وہاں پر کس طرح take up کی جاتی ہیں تو House Business Advisory Committee کی meeting میں بھی ہم نے حکوت کے سامنے بھی اور چیئرمین صاحب کے سامنے یہ بات رکھی تھی کہ کوئی ایسا mechanism بنانا چاہیے جس کے تحت ان recommendations کو لیا جائے کیونکہ اب تک چاہے وہ amendment adopt کی گئیں ہیں یا reject کی گئیں ہیں تو وہ بہت cursory انداز میں یعنی تیزی والے انداز میں کی گئیں ہیں۔

مجھے پتہ نہیں ہے کہ یہاں پر Minister of Parliamentary Affairs بھی بیٹھے ہیں، Minister for Finance بھی بیٹھے ہیں، Leader of the House بھی بیٹھے ہیں۔ Kindly اگر آپ ہمیں apprise کریں کہ انہوں نے کوئی mechanism بنایا ہے کہ National Assembly میں کس طرح ہماری recommendations take up کی جائیں گی؟

Mr. Deputy Chairman: Senator Anwar Bhinder is on the floor

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب والا! گزارش یہ ہے کہ جو point جناب صفدر عباسی صاحب نے raise کیا ہے یہ ہماری committee میں بھی discuss ہوا تھا اور آیا تھا اور اس پر سیر حاصل بحث بھی ہوئی تھی لیکن میرے خیال کے مطابق میں یہ عرض کروں کہ یہ ایک

بڑی تاریخی بات ہے اگر میں یہ کہوں کہ مبالغہ نہیں ہوگا کہ جس طرح وہاں بیٹھ کے ایک برادرانہ انداز میں بغیر اپوزیشن کا تصور رکھتے ہوئے اور بغیر majority party کا تصور رکھتے ہوئے جس طرح بیٹھ کے مفاہمت سے بات ہوتی ہے اور اس طرح کھلے دل سے اور کھلے ذہن کے ساتھ بات ہوتی ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ مثال ہماری فنانس کمیٹی کی اپنی ہی مثال ہے اور عام طور پر Houses میں اس طرح نہیں ہوتا۔ لیکن الحمدللہ! ہم اس معاملے میں اپوزیشن کے بھی شکر گزار ہیں کہ ان کا role ہمیشہ constructive رہا ہے اور پھر جناب اس میں جو متعلقہ ministries ہوتی ہیں وہ بھی آتی ہیں اور یہ ساری چیزیں ان کے ساتھ بیٹھ کے طے ہوتی ہیں اور یہ unanimous recommendations صرف اس لحاظ سے نہیں کہ ہم اور یہ مان گئے ہیں بلکہ اس میں ministries کے Heads یا Secretaries بھی آئے اور ان کے ساتھ بیٹھ کے یہ recommendations تیار کی گئی ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو common recommendations گئی ہیں ہماری کمیٹی کی meeting میں Minister of State نے بھی کافی وقت دیا ہے اور انہوں نے بھی ہر معاملہ میں اپنی رائے ظاہر کی ہے اور وہ بھی ہماری ساری discussion کا حصہ رہے ہیں اور میں سمجھتا ہوں اس میں جو بھی ہماری unanimous recommendations ہیں ان کو ضرور weight ملے گا اور چونکہ وہ خود ساری discussion میں شامل رہے ہیں اس لیے حکومت خاطر خواہ طور پر عمل درآمد کی کوشش کرے گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، لیاقت بنگزئی صاحب۔

سینیٹر حاجی لیاقت علی بنگزئی، مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ 268 recommendations ہیں' جن میں میرے اور رحمت اللہ کاکڑ صاحب کی طرف سے بھی 7 recommendations ہم نے دی تھیں مجھے اس ساری رپورٹ میں میرے اور میرے colleague رحمت اللہ صاحب کی recommendations کا کہیں وجود بھی نہیں ہے ۔ Its just to keep the record straight.

جناب ڈپٹی چیئرمین، وہ اتنی دیر دیکھ لیتے ہیں۔ سواتی صاحب کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

صفدر صاحب۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، میں سمجھتا ہوں کہ بھنڈر صاحب نے بالکل صحیح کہا کہ ہماری بڑی unanimity ہے اور سارے process اپوزیشن کے علاوہ حکومت بھی شریک رہی اور میں Minister for Finance کا شکریہ ادا کروں گا کہ انہوں نے ہمارا ساتھ دیا گو کہ انہیں نیشنل اسمبلی میں بھی جانا ہوتا تھا لیکن اس سارے پراسس میں انہوں نے ہمارا بڑا مکمل ساتھ دیا ہے میں اس سے بالکل نا اتفاقی کا اظہار نہیں کر رہا۔ میرا صرف ایک ہی point تھا کہ پچھلی دفعہ Business Advisory Committee میں بھی اور ان تینوں کی موجودگی میں بھی----

(Interruption)

جناب ڈپٹی چیئرمین، I am sorry to interrupt راجہ صاحب یہ please پریس والوں کو کاپی بھجوا دیں۔ہاں' وہ لے کر چلا گیا ہے پریس والوں کے پاس information ہونی چاہیے کہ اتنا بڑا proceess ہوا ہے with unanimity and grace. This message is for everybody. Thank you very much.

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب! میں ان تینوں اشخاص جو بیٹھے ہوئے ہیں' ان کا میں صرف فائدہ اٹھانا چاہتا ہوں کہ کوئی procedur device نیشنل اسمبلی کو کیا گیا---

سینیٹر کامل علی آغا، یہ کوئی اچھی بات نہیں ہے ابھی بیس منٹ پہلے Chair کی طرف سے کہا گیا کہ پریس کو کاپی دیں ۔ بیس منٹ کے اندر وہ ۱۰ کاپیاں وہاں نہیں پہنچا سکے۔

Mr. Deputy Chairman: Your point is carried.

اس کے بعد adjournment کے بعد--

سینیٹر کامل علی آغا، ان کا یہ طریقہ کار درست نہیں ہے ۔ یہ آج تک ہاؤس کی طرف سے ان کو برداشت کیا جا رہا ہے اس لیے یہ سارے معاملات خراب کرتے ہیں اور یہ جتنا معاملہ media میں جائے گا یہ گورنمنٹ کے ذمے پڑے گا ۔ یہ ساری slackness سیکریٹریٹ سٹاف کی ہے ۔ سیکرٹری صاحب یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اس کا نوٹس لیں اور جو ذمہ دار ہے آج اس کو sack کریں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اس کا بالکل نوٹس لیں گے اور اس پر we will make comments

سینیٹر صفدر عباسی بات کر رہے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر صفدر علی عباسی، جناب ! میں ابھی تک بات کر رہا ہوں۔ یہ حکومت کے بڑے senior ہیں۔ میں response کے انتظار میں ہوں کہ کیا طریقہ کار ہوگا جس طریقے سے ہماری یہ recommendations نیشنل اسمبلی میں take up کی جائیں گی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر وسیم سجاد صاحب۔

سینیٹر وسیم سجاد، جناب والا! سب سے پہلے تو میں جناب احمد علی صاحب کو مبارکباد پیش کروں گا اور تمام ممبران فنانس کمیٹی کو جنہوں نے بڑی محنت اور لگن سے کام کیا اور ایکبہت بڑے کام کو ایک بڑے اچھے طریقے سے سلجھایا اور ۳۷ ایسی سفارشات پیش کیں جن پر تمام ہاؤس متفق ہے۔

دوسرا سوال جو صفدر عباسی صاحب نے اٹھایا ہے یہ بہت اہم سوال ہے۔ اس سوال کو جو ہماری committee کی meeting ہوئی تھی، چیئرمین صاحب کے ساتھ، اس میں یہ اٹھایا گیا تھا۔ یہ recommendations جو ہم دیتے ہیں آئین کے تحت یہ ہماری ایک ذمہ داری ہے۔ یہ جو نئی ذمہ داری سونپی گئی تھی جس کے تحت لکھا ہوا تھا کہ budget statement ہمارے سامنے آئے گا and we shall make recommendations اس کا مطلب یہ ہے کہ غور و خوض کے بعد سینیٹ جو کہ ایک ادارہ اور ایوان بالا ہے۔ اس پر غور و خوض کے بعد تجاویز جائیں گی اور پھر یہ لکھا ہوا ہے کہ The National Assembly shall consider اب consider کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ سرسری طریقے سے اس کو ٹال دیا جائے۔ consider کا مطلب ہوتا ہے کہ اس چیز کو جو بھیجی گئی ہے، اس کے جواز کو دیکھیں؛ اس کو discuss کریں۔ اس کے pros and cons دیکھیں اور اس کو باقاعدہ بحث کے بعد reject کریں یا منظور کریں لیکن سرسری طریقے سے اس کو نبٹا دینا آئین کے مطابق نہیں ہے۔ it is their duty to consider, consider کا مطلب ایک بہت consideration میں یہ ہوتا ہے کہ اس

پر وقت لگتا ہے' اس کو دیکھا جاتا ہے ' اس کو discuss کیا جاتا ہے اور اس کو واضح کیا جاتا ہے کہ جی یہ Senate کی طرف سے تجویز آئی ہے اور یہ بھی اس پر اہمیت ہوگی کہ یہ تجویز متفقہ طور پر پیش کی گئی ہے تو ابھی تک اس کا کوئی طریقہ کار وضع نہیں ہو سکا ہم نے تجویز یہ دی تھی کہ چیئرمین صاحب سپیکر سے پہلے ایک meeting کریں اور سپیکر کے ساتھ چاہے اپنے ساتھ کوئی دو چار ممبر لے لیں ' پہلے اپنی in House ایک meeting ہو جائے تاکہ وہ طریقہ کار طے کر سکیں کہ کیا وہ طریقہ کار ہونا چاہیے کہ ہماری تجاویز کو باقاعدہ consider کیا جائے۔ میں اس سلسلے میں سمجھتا ہوں کہ ہم شاید ہندوستان کا جو تجربہ ہے اس سے بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں کیونکہ یہ طریقہ کار ہندوستان میں کافی عرصے سے ہے کہ وہاں پر بھی ان کا جو راجاسبھا ہے وہ recommendations بھیجتے ہیں lower House کو اور وہاں پر ان کو consider کیا جاتا ہے۔ تو اس میں یہ بھی ہو سکتا ہے کہ National Assembly کی کمیٹی بیٹھ جائے۔ National Assembly کی ایک کمیٹی بیٹھ جائے اور وہ ان تجاویز پر غور کرے۔ ہمیں بھی بلا لیں' ہم اپنے ایوان سے اپنے نمائندے بھیج سکتے ہیں۔ ان سے بیٹھ کر discuss کریں' ہو سکتا ہے کہ کئی چیزیں ان کے لئے اتنی clear نہ ہوں کیونکہ ہماری کمیٹی نے تو بڑی تفصیل کے ساتھ اس پر بحث کی ہوتی ہے۔ تو میرے خیال میں شاید یہ مناسب ہو۔ میں ایک تجویز دے رہا ہوں کہ National Assembly ایک کمیٹی بنا دے جس میں ان تجاویز پر غور ہو۔ ہمارے کچھ نمائندے وہاں پر جاکر ان سے discuss کریں اور پھر وہ کمیٹی تجویز دے اور پھر وہاں جب کوئی تجویز جائے اس کو رد نہ کیا جائے۔

It is just off the cuff that I am making a suggestion but I am sure there can be other suggestions, better suggestions which we can suggest to our own Chairman and then he should discuss with the Speaker and then have them incorporated in the Rules of the National Assembly. It should become part of the Procedure because this is a Constitutional requirement. It can not be just by passed. It has to be given the weight which it should be given, being a Constitutional requirement and a Constitutional

obligation.

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی لیاقت بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین صاحب! مجھے انتہائی معذرت کے ساتھ کہنا پڑ رہا ہے کہ چونکہ وہ مجھ سے صرف نظر ہوا تھا۔ Page 49 پر ہمارے باقاعدہ تجاویز تھے جس کے لئے میں معذرت خواہ ہوں۔ میں ایک بار پھر آپ کے توسط سے اپنے Standing Committee کے چیئرمین سے معذرت خواہ ہوں۔

Mr. Deputy Chairman: Thank you very much. Senator Azam Khan Swati sahib.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، جناب چیئرمین! میں Finance Committee کے مثبت کاوش کی جو انہوں نے لگن سے کی ہے اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ہم دل و جان سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی محنت کا ان کو صلہ دے۔ ایک بات میں کم از کم کہوں گا' Leader of the House تو خیر چلے گئے لیکن ہمارے دو وزراء صاحبان یہاں موجود ہیں اور ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر کسی موقع پر یہ Constitutional Amendment کر دیں اور ہماری سینیٹ کی جو Standing Committee for Finance ہے اور National Assembly کی Standing Committee for Finance ہے ان کو merge کرنے کی کوئی صورت بنائی جائے تو اس سے بڑے فوائد حاصل ہوں گے۔ اس سے ایک تو وقت ضائع نہیں ہوگا۔ دوسرا یہ ہے کہ consensus دونوں ایوان کے درمیان پیدا ہوگا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے ہمارے وزراء صاحبان کا بہت بڑا وقت بچے گا۔ اس سے جو ہم کہتے ہیں کہ فالتو اخراجات ہوتے ہیں اس پر بھی کم از کم قدغن لگ جائے گی۔ کسی طریقے سے اگر کبھی ایسا موقع ہو اور یہ Constitutional Amendment اگر بھیجی جائے تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ بہتر ہوگا۔ میں اپنے طور پر یہ suggestion دے رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، آپ کی طرف آ رہا ہوں ۔ سب کو موقع ملے گا۔ جی مندوخیل صاحب۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل ، جناب والا! ہم نے recommendations بھیجی تھیں اور پھر ہماری وہ recommendations Democratic Alliance کے recommendations میں ضم ہوکر رپورٹ جو پہلے تیار ہو رہی تھی اس میں شامل ہیں۔ جناب والا! اس میں ہم نے جو مختلف recommendations دی ہیں ان میں ہمارے صوبے میں پانی کے storage کے لئے بھی recommendation ہم نے دی تھی۔ پھر roads اور transmission line ڈیرہ غازی خان لورالائی اور ڈیرہ اسماعیل خان ژوب کے بارے میں دیا تھا۔ ہمارے وزیر لیاقت جتوئی صاحب نے یہاں پر load shedding کے بارے میں بحث کے دوران یہ assure بھی کیا تھا کہ یہ ہوگا۔ اسی طرح پھر ریلوے سیکشن کوئٹہ سے بوستان اور ژوب کے حوالے سے دیا ہے۔ پھر لائیوسٹاک کے بارے میں دیا تھا۔ اس کے بعد ہم نے لیویز کے لئے رقم رکھنے کااور ان اداروں کے لئے 8 billion تک رقم ہے' اس کے مقابلے میں levies کے لئے رقم کی recommendation دی تھی اور ایک agriculture university گرم علاقوں کے لئے۔ قلات سے لے کر ہمارا شمالی صوبہ سرد علاقہ ہے' اس کی agriculture products ہیں' یہ سرد علاقے ہیں تو ان کے لئے ہم نے recommendation دی تھی کہ اس میں university ہو۔ وہاں ایک agriculture college ہے' اس کو raise کر کے یونیورسٹی بنائی جائے۔ ہم نے Finance Committee میں بات کی اور Finance Committee نے ہمیں موقع دیا کہ Planning اور Development Division میں اپنے موضوعات کو لے آئیں۔ اس میں جو کچھ تھا' جو recommendations تھیں ان پر انہوں نے ایک قسم کی assurance دی یا ایک ہماری understanding پیدا ہوئی کہ وہ ان پر کام کریں گے۔ وہ آئے لیکن اچانک' ان دو issues پر۔ ایک levis کا اور ایک agriculture university کا' وہ بھی سرد علاقوں کے لئے ہیں۔ یہ مسلسل recommendations میں آرہی تھیں' پھر آخر میں اس پر کا consensus نہیں بنا تو ہمیں یہاں حق دیا گیا کہ ہم اس پر بحث کر سکتے ہیں یا agitate کر سکتے ہیں؛ جب یہاں final report lay ہوئی تو جناب! آپ صفحہ 46 پر دیکھیں' paragraph 45 صفحہ 39 اور یہی paragraph صفحہ 46 یہ delete کر دی ہیں۔ ہم یہ request کریں گے کہ اس پر بحث ہو' ان دو issues پر۔

ایک levies اور دوسرے agriculture university ان کے لئے رقم کی allocation کرنے کے لئے اور ایک agriculture university سرد علاقوں کے لئے، ان کے لئے ہم agitate کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، عبدالرحیم مندوخیل صاحب! احمد علی صاحب جب wind up کریں گے تو اپنے remarks دیں گے تو اس میں پوچھ لیتے ہیں۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل: یہ ...with due respect

جناب ڈپٹی چیئرمین، میرا خیال ہے کہ پورا finish کر کے پھر آپ پر آ کر culminate کریں۔

سینیٹر احمد علی، اس کو کل discussion کے اندر لے لیں گے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، جی ٹھیک ہے تو we will take it up tomorrow on Monday, next working day. سینیٹر مرتضیٰ صاحب۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! میرا point of order Committee کے طریقہ کار کے متعلق ہے کہ no doubt انہوں نے بہت محنت کی ہے اور ---

Mr. Deputy Chairman: I think, you are giving your opinion.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جی، میں چھوٹی سی بات ذرا عرض کر دیتا ہوں، انہوں نے 37 recommendations دی ہیں، بڑی محنت کی ہے اور انہوں نے اس پر کام کیا ہے، مگر بہت سی recommendations جو ہم نے دی تھی، میں نے دی تھیں، دوسرے ساتھیوں نے دی تھیں، وہ انہوں نے drop کر دی ہیں، reject کر دی ہیں۔ جناب! دو اصول وضع کئے گئے ہیں، جب بھی کوئی فیصلہ کیا جاتا ہے تو اس کے لئے دو اصول ہوتے ہیں، ایک اصول یہ ہے کہ کسی کو سنے بغیر کوئی rejection نہیں ہوتی اور انہوں نے جتنے بھی drop کئے ہیں۔ ہم اس کے mover تھے، ہمیں سنے بغیر کئے ہیں، ہم اس کے mover تھے، ہمیں سننا چاہیے تھا۔

دوسرا اصول ان سے متعلق نہیں ہے، غصے میں کوئی rejection نہیں ہوتی، کوئی order pass نہیں ہوتا اور دوسری بات یہ ہے کہ سنے بغیر۔ دوسرا جو آپ پر applicable نہیں

ہے، مجھے پتا ہے کہ آپ کو غصہ بہت آتا ہے، معافی چاہتا ہوں مگر کم از کم mover کو بلوا لینا چاہیے تھا، سن لینا چاہیے تھا۔ جناب! میری بات تو سن لیجیئے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، احمد علی صاحب! پروفیسر خورشید کے بعد پھر آپ کی باری آئے گی۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، اب مجھے یقین ہو چلا ہے کہ جناب! یہ جو rejection ہوئی ہے، انہوں نے دوسرے اصول کو violate کرتے ہوئے کی ہے۔ کم از کم ہمیں بلا کر سن لیتے، ہماری بات سن لیتے اس کے بعد جو بھی فیصلہ کرتے، دس ساتھی اس میں موجود تھے، یقیناً انہوں نے اچھی بات کی ہو گی۔

Mr. Deputy Chairman: Still we have time.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، کبھی wiser کو more wiser بنا دیتا ہے، دوسرے کو بلا کر سن لینا چاہیے تھا۔ بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، پروفیسر خورشید صاحب۔ رحمت کاکڑ صاحب! پروفیسر خورشید صاحب کر لیں، آپ وہی دوبارہ دہرائیں گے۔ نہیں رحمت کاکڑ صاحب۔

سینیٹر احمد علی، جناب! جواب دینے دیں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، اچھا جی۔

سینیٹر احمد علی، جناب! ہم نے ہر سینیٹر کو بلایا، وہ آئے، مندوخیل صاحب گواہ ہیں، ہم نے آپ کو بھی بلایا مگر آپ تشریف نہیں رکھتے تھے۔ یہ کہنا بڑا آسان ہے، آپ کی بڑی مہربانی کہ آپ محنت کر رہے ہیں لیکن ہم نے بلایا ہے، سنا ہے، ہم نے آپ کو بھی بلوایا تھا، آپ نہیں تھے۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، موبائل فون باتھ روم میں بھی پاس ہوتا ہے، اگر بلوانا ہوتا تو موبائل پر بھی بلوا سکتے تھے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، بہت سے دوست گواہ ہیں کہ ہم نے آپ کو بلوایا، ہمیں report ملی کہ آپ House میں موجود نہیں ہیں۔ کئی اور سینیٹر صاحبان ایسے تھے جو کہ

موجود نہیں تھے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر رحمت کاکڑ صاحب کچھ کہہ لیں تو پھر آپ کو۔

سینیٹر رحمت اللہ کاکڑ(ایڈوکیٹ)، جی شکریہ' میں House کی دونوں اطراف کو points پر unanimously agree ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں لیکن ساتھ ہی آپ کے توسط سے حکومت وقت یا National Assembly اور Finance Minister Sahib سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ خدارا! پچھلے سالوں کی طرح ہماری ان recommendations کو بھی ردی کی ٹوکری میں نہ ڈالا جائے' یہ Upper House کو degrade کرنے والی بات ہے' مجھے امید ہے کہ اس دفعہ چونکہ عمر ایوب خان خود ان recommendations کا part رہے ہیں اور اس میں شک نہیں کہ اس میں ان کی کاوشیں بھی شامل ہیں تو جن points پر unanimously agree ہوئے ہیں' ان کو اس finance bill کا حصہ بنایا جائے۔ Thank you.

جناب ڈپٹی چیئرمین، پروفیسر خورشید صاحب۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، شکریہ جناب چیئرمین۔ مجھے آپ کے توسط سے چند ضروری باتوں کی طرف توجہ دلانی ہے۔ پہلی بات تو یہ on record آ جانی چاہیے کہ unanimous تجاویز بہت بڑی achievement ہے اور ہم سب اس پر فخر محسوس کرتے ہیں اور ایک دوسرے کے تعاون کا اعتراف کرتے ہیں لیکن آپ یہ بات بھی سامنے رکھیں کہ ان unanimous recommendations کے لیے ہم میں سے ہر ایک کو کچھ قربانی دینی پڑی اور یہ کوئی معمولی چیز نہیں تھی۔ بہت سے معاملات تھے' بڑا مشکل تھا' consensus کی خاطر ایسی چیزیں جنہیں ہم بہت ضروری سمجھتے تھے' ہم نے ان کو بھی withdraw کیا تو National Assembly کو اس کا لحاظ پوری طرح رکھنا چاہیے۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وسیم سجاد صاحب نے اس معاملے میں بڑا اچھا آغاز کیا ہے کہ consider کے معنی کیا ہیں۔ National Assembly کو یہ سوچنا چاہیے۔ حکومت اور دونوں ایوانوں کے جو نمائندے ہیں ان کا فرض ہے کہ اس معاملے کو آگے بڑھائیں۔ میں اس سلسلے میں تین تجاویز دینا چاہتا ہوں۔

پہلی تجویز یہ ہے کہ جس طرح National Assembly میں بجٹ پر debate کے لیے hours مقرر ہوتے ہیں اور اس سال کے لیے پچاس گھنٹے مقرر کیے گئے ہیں' اسی طرح Senate کی تجاویز پر غور کرنے کے لئے بھی ایک وقت allot کیا جائے۔ دو' تین گھنٹے کا وقت مقرر ہوگا جو ہمارے سینیٹرز وزیر ہیں وہ وہاں ہمارے نمائندوں کی حیثیت سے ان تجاویز کو pilot کریں اور discussion کریں' اس طرح ایک روایت قائم ہو گی۔

دوسری چیز جو میں کہنا چاہتا ہوں اور میرے بھائی اعظم سواتی صاحب نے اپنے انداز میں اشارہ کیا ہے یعنی فی الحقیقت اس بات کی ضرورت ہے کہ اسمبلی میں بھی بجٹ پر صرف general discussion نہ ہو بلکہ Finance Committee سر جوڑ کر بیٹھے اور اس کو examine کرے اور اس صورت میں دونوں Finance Committees کی joint meeting بھی ہوسکتی ہے۔ اس سے automatically ایک نیا consensus develop ہو گا۔

تیسری تجویز یہ ہے کہ اگر یہ ممکن نہیں تو اس سال آپ نے دستور میں ایک Reconciliation Committee کی provision رکھی ہے اور اس میں دونوں ایوانوں کے نمائندے موجود ہیں اور اگر ہم اس Reconciliation Committee کا کوئی role Senate کے recommendations کے سلسلے میں مقرر کر سکیں تاکہ وہ دونوں کے درمیان ایک bridge کا کام کرے۔ اس کے علاوہ بھی چیزیں ہوسکتی ہیں' تو اس وقت میں جو بات کہنا چاہتا ہوں' وہ یہ ہے کہ یہ وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے کہ جو دستوری تقاضا ہے' اس کو پورا کرنے کے لیے process and rules میں تبدیلی کی جانی چاہیے۔ دو سال گزر گئے لیکن ہمیں اس سال کم از کم یہ کام ضرور کر لینا چاہئے۔ بہت شکریہ۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! بقایا کام جو ہے وہ پرسوں کر لیں گے day after tomorrow تو ابھی میرا خیال ہے---

Mr. Deputy Chairman: We will call it off because night is getting late. Let us call it a day.

سینیٹر احمد علی صاحب! آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں؟

جناب ڈپٹی چیئرمین، سینیٹر احمد علی صاحب آپ کچھ کہنا چاہتے ہیں۔

سینیٹر احمد علی ، جی جناب ! شکریہ جناب چیئرمین! میں بہت شکر گزار ہوں محترم سینیٹر صاحبان کا جنہوں نے اتنے اچھے الفاظ استعمال کیے ۔ یہ ایک بہت اچھی کاوش ہے۔ یہ بہت اچھا جذبہ ہے اس کو میں بہت قدر کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ اس میں کوئی شک نہیں میرے ایک ساتھی نے یہ کہا کہ short tempered تھا ۔ جناب انیس گھنٹے یا بیس گھنٹے آپ کام کریں گے تو انسان short tempered ہو ہی جاتا ہے۔ اب اس کو consideration میں لانا کہ اتنا وزن رکھ دینا ۔ میں تین سال سے اس کام کو کر رہا ہوں ۔ میں پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ ان محترم ساتھیوں کا بہت بہت شکریہ کہ انہوں نے above board ہو کر ایک چیز کو consensus بنایا ۔ بڑی achievement ہے کہ 37 suggestions unanimously ہو جائیں یہ کوئی چھوٹا کام نہیں ہے۔ اس پر بڑی discussions ہوئی ہیں اور سینیٹر پروفیسر خورشید صاحب سے تو بہت ہی زیادہ بحث ہوئی ہے ۔بہرحال consensus develop ہوا یہ اس کی achievement ہے۔ میں صرف یہ کہہ رہا ہوں کہ پہلے سال شاید سو سے بھی زیادہ تجاویز آئی تھیں ۔ اس سال تو حد ہوگئی almost تین سو تجاویز سینیٹر صاحبان نے دے دیں۔ ہمیں یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ کسی کی تجاویز ہم سے miss نہ ہو جائے۔ ہم اس کی طرف بھی غور کر رہے تھے اور وقت اتنا constrained ہے ۔یہ بڑا ضروری ہے کہ جو تجاویز میں ہم نے recommend کیا ہے کہ سینیٹ کو وقت زیادہ دیا جائے۔ اگر really sincerity کے ساتھ چاہتے ہیں کہ لوگ اپنی suggestions deliver کریں تو قومی اسمبلی اس وقت کو ضرور consider کرے اور Constitution میں کچھ amendments کرے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ، Thank you very much. یہ غصے میں نہیں آتے ۔ ان کا غصہ بھی سب کے لئے پیار سا ہوتا ہے ۔

Thank you very much. The House is adjourned till Monday morning 10.00 a.m.

[The House was then ad journed to meet again at 10.O'clock on

Monday,the 12th June, 2006]
